تلك الايام نداولها بين الناس

تاریخ افغانستان

ترجمہ

افغانستان

کتاب انگریزی مصنفہ ۱۸۸۱ء

پی - ایف - واکر صاحب

بیرسٹرایٹ لا و سابق (۵۷) رجمنٹ

حسب الحکم

قدردان علم وہنر فیض رسان ملک وملت نواب عماد نواز جنگ حسن بن عبد اللہ صاحب بہادر عہدہ دار سرکار نظام

مطبوعہ مطبع سفیر دکن واقع ریزیڈنسی حیدرآباد دارالسلطنت آصفیہ

قیمت فی جلد عہ

۱۳۰۵ھ

دیباچہ

اِس کتاب کی تصنیف سے یہ غرض ہے کہ افغانستان کی ایک ایسی مختصر تاریخ شائقین کے روبرو پیش کیجاوے جو چند گھنٹوں میں ہی پڑھ لیجاوے۔ مصنف کا قصد ہے کہ صفحات ذیل میں اُس ملک کی تاریخ صحیح بیان کیجاوے جس کی طرف ہماری سلطنت ہند سے ایک ضروری تعلق رکھنے کی وجہ سے عوام کی توجہ زیادہ مایل ہے۔ چونکہ مصنف جنگ افغان کے زمانہ میں افغانستان میں موجود تھا لہذا اکثر واقعات ذاتی تجربہ اور خاص موقع پر تحقیقات و جانچ کرنے سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اور باقی امور تاریخی تصنیفات ذیل سے لئے گئے ہیں جس کے لئے مصنفانِ کتب کا شکریہ بجالانا واجبات سے ہے۔ وہ کتابیں یہ ہیں۔ جنگ افغان مصنفہ کئی صاحب تاریخ ہند مصنفہ الفنسٹن صاحب بادشاہت کابل اور بیان قتل فوج کابل مصنفہ لفٹینٹ آئیر صاحب تاریخ افغانستان مصنفہ ملسن صاحب علاوہ بریں اکثر خطوط و مختلف رسالجات و اخبارات کے مضامین سے بھی مطلب لیا گیا ہے فقط۔

مقام شملہ — مورخہ جنوری [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ افغانستان

میرا قصد ہے کہ کتاب ہذا میں مختصر تاریخ ملک افغانستان کے زمانۂ قدیم سے زمانۂ حال تک تحریر کروں اور اس میں افغانستان کی جنگ اول جو ۱۸۳۸ء سے ۱۸۴۲ء تک ہوتی رہی اور جنگ حال و نیز دیگر معاملات متعلق افغانستان کا بھی بتفصیل مذکور ہو۔ میرا ارادہ نہیں ہے کہ ملک کے جغرافیہ کی زیادہ تفصیل بیان کروں میں صرف حدود ملک کے بیان پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

افغانستان کے شمال میں دریائے اوکسس واقع ہے اس دریا سے ملک ایران کی سرحد تک ایک خط کھینچنے سے افغانستان اور ملک خیوہ تقسیم ہو جاتا ہے افغانستان کے مغرب میں ملک ایران واقع ہے اور جنوب میں بلوچستان اور جنوب و مشرق کے گوشہ میں برٹش انڈیا ہے ان دونوں ملکوں کو کوہ سلیمان و کوہ سفید نے علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے۔ افغانستان کے گوشہ مشرق میں کشمیر واقع ہے۔ زمانۂ سلف میں وہ قطعۂ زمین جو حدود مذکورۂ بالا کے درمیان واقع ہے اور اب خود افغانستان کے نام سے مشہور ہے اس سلطنت کا ایک حصہ تھا جس کا دار الخلافت ایران تھا کل حملہ آوران ہند جو شمال کی جانب سے یورش کر کے آئے افغانستان کے درمیان گزر کر وارد ہوئے۔ پانسو اٹھائیس سال قبل سنہ عیسوی کے دارا ایران کا بادشاہ دریائے سندھ کو عبور کر کے حملہ آور ہوا اور شمالی

کے ایک حصّہ کو اپنی بادشاہت میں ملحق کر دیا۔

پھر سکندر اعظم نے ہندوستان پر چڑھائی کی۔ تین سو کتیس سال قبل
سنہ عیسوی کے اس نے کابل کو زیر کر کے کوہستان سے گذر کے اٹک
کے نزدیک دریای سندھ پر عبور کیا۔ اور دریاے جہلم کے کنارے پر
راجہ پورس (فور) کو شکست دی وہاں سے دریاے ستلج تک بڑھا
اور بمجبوری اُس دریا کو اس نے سلطنت کی حد قرار دیا اس لئے کہ اس
کی فوج نے وہاں سے آگے بڑھنے سے انکار کیا گو اس کی نہایت آرزو
تھی کہ دریاے گنگ کے اضلاع تک فتح کے نشاں لے جاوے کیونکہ
سکندر نے وہاں کی دولت وحشمت کے بارے میں نہایت مبالغہ
آمیز خبریں سُنی تھیں۔

۱۰۰۱ء میں جانب شمال سے محمود شاہ غزنین نے یورش کی اس بادشاہ نے
کئی مرتبہ حملہ کر کے شمالی ہند کے ایک بڑے حصّہ کو لے لیا وہ سومنات
تک پہنچکر وہاں سے مندر کا صندلی دروازہ غزنین کو ۱۰۲۴ء میں لے آیا
اس دروازہ کے بارے میں لارڈ النبرا نے اشتہار عام جاری کیا تھا جس کا
آئندہ ذکر ہوگا غزنیں سلطان محمود کے عہد میں دنیا کے سب سے زیادہ
پُر رونق شہروں میں شمار ہونے لگا وہ سنگ مرمر کے محلات و خزانوں سے
بھرا ہوا تھا۔ ۱۱۵۲ء تک اس شہر کی رونق و شان قایم رہی مگر بعد علاؤالدین
نے اُس کو لوٹ کر غارت کر دیا۔ محمود غزنوی کا خاندان ۱۱۶۰ء تک حکمران رہا
خاندان غزنوی کے نیست و نابود ہونیکے بعد خاندان غوری نے افغانستان
پر اپنا تسلط جمایا۔ اس خاندان کا بانی سب سے زیادہ مشہور محمد غوری
ہوا ہے۔ اس نے افغانستان سے ہندوستان پر حملہ کر کے راجہ دلّی

اس کے رفقا کو شکست دی۔ اور وہاں اسلامی حکمرانی قایم کی۔ اس کے سپہ سالاروں نے بنگال و بہار تک اس کی سلطنت بڑھائی۔ یہ بادشاہ ۱۲۰۶ء میں راہی ملک عدم ہوا۔

چند عرصہ بعد چنگیز خاں سرغنہ فرقہ مغل جو تاتاریوں کے ایک گروہ میں سے تھا کُل وسط ایشیا میں غارت گری پھیلا کر دریا سندہ تک چلا آیا۔

۱۲۹۸ء میں مغلوں نے دوبارہ ہندوستان پر یورش کی مگر دہلی کے قریب شکست کھا کر واپس چلے گئے۔

ایک صدی بعد تیمور نے جو اکثر تمر لنگ کے نام سے بھی مشہور ہے وسط ایشیا کو زیر حکومت کر کے ہندوستان کی فتح کے لئے یورش کی اور اٹک کے نزدیک دریاے سندھ کو عبور کر کے دہلی تک ملک کو غارت کر کے پھر واپس چلا گیا یہ واقعہ ۱۳۹۸ء کا ہے۔

۱۵۰۴ء میں تیمور کے بعد بابر شاہ نے شمال سے ہندوستان پر چڑھائی کی۔ وہ اس کی چھٹی پشت میں تھا۔ اس نے ۱۵۰۴ء میں کابل کو فتح کیا اور باوجودیکہ قوم ازبک سے متواتر جنگ و جدال ہوتی رہی تاہم اپنی حکومت قایم رکھی ہندوستان پر یکے بعد دیگرے برابر چار مرتبہ یورش کرنے کے بعد جس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہوا۔ پانچویں بار ۱۵۲۶ء میں میدان پانی پت میں ابراہیم لودہی سے مقابلہ کیا۔ جنگ میں بابر کو کامل فتح نصیب ہوئی۔ اور وہ تخت دہلی پر بیٹھا۔

یہ نہایت حیرت انگیز معاملہ ہے کہ بابر نے اپنی صرف ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار جنگ آزمودہ سپاہ سے ابراہیم لودہی کی ایک لاکھ فوج کا مقابلہ کیا۔ تمام دن جنگ ہوتی رہی۔ آخر شاہ دہلی کو شکست فاش ہوئی۔ جس میں اُس کے پندرہ ہزار

سپاہی قتل ہوئے۔ چندیری و اودھ و بہار فتح کرنے کے بعد ۱۵۳۰ء میں بابر نے انتقال کیا۔ اور نعش بموجب اُس کی وصیت کی آگرہ سے کابل کو بھیجی گئی اس کا بیٹا ہمایوں تخت دہلی پر اس کا جانشین ہوا مگر ۱۵۴۰ء میں شیر شاہ سے شکست کھا کے خود ہندوستان سے اور ہندوستان اس کے قبضہ سے نکل گیا ۱۵۴۵ء میں شاہ طہماسپ والئے ایران سے مدد حاصل کرکے قندھار کو فتح کیا۔ اور تھوڑے عرصہ بعد کابل کو بھی اپنے زیر حکومت بنالیا۔ سلطان عدلی شاہ دہلی کی عیاشی و کمزوری کا موقع پاکر ہمایوں شاہ نے ۱۵۵۵ء میں دریائے سندھ کو عبور کیا اور دہلی کی ان فوجوں کو جو اس کے مقابلہ میں بھیجی گئی تھیں شکست دیکر بھگا دیا۔ اب وہ دوسرے مرتبہ تخت دہلی پر بیٹھا۔ مگر چھ مہینے بعد محل کے فرش سنگ مرمر پر سے پھسل کر گر پڑا جس سے اس قدر ضرب شدید پہنچے کہ انتقال کر گیا۔ اس کا جانشین اکبر ہوا جو شاہان مغلیہ میں سب سے زیادہ لائق و نامور گزرا ہے مگر وہ اپنے والد کے تخت پر بلا خرخشہ و وقت بیٹھنے نہ پایا اس پر سلطان عدلی کے ہندو سپہ سالار ہیمو نے یورش کی۔ میدان پانی پت جس میں حکام افغانستان نے تخت دہلی پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے بارہا کوششیں کی تھیں۔ اب دوبارہ ایک جنگ عظیم کا منظر ہوا۔ سخت جنگ و جدال کے بعد سلطان عدلی کی فوج کو شکست ہوئی ہیمو قید کر لیا گیا اور قتل ہوا ۱۵۵۶ء اس فتح سے اکبر کا تخت مستقل ہو گیا اور اب اس کو کوئی بیرونی اندیشہ و خطرہ نہ رہا۔

اب تک جن افغانوں نے پہلے فتح حاصل کی تھی ان کے نسل کے لوگ بنگال و اڑیسا پر حکمراں بنے ہوئے تھے لیکن ۱۵۷۶ء میں اکبر کے

سپہ سالار داؤد خاں نے اُس کو شکست دیکر اور قتل کرکے اِن صوبوں کو اپنے آقا کی سلطنت میں ملحق کر لیا۔ افغانوں کی حکومت بنگال و اڑیسہ میں دو سو برس تک قایم رہی۔

اِس وقت ہندوستان کا زیادہ تر حصہ اکبر کے زیر حکومت ہو گیا تھا تاہم اِس کو شمال و مغرب میں سرحدی پہاڑی اقوام و خیبریوں کو مغلوب کرنا باقی تھا جو کسی طرح اپنی قزاقی و غارت گری سے باز نہ آتے تھے۔ نہ تھدید و تخویف سے نہ جود و عطا سے اِن کو مطیع کرنے کے لئے اکبر نے ایک ضبط وزور آور فوج روانہ کی۔ لیکن تاہم یہ مہم نہایت مصیبت انگیز اور پر حوادث ہوئے۔ کہتے ہیں کہ پہاڑی رہگذر اور درہ میں چالیس ہزار سپاہ ضایع و غارت ہو گی ناچار اکبر نے اِن کوہستانی فرقوں سے جنگ کرنے کے لئے ایک دوسرا طریق اختیار کیا۔ سرحدی پہاڑوں پر ایک سلسلہ جنگی قلعوں کا تعمیر کیا جب یہ کوہستانی فساد کی نیت سے ایک جا جمع ہوتے اِن قلعوں کی فوج فوراً اتر کر اوں پر یورش کر کے پراگندہ کر دیتی۔ علاوہ بریں جا بجا اِن قلعوں کے تعمیر ہونے سے اِن اقوام قزاق و غارت گر کے میدان میں آمد و رفت بالکل منقطع ہو گئی۔ اِس ترکیب سے اُن کی راہ زنی تو بند ہو گئی لیکن اِن کو مطیع اور شایستہ بنانے میں کچھ بھی کامیابی حاصل نہوئی۔ اکبر اور اُس کے جانشینوں کے عہد میں ایران سے جنگ ہونے پر بارہا قندھار قبضہ میں آیا اور پھر نکل گیا۔ لیکن جب متواتر بغاوت و فساد برپا ہونے اور شاہان دہلی کے کمزور ہو جانے سے سلطنت مغلیہ زوال پذیر ہونے لگی تو افغانستان اُن کی حکومت سے آزاد ہو گیا۔ اور قندھار معہ گرد و نواح کے شاہان ایران عباس دوم اور اِس کے جانشین سلیمان کی زیر حکومت ہو گیا۔

۱۷۰۹ء میں فرقۂ افغان غلزئی بغاوت کر کے شاہ ایران کی حکومت سے منحرف ہوگیا۔ اور قندھار میں اپنی آزاد بادشاہت قایم کی ۱۷۲۲ء محمود سردار قوم غلزئی اصفہان کو فتح کر کے تخت ایران پر بیٹھا محمود کے فوت ہونے پر اس کا بیٹا جانشین ہوا نادر شاہ کے خراسان میں زور پکڑنے تک افغانستان نیم آزادی کی حالت میں بنا رہا۔ اس عجیب وغریب شخص نے خراسان میں فرقہ افغان ابدالی کو اور ایران میں غلزئی اور مغرب میں ترک وروس کو مغلوب کر کے تاج شاہی اپنے سر پر رکھا۔ پھر اس نے افغانستان پر یورش کر کے قندھار کا محاصرہ کیا اور وہاں سے شاہ دہلی کے پاس قاصد روانہ کئے۔ ان میں سے ایک راہ میں قتل ہوگیا اور دوسرے کی دربار دہلی میں کچھ مناسب خاطر داری نہوئی اور نہ اس کے پیغام پر کچھ زیادہ توجہ کیگئی۔ اس پر برہم ہو کر نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ ایک بڑی زور آور فوج کو ہمراہ لیکر اس نے دریاے سندھ عبور کیا۔ اور بادشاہ دہلی کو شکست دی اور ۱۷۳۹ء میں معہ فوج شہر کے اندر داخل ہوا۔

دہلی میں داخل ہونے کے چند روز بعد شہر کے باشندوں اور نادر شاہ کے سپاہیوں میں کچھ تکرار ہوئی جس کا انجام ہیبت ناک یہ ہوا کہ قتل عام کا حکم ہوگیا۔ اس طور پر دہلی کے لوگوں کو نیست ونابود و کل ملک کو غارت کر کے اور بے انتہا نعمت لیکر نادر شاہ ایران واپس گیا۔ گو اس نے محمد شاہ کو تخت دہلی پر بحال کر دیا مگر دریاے سندھ تک کل ملک اپنی عملداری میں ملحق کر لیا۔ یہ نادر شاہ جس کے کل اعمال شروع سے بیرحمی و دغابازی و کمینہ پن پر مبنی تھے ۱۷۴۷ء میں اپنی خاص رعایا کے ہاتھ سے

خیمہ کے اندر قتل کیا گیا۔

احمد خاں نے جو خاندان سدوزئی کا ایک ابدالی افغان تھا اُس کے تخت و ملک کو اپنے تحت میں کر لیا مابعد وہ خاندان درانی کے نام سے مشہور ہوا جو اب تک اسی نام سے مشہور ہے۔ وہ ہندوستان تک بڑھ کر آیا۔ لیکن بادشاہ دہلی سے شکست کھا کر واپس چلا گیا۔

تاہم اس شکست سے پست ہمت نہ ہو کر اور یہ دیکھ کر کہ محمد شاہ دہلی کی وفات ہونے سے ملک میں پریشانی و اضطراب جاری ہے احمد شاہ ابدالی نے پھر ہندوستان پر یورش کی اور شمالی صوبوں کو اپنے تسلط میں کر لیا۔ یہ صوبے بعد عہد و پیمان اُس کی عملداری میں مستقل طور پر ملحق ہو گئے کچھ عرصہ بعد احمد شاہ ابدالی و دربار دہلی کے درمیان کچھ قضیہ برپا ہوا لہٰذا وہ تیسری دفعہ ہندوستان پر چڑھا اور دہلی پر قبضہ کر کے اُس کو لوٹا اور غارت کیا اور پھر دریائے سندھ کے پار اُتر گیا۔

احمد شاہ اپنے بیٹے تیمور کو ہندوستان کے صوبوں کا حاکم مقرر کر کے آپ شمال کی جانب کوچ کر گیا۔

دوسرے سال تیمور پر مرہٹوں نے یورش کر کے اس کو شکست دی ۱۷۵۹ء میں اس شکست کا انتقام لینے کی غرض سے احمد شاہ نے ایک مرتبہ اور ہندوستان پر چڑھائی کی اس چوتھی یورش میں اس نے سیندھیا اور ہلکر کی فوجوں کو جو اس کا مقابلہ کرنے کو آئی تھیں شکست دی آخر ۱۷۶۱ء میں میدان پانی پت میں جہاں اس سے پیشتر دو مرتبہ ہندوستان کی سلطنت کا انقلاب ہو چکا تھا اس نے پھر تینوں سے مقابلہ کیا۔ کئی روز تک دونوں فوجیں بلا جنگ ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن رہیں۔ لیکن آخر کو قحط و

بیماری سے تنگ آ کر جو مصیبتیں لشکر کے گرد نعشوں کے سڑنے سے پیدا ہوئی
تھیں مرہٹوں نے حملہ کرنا شروع کیا ان کی سپاہ نہایت درست اور جنگ
آزمودہ تھی اور ان کا کل شمار ڈھائی لاکھ تخمینہ کیا گیا تھا اور احمد شاہ
کی فوج کا شمار اسی ہزار تھا لیکن قحط کے باعث مرہٹوں کی سپاہ بہت ضایع
ہوگئی تھی - نہایت سختی و خونریزی کے ساتھ جنگ ہوئی اور ایک مرتبہ معلوم
ہوا کہ مرہٹوں کی فتح رہیگی لیکن احمد شاہ نے اپنی فوج محفوظ کو آگے بڑھا لیا
چند مرہٹے سردار جنگ میں کام آگئے اور چند کنارہ کش ہوئے اس پر کل
فوج میں پریشانی پھیل گئی جس سے انجام کار حملہ آور کی فتح ہوئی اس جنگ
میں مرہٹوں کی دو لاکھ سپاہ ضایع ہوگئی - اگر وے اس روز فتح حاصل
کر لیتے تو ہندوستان کی قسمت کا کچھ اور ہی نقشہ نظر آتا اور ملک میں
ان کی سب سے اعلے قوت ہو جاتی - اور اغلب ہے کہ اس صورت میں
انگریز یہاں اپنا قدم نہ جما سکتے پانی پت کی اس ظفریابی کی بدولت کل ملک
ہند احمد شاہ کے زیر قدم ہوگیا جب کہ وہ مرہٹوں کی قوت کو زایل کر چکا تھا
تو ملک میں کوئی حکمران ایسا نہ تھا جو اس کے مقابلہ کی جرأت کرتا لیکن اسکا
قصد نہ تھا کہ خود تخت دہلی پر بیٹھے لہذا وہ برائے نام مغلیہ عملداری قایم
کر کے افغانستان واپس چلا گیا - یہ مغلیہ عملداری کم و بیش ایام غدر تک
قایم رہی - افغانستان واپس آنے کے چند روز بعد احمد شاہ نے انتقال کیا
اس کا بیٹا تیمور جانشین ہوا - چونکہ باشندگان قندھار اور قوم درانی دونو
پر اس کا اعتبار اس باعث سے نہ رہا تھا کہ انہوں نے اس کے باپ کی
وفات کے بعد اس کے برعکس اس کے بھائی کو مدد دی تھی لہذا تیمور نے
قندھار سے کابل میں دار الخلافت کو منتقل کر لیا -

اس بادشاہ نے عمدہ طور سے ملک پر حکومت کی اور محاصل جمع کرتا رہا اور
امن رہنے کے سبب سے اس کا خزانہ خوب معمور تھا تاہم اس کی نرم حکومت
پر جرأت ہو کر سرداروں نے جابجا نشان بغاوت بلند کئے۔ اس نے ۱۷۹۳ء
میں انتقال کیا۔ اس کے ۲۳ بیٹوں میں زماں شاہ بادشاہ منتخب ہوا گو وہ
تخت نشین ہوا لیکن اس کو اپنا تسلط جمانے میں نہایت دقتیں پیش آئیں۔
جابجا سردار بغاوت کا ڈنکا بجا رہے تھے اور دو بھائی علانیہ اس کی حکومت
سے منحرف ہو رہے تھے باوجود اس کے اس نے تیز اور مستحکم حرکات و کارروائیوں
سے اپنے بھائیوں کی تدابیر کو پیش رفت ہونے نہ دیا۔ اور کابل و قندھار کا
مستحکم و خاطر خواہ انتظام کر کے کوہستان کے درمیان گزر کر ہندوستان میں
وارد ہوا اور لاہور اور کل ملک پنجاب کو اپنے قبضۂ اقتدار میں لایا ۱۷۹۸ء
میں زماں شاہ نے لارڈ ویسلی کے نام جو اس وقت ہندوستان میں گورنر
جنرل تھا بایں مضمون ایک پیام بھیجا کہ میرا قصد ہے کہ ہندوستان پر یورش
کروں لہٰذا آپ شمال سے مرہٹوں کو دکن کی جانب نکال دینے میں میرے
شریک ہوں اس پیام سے چند سال قبل سندھیا اور ہلکر دہلی اور آگرہ پر
چڑھائی کر چکے تھے۔ زماں شاہ کی قوت اس وقت ایسی کمزور نہیں سمجھی
گئی تھی جیسی کہ درحقیقت تھی اپنے دادا کی سلطنت کی تاریخ کے لحاظ سے
وہ ایک زور آور بادشاہ سمجھا جاتا تھا تاہم لارڈ ویسلی نے سندھیا کے ساتھ
عہد و پیمان کرنے کی غرض سے زماں شاہ کے خط کو اس کے پاس روانہ کر دیا
اور اس کو یقین کرایا کہ سرکار انگلشیہ کا دلی منشا ہے کہ موجودہ سرداران درمیان
ملک کو حسب دستور اپنے مرتبہ پر قائم رکھے۔ سیندھیا سے صلح کرنے سے لارڈ
ویسلی کا خاص مدعا یہی تھا کہ ٹیپو سلطان کی قوت کو زیر کرے۔ وہ اس وقت

انگریزوں کو ملک سے نکالنے کی عظیم الشان طیاریاں کر رہا تھا اس وجہ سے ٹیپو زماں شاہ سے تحریک کر رہا تھا کہ شمالی ملک پر حملہ کرے اور وہ آپ خود فرانسیسوں سے خاطر خواہ مدد حاصل کر رہا تھا ان ایام میں یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسوں کے درمیان نہایت نا چاقی برپا تھی لیکن ۱۷۹۹ء کو سرینگ پٹن کی شکست میں ٹیپو سلطان قتل ہوا۔ ٹیپو کی وفات ہونے پر بھی یہ ضروری خیال کیا گیا کہ درصورت زماں شاہ کے حملہ ہونے کے سرکار انگریزی اپنے ملک کی حفاظت کے لئے مناسب بندوبست کرلے۔ یہ خوف کیا گیا تھا کہ فرانسیس لوگ اس کی امداد کے لئے ایران و افغانستان کی راہ سے یورش کرکے آوینگے۔ لہذا ۱۷۹۹ء میں لارڈ ویسلی نے کپتان ملکم کو قاصد بنا کر ایران روانہ کیا کہ اس ملک سے دوستی کے عہد و پیمان قایم کئے جاویں۔ اس کے خاطر خواہ طے ہونے پر یہ اُمید کیگئی تھی کہ سمندر پر حکمرانی رہنے کے باعث حسب ضرورت انگریزی سرکار اپنی فوج کو عملداری ایران میں اُتار سکے گی۔

سرکار انگریز اور دربار ایران کے درمیان یہ عہد و پیمان ہوا کہ اگر افغان ہندوستان پر حملہ کرنے کی نیت کریں تو شاہ ایران اپنی فوجوں کو افغانستان پر چڑھا لاوے اور اگر یورپ سے فرانسیس حملہ کرنے کا قصد کرے تو ایران و انگلنڈ کی افواج باتفاق ان کا مقابلہ کریں۔ دربار ایران نے وعدہ کرلیا کہ کل فرانسیس لوگوں کو اپنی عملداری سے باہر نکالدینگے لیکن یہ سب تدابیر رائیگاں ہوئیں۔ زماں شاہ کو اس کی رعایا نے اندھا کردیا۔ سرکار انگریز کی پناہ میں آکر وہ اس کا وظیفہ خوار رہا اور شاہ محمود افغانستان کا حکمران ہوا۔ پھر شاہ شجاع نے اس کو حکومت سے علیحدہ کردیا۔

جب یہ خیال کیا گیا کہ دربار ایران کے تعلقات فرانس کے ساتھ ایسے ہو گئے
ہیں کہ سرکار انگریز کے حق میں خطرناک ثابت ہوں لہذا ۱۸۰۸ء میں ایک
قاصد پھر ایران روانہ کیا گیا۔ دربار ایران نے روس کی اولوالعزمی سے
خائف ہو کر خیال کیا کہ فرانس ایک ایسی قوت ہے کہ جو اس کا جانب دار
ہو کر اس کے خطرہ کو دور کرے۔ لیکن اب نپولین کا زور شور زوال پر تھا
ولنگٹن سے شکست کھا کر فرانسیس جزیرہ نما سے باہر نکلتے چلتے تھے۔
۱۸۰۹ء میں الفنسٹن صاحب شاہ شجاع والیٔ کابل کے دربار میں
بھیجا گیا وہاں اس نے حسب دلخواہ شاہ و سرکار انگریز کے درمیان
ایک عہد و پیمان تحریر کرایا۔
الفنسٹن صاحب بیان کرتے ہیں کہ شاہ نہایت زرق و برق و پر
پوشاک پہنتا ہے بیش قیمت جواہرات سے آراستہ و پیراستہ رہتا ہے چہار
طرف عیش و آرام کے بے انتہا سامان نظر آتے ہیں اس کے خیمے
اور نقرئی کام سے آراستہ ہیں۔ ایک سفری خیمہ دو منزلہ سو آدمیوں کے
سر پر کوچ میں اس کے ہمراہ چلتا ہے۔ مگر ملک کی حالت ابتر و بے رونق
ہے۔ ہر جگہ تباہی کے آثار نمایاں ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ قوم افغان
نہایت دغاباز ہے خود مسلمانوں کو بھی مکان سے باہر نکلتے ہی لوٹ لینے
میں دریغ نہیں کرتی۔ لکھتا ہے کہ افغانوں کی جماعت نے مکان سفیر پشاور
میں ایسا ہی حملہ کیا جیسا ۱۸۳۹ء میں بمقام کابل اور ۱۸۴۱ء میں برنس
صاحب کے مکان پر ہوا تھا۔ مگر وہ بدقت ہٹا دیا گیا۔ شکر ہے کہ کبھی نقصان
و صدمہ پہنچنے سے پہلے سازش دور کر دی گئی۔ الفنسٹن صاحب کے پشاور
پہنچنے کے چند روز بعد شاہ شجاع نے شاہ محمود پر جو باغی ہو گیا تھا فوج کشی

کی اور قندھار پر قبضہ کر کے کابل پر چڑھ آیا۔ اس یورش میں شاہ شجاع نے اپنی باغی رعایا سے شکست کھا کر رنجیت سنگھ بادشاہ سکھ کے دربار میں پناہ لی اس نے چند روز تک مدارات سے اس کو اپنے یہاں رکھا اور اس سے خزانہ و مشہور کوہ نور ہیرا بجبر چھین لیا پنجاب پر قبضہ ہونے پر وہ ہیرا انگریزوں کے ہاتھ آیا اور اب حضور ملکہ معظمہ کے زیب تن ہے۔ عرصۂ قلیل کے بعد شاہ شجاع رنجیت سنگھ کے دربار سے سرکار انگریز کی عملداری میں بھاگ آیا اور اس کا وظیفہ خوار بنا۔

افغانستان اس وقت اندرونی فسادات و جنگ وجدال کا گھر ہو رہا تھا ذاتی اغراض کے مقابل نہ کچھ عزت کا کسی کو پاس تھا نہ رشتہ داری کا دغا و فریب چہار طرف جاری تھا آخر کو ۱۸۲۶ء میں بہت کچھ سازشوں جنگ و جدال کے بعد دوست محمد خاں جو سرداران افغان میں سب سے زیادہ لایق تھا ملک کا بادشاہ بنا۔ دوست محمد خاں فتح خاں سردار فرقہ بارکزئی کا بھائی تھا اس سردار نے شاہ شجاع کو شکست دیکر محمود کو دوبارہ تخت نشین کیا۔ اور آپ نائب السلطنت ہو کر ملک میں بخوبی امن و امان قائم کیا اور عمدہ طور پر نہایت شان و قوت کے ساتھ حکمرانی کی۔ مگر اس احسان فراموش بادشاہ نے جس کو اس نے تخت نشین کیا اور جس نے ایسی ایسی قابل قدر خدمات کی دغا سے گرفتار کر کے اس کو قتل کیا۔ جب کہ فتح خاں کے بھائی محمود شاہ کے برعکس نشان بغاوت بلند کر رہے تھے اور جب دوست محمد خاں کو روز بروز ملک میں اقتدار حاصل ہوتا جاتا تھا اس وقت روس ایران کے ملک میں دست درازی کرتا ہوا اپنی سرحد کو بڑھاتا جاتا تھا۔ اگرچہ از روے عہدنامہ جو ملکم صاحب کے ذریعہ سے طے ہوا تھا انگریزوں پر

دربار ایران کی مدد کرنی واجبات سے تھی۔ مگر انہوں نے عہدنامہ کے مطابق اس کی مدد نہ فوج سے کی اور نہ زر سے اور وعدہ ایفا نہ کرنے کا یہ حیلہ بیان کیا کہ یہ جنگ ایران کے حملہ و پیش دستی کی وجہ سے ہوئی ہے حالانکہ اس میں ذرا کلام نہیں کہ سراسر روس کی زبردستی تھی۔ آخر میں سرکار انگریز نے ایک رقم اس غرض سے دی کہ عہدنامہ سے مدد دینے کی شرط خارج کر دیجاوے انگریزوں کی جانب سے ایک یہ نہایت مذبذب و پُرخطر پالسی ظہور میں آئی اس کے بدنتائج جلد آشکارا ہونے لگے۔ ایران کے ملک میں روس کے چند فتوحات ہونے کے باعث آخر الذکر کا اوّل الذکر پر بہت کچھ رعب وداب بیٹھ گیا۔ افسران روس نے انگریزوں کو زچ کرنے کی غرض سے شاہ ایران کو اس امر کی تحریک کرنا شروع کی کہ ہرات و قندھار پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے افغانستان پر یورش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ مقامات اوّلاً تخت ایران کے تحت میں تھے۔

سنہ ۳۵ء میں وزرا فرقہ وگ نے لارڈ **اوکلنڈ** کو ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر کیا۔ اس کو دوست محمد خان نے تہنیت کا خط لکھا جس کا دوستانہ جواب انہوں نے دیا۔ بعدازاں اس نے **برنس** صاحب کو تجارتی راہ و رسم قایم کرنے کی نیت سے بطور قاصد کابل روانہ کیا۔ دوست محمد خان نے بلحاظ تمام اس کا استقبال کیا۔ اور وہ سفارت تجارتی حسب ضرورت پولٹیکل یعنے متعلق نظم ملکی قرار دیدی گئی **برنس** صاحب کے کابل پہنچنے کے چند روز بعد ایک روسی افسر خطوط تجارتی سے شہنشاہ روس کی جانب سے امیر کے پاس لایا۔ مگر امیر نے روس کی سفارت پر مناسب توجہ نہ کی کیونکہ وہ بخوبی واقف تھا کہ روس و انگلنڈ کے درمیان لاگ ڈانٹ و مخالفت ہے۔ اس کی دلی آرزو تھی کہ انگریزوں کو دوست بنائے

رہے - انگریزوں سے دوستی پیدا کرنے سے دوست محمد خاں کی خاص مراد یہ تھی کہ ہرات و پشاور جو حال کے فساد و تکرار میں افغانستان کے امیر کے تحت سے نکل گئے تھے پھر بحال کر لئے جاویں جب کہ دوست محمد خاں افغانستان میں اپنے اختیارات قایم کر رہا تھا - رنجیت سنگھ نے رفتہ رفتہ دست درازی کر کے اپنی عملداری کی سرحد کو شمال کی جانب بہت کچھ بڑھا لیا -

اس نے نوشیرہ کے مقام پر افغانوں کو شکست دی اور پشاور پر قبضہ اقتدار جمایا اور ایک افغان حاکم وہاں مقرر کیا اور اس سے خراج ٹھیرا لیا - ان ایام میں کامران پسر محمود سابق بادشاہ افغانستان نے ہرات پر اپنا قبضہ آزادانہ قایم کیا - ان وجوہات سے دوست محمد خاں نے انگریزوں کی امداد چاہی کہ وے رنجیت سنگھ کو سمجھا کر پشاور واپس کر دیں -

برنس صاحب کی پالسی تھی کہ ایک ایسے امیر کے تحت میں جو ہمارا دلی دوست ہوا - افغانستان عمدہ انتظام کے ساتھ بنا رہے اس کا خیال تھا کہ انگریزوں کے کہنے پر رنجیت سنگھ خراج ادا کرنے کی شرط پر پشاور امیر کو واپس دیدیگا - اس تدبیر سے امیر کو زیادہ قوت حاصل ہو جاتی مگر لارڈ اوکلینڈ نے اس تدبیر کے بالکل برعکس برنس صاحب کو ہدایتیں لکھیں - لہذا اس کو اپنی راے و میلان طبیعت کے بخلاف امیر کو آگاہ کرنا پڑا - کہ سرکار انگریز کا منشا نہیں ہے کہ پشاور کے بارہ میں کچھ تحریک و جستجو کرے لیکن دوست محمد کو نہایت فکر تھا کہ کسی صورت سے پشاور اس کی عملداری میں شریک ہو جاوے کیونکہ اس کا بھائی سلطان محمد جو علانیہ اس کا دشمن تھا اس جانب اپنا تسلط جمانا چاہتا تھا لہذا وہ امیر افغانستان کے لئے ایک بڑا خطرہ بنا ہوا تھا - جب امیر کو ایک طرف سے امداد حاصل ہونے سے

مایوسی ہوئی تو اس نے دوسری جانب سے مدد پانیکی جستجو کی۔
برنس بجائی ضمیتی وخوب صورت ندرانوں کے جیسے کہ اول الفنسٹن لیکر
گیا تھا ناچیز کھلونے نذر کرنے کو لیگیا اس کو ہدایت تھی کہ طلب تو زیادہ
کرے مگر دے کم دوست محمد خاں نے ایک مرتبہ صاف صاف کہدیا تھا کہ
انگریزوں کی مدد ہی ہماری بربادی ہے۔
انجام کار انگریزوں کی سفارت کی بے قدری ہونے لگی جب برنس صاحب
کیطرف بے توجہی ہوئی تو روسی قاصد کی قدر و منزلت بڑھنے لگی۔ گو
امیر راست باز و مہربان اور سچا تھا مگر ایسی حالت میں بجز ناکامی کے
اور کیا امید ہوسکتی ہے۔ برنس صاحب نے لکھا ہے لارڈ اوکلینڈ کو
بہت ہی بھولا آدمی کہنا چاہئے اگر وہ اس حالت میں کسی دوسرے بہتر
نتیجہ کی امید کرتا۔ اب امیر نے روسی افسروں سے معاملہ کرنا شروع کیا۔ روس
نے اس کی بہت کچھ امداد کرنے کا وعدہ کیا۔ اور یہ طے پایا کہ روس کی مدد
سے شاہ ایران ہرات پر حملہ کرے۔ اب سرکار انگریزی نے روس کی تدابیر کو
کاٹنے کے لئے اوکلینڈ کو سخت ہدایت کی کہ افغانستان وایران سے
ایسے عہد و پیماں کرو کہ روس کے اختیارات زیادہ نہونے پاویں۔
لارڈ اوکلینڈ نہایت پس و پیش میں پڑا کہ اب کیا کرنا لازم ہے آخر کو
اس نے سوچا کہ مفصلۂ ذیل تین تدبیروں میں سے کوئی ایک اختیار
کرنی چاہئے اول دریائے سندھ تک اپنی سرحد قایم رکھکر افغانستان
سے کچھ سروکار نہ رکھا جاوے جو اس ملک کا حاکم چاہے کرے۔
دوم افغانستان کے سرداروں کی امداد کیجاوے۔
سوم رنجیت سنگھ و شاہ شجاع کی مدد کیجاوے کہ افغانستان پر یورش

کرکے اس ملک پر قبضہ جمالیا جاوے لارڈ اوکلینڈ نے تدبیر سوم کو
پسند کیا اور مکناٹن صاحب کو رنجیت سنگھ کے دربار میں بھیجا کہ
افغانستان کو فتح کرلے اور شاہ شجاع کو وہاں کے تخت پر بحال کرنے کے
لئے تینوں کے درمیان عہد نامہ لکھا یا جاوے - پس انگریزوں نے بجائے
دوست محمد کے مدد کرنے کے آپ اسکی خلاف کارروائی کرکے ایک ایسے
کمزور و نالایق شخص کے گدی نشین کرنے کا قصد کیا جس کو خود اس کی
رعایا نے مسند سے اُتار کر نکال دیا تھا اور جو ایک مدت سے جلاوطن
ہوکر ہندوستان میں رہتا تھا بخلاف اس کے دوست محمد نہایت لایق
سردار سمجھا جاتا تھا۔ اس نے ہمیشہ بمقابلہ روس کے ہماری رفاقت کے
لئے زیادہ آرزو ظاہر کی۔ اس کی ہمیشہ یہی مرضی رہی۔ کہ انگریزوں کی
صلاح کے مطابق کام کرے بشرطیکہ وہ اس کے فایدہ کے خلاف نہ ہو۔
علاوہ بریں اس نے انگریزوں سے کبھی کوئی دغابازی نہیں کی۔ پس
اس قدر ایک افغان کی شان میں کہا جانا کچھ کم تعریف نہیں ہے۔
اسی پالسی کے مطابق ہندوستان کی شمالی سرحد پر انگریزی فوج جمع
ہونا شروع ہوئی تاکہ قندھار کی راہ سے افغانستان کی جنوب و مغرب کے
حصہ پر حملہ کیا جاوے اور یہ تجویز قرار پائی کہ اس انگریزی فوج کے ہمراہ جسقدر
اَور فوج کہ جمع ہوسکے لیکر شاہ شجاع کوچ کرے اور کپتان وڈ شاہ شجاع
کے بیٹے اور سکھوں کی فوج کے ہمراہ درہ خیبر میں ہوکر آگے بڑھی -
ہندوستان اور انگلینڈ میں دونوں جگہہ پر اس نامناسب جنگ کی خلاف رائیں
دی گئیں کیونکہ یہ بات ایک ایسے سردار کے خلاف کی جاتی تھی جس نے
انگریزوں کا ذرہ بھی نقصان نہیں کیا اگر اس کا قصور تھا تو صرف یہ تھا

کہ جب سرکار انگریزنے اس کی امداد کرنے سے انکار کیا تو اس نے روسیوں کی صلاح پر کان لگائے۔ یورش کے اس علانیہ مدعا پر کہ ایران کو ہرات پر قبضہ کرنے سے باز رکھا جاوے نہایت زور و شور کی شکائتیں ہوئیں یہ اور بھی زیادہ نامناسب معلوم ہوتا تھا کہ حاکم افغانستان پر اس لئے یورش ہو کہ شاہ ایران ایک ایسے شہر پر قبضہ کرنے سے روکا جاوے جو دونوں بادشاہوں سے علیحدہ اور خود مختار تھا۔ اور جو ان ایام میں شاہ ایران کی دست درازی روکنے میں نہایت مضبوطی و بہادری کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا۔ اس مقابلہ میں باشندگان ہرات کو ایک نوجوان انگریز مسمی الڈرڈ پوٹنجر سے بہت عمدہ مدد ملی تھی اس جوان نے اپنی ہوشیاری و لیاقت و بہادری سے دشمن کو ایسا گھبرا دیا اور زچ کیا کہ کئی مہینوں تک شاہ ایران کو ہرات کی دیواروں کے گرد جان و مال کا نقصان عظیم برداشت کرنے کے بعد جنگ سے دست کش ہو کر واپس کوچ کر جانا پڑا۔ چونکہ لارڈ اوکلینڈ کے اشتہار جنگ مشتہر کرنے کے قبل یہ محاصرہ اٹھ چکا تھا لہذا وہ ایک مقصد جس کے واسطے انگریزوں نے جنگ کرنے کا حیلہ بیان کیا تھا۔ پورا ہو چکا تھا۔ اس چڑھائی کی ناکامیابی کے بعد جب ان معاملات پر نکتہ چینی کی گئی اور یہ دریافت ہوا کہ بر نیل صاحب کی صلاح کے مطابق عملداری کرنے سے بلا اس نادرست جنگ کے انگریزوں کے کل مقاصد حاصل ہو جاتے تو اکثر نازیبا افواہ مشہور ہوئی کہ اس کے مراسلات قبل مشتہر کرنے کے بہت کچھ کم و بیش و تبدیل کر دیئے جاتے تھے۔

تاہم جنگ شروع کر دی گئی۔ آزاد ممالک پنجاب و سندھ میں ہو کر فوجیں

لیجانے میں اقسام اقسام کی دقتیں پیش آئیں ملکیہ ان ایام میں عملداری
انگریز اور افغانستان کی سرحد کے درمیان واقع تھی - کیونکہ ابھی تک
اس مشہور مراسلہ کا کچھ خیال نہیں کیا گیا تھا کہ جس میں لکھا ہے کہ مجھسے
گناہ ہوا جو اختصار میں سیزر کا اس قول سے کہ بغیر کوچ کیا - دیکھا اور فتح کیا
سبقت لیگیا - یہ اس وقت تحریر ہوا تھا جب نیپر نے سندہ کو فتح کرلیا تھا
مغرب میں فوج کے کمان سر ولوبی دکوٹن اور سر جون کین کے سپرد کیگئی
اول اولذکر فیروز پور وشکارپور کی راہ سے درہ بولن تک پہنچا - یہ سفر
جانوران باربرداری واسباب کے بہت زیادہ نقصان ہونے پر چھ روز
میں طے ہوا اور سر جون کین فوج احاطۂ بمبئی شاہ کو ہمراہ لیکر سندہ کے
درمیان اس ملک کے امیروں کو خایف کرتا ہوا درہ بولن گزر کر سر ولوبی
کوٹن کے پیچھے کوئٹہ پہنچا - وہاں کل فوج سر جون کین کے زیر کمان ہوئی
ماہ اپریل ۱۸۳۹ء میں شاہ شجاع قندھار میں داخل ہوا اس وقت تک
بباعث قلت سامان خورش سپاہ کو نہایت تکلیف رہی اور اثناء راہ میں
باربرداری کی جا سے بہت ضائع ہوئی اور مال واسباب بھی بہت غارت
ہوا مگر دشمن نے اب تک کوئی مخالفت ظاہر نہیں کی -
قندھار میں عرصہ دراز تک سامان رسد مہیا کرنے کے لئے مقیم رہکر سر جان
کین صاحب نے غزنی کو کوچ کیا اور حملہ کرکے اسپر قبضہ کرلیا - کابل کا
دروازہ اڑادیا گیا - مابعد کرنل دینی اپنی فوج کو لیکر اندر دہاوا کرکے
داخل ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد ان کی خوشی کے نعروں سے کل فوج
پر روشن ہوگیا کہ اندر دخل جمالیا گیا کرنل سیل بعد ازاں اندر کی جانب
فوج لیکر گیا - سخت جنگ ہولینے کے بعد انگریزوں کی فتح ہوئی غزنین کے

سر ہونے سے افغانوں کو کمال حیرت ہوئی۔ دوست محمد خاں افغانستان
کی سرحد کے باہر بھاگ گیا۔ اِس کی توپیں جہاں کی تہاں پڑی رہیں اور
قبضہ میں کر لی گئیں۔ ۱۶۔ اگست ۱۸۳۹ء کو فوج کابل پہنچی۔ دوسرے
روز شاہ شجاع نشان حشمت کے ساتھ شہر کے اندر داخل ہوا۔ اور اپنی
مسند پر بٹھایا گیا مگر یہ معلوم ہوا کہ بلا انگریزوں کی امداد کے اس کا ملک
پر حکمرانی کرنا غیر ممکن ہے۔ جب کہ مغرب میں یہ واقعات گزر رہے تھے۔ کپتان
ویڈ جواب کرنل کے رتبہ کو پہنچا تھا سکھوں کے ہمراہ خیبر پہنچا اور ایک مختصر
مقابلہ کے بعد علی مسجد کو فتح کر لیا پھر جلال آباد اور ڈھاکا ہوتا ہوا کابل
داخل ہوا۔ انگریزوں کے ساتھی اس جنگ میں بزدل ثابت ہوئے لہذا
ان پر کچھ اعتبار نہیں کیا جا سکتا تھا۔

حسب دستور خیبری لوگوں نے فوج کو نہایت تنگ کیا مگر آخر کو رشوت
پا کر راضی ہو گئے۔

جنوب میں قلات حملہ کر کے فتح کر لیا گیا۔ بلوچی لوگوں نے بارہا فوج کے مال و
اسباب کو لوٹا تھا لہذا اس طور پر ان کی سزا کی گئی۔

مدبران انگلشیہ نے افغانستان میں روس کی آمد کے خطرہ کو اندازے سے
زیادہ فرض کر لیا تھا اور اس کا باعث یہ ہوا کہ روس نے ۱۸۳۹ء میں
بردہ فروشی بند کرنے کی غرض سے اور خان خیوہ کو سزا دینے کے لئے
ایک یورش کی تھی۔

روس نے خیوہ پر چڑھائی کرنے کا یہ حیلہ بیان کیا کہ اس کے خان نے
کئی روسی رعایا کو غلام بنا رکھا تھا یہ خیال کیا گیا تھا کہ روسی فوج وہاں
فتح یاب ہو کر شاہ بخارا پر چڑھ آوے گی۔ لیکن روسی فوج قحط و سردی کے

موسم اور ملک کے ناہموار ہونے کے سبب سے تنگ آکر واپس گئی۔
اس یورش میں ناکامیابی ہونے کی وجہ سے ایشیا میں روس کی
کارروائی کی جانب سے انگریزی مدبران کا خوف کچھ دور ہوا۔ یہ
شکست مثل اس ناکامیابی کے تھی جیسی کہ ۱۸۳۸ء میں ترکمان لوگوں پر
چڑھائی کرنے کے باعث ہوئی تھی۔ دوسری یورش میں جو روسیوں
نے زیر کمان جنرل اسکوبلف کے تھی بخوبی کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ
جنرل کوہ بلقان میں اپنی بہادری کی وجہ سے مشہور ہو چکا تھا۔
جبکہ شاہ شجاع کا تسلط کابل پر بخوبی جمگیا اور کل ملک میں ظاہرا امن
ہوگیا تو افسران انگریز نے خیال کیا کہ اب کل کاروبار سلطنت بادشاہ
کے سپردگی میں چھوڑ کر کوچ کرنا چاہیئے۔ یہ سچ ہے کہ اس کی حکمرانی
پختگی سے ابھی تک نہیں ہوئی تھی اور عموماً افغانستان کے امیروں کی
بھی کیفیت رہی۔ مکناٹن صاحب پولیٹکل افسر کی رائے ہوئی کہ چونکہ
ملک میں بخوبی انتظام ہوگیا ہے اور امن ہے اور یہ ظاہر کہ انگریزی فوج
دائمی طور پر وہاں مقیم نہیں رہ سکی لہذا اب وہاں سے روانہ ہونا چاہیئے
علاوہ بریں یہ بھی خیال کیا گیا کہ بادشاہ اپنی چند ایماندار رعایا کے ساتھ
چھوڑ دیا جاویگا تو عام لوگوں پر بخوبی رعب قایم کرسکیگا۔ بجائے اس
کے کہ غیر ملک والے فوج کے زور سے قومی اور ذاتی قوت حاصل کریں
مگر اس طور پر ملک سے رخصت ہونیکا مناسب موقع ہاتھ سے خود دیا گیا
اور جلد آشکارا ہوگیا کہ ملک میں آثار امن نہیں رہے جیسا کہ مکناٹن
نے خیال کیا تھا۔ بلکہ ہر طرف شور و شر نمایاں ہونے لگا۔ قندھار کے
نزدیک غلزی و بلوچی لوگوں نے پھر سر اٹھانا شروع کر دیا۔

مقابلہ شمال میں انگریزی فوج کے ایک دستہ پر حملہ ہوا اور کئی سپاہی
مارے گئے - خود کابل میں علامات فساد نظر آنے لگے - انگریزوں کا سفیر
میجر ٹوڈ جو ہرات بھیجا گیا تھا ذلت کے ساتھ وہاں سے واپس چلا آیا
علاوہ بریں درّانی بھی غضب کی نگاہ سے انگریزوں کو دیکھنے لگے اگرچہ مگر
انگریزی فوج کے حملوں سے علے العموم مختلف فرقوں پر کامیاب ہوتی تھی
لیکن انگریزی فوج بہت کم ہونے کی وجہ سے ایسی کامل کامیابی نہیں ہوتی
تھی جس سے یہ افغانی دغا باز دشمن بخوبی پامال ہو جاتے -
اب ولوبی کوٹن صاحب کی جگہ جنرل الفنسٹن مقرر ہوا - اگرچہ
یہ ایک کارآزمودہ افسر تھا - اور نہایت بہادری و دیانت کے ساتھ اپنے
ملک کی خدمت کر چکا تھا مگر تاہم مرض نقرس میں مبتلا ہونے کی وجہ
سے ایسا ناتوان و ضعیف ہو رہا تھا کہ ایسی پُر دقت و سخت خدمت کے
لایق نہ تھا جو مکناٹن لایق افسر کے مانند ان مشکل کاموں کو جسمی و دماغی
قوت سے انجام دے سکتا لہذا کہا جاتا ہے کہ ان خدمات کے لئے لارڈ اکلنڈ
کا یہ انتخاب غلطی پر مبنی تھا -
کابل میں انگریزی فوج علیحدہ چھاونی میں جو متوازی الاضلاع کی صورت
میں بنی ہوئی تھی مقیم رہی - وہ ایک مٹی کی دیوار و خندق سے محیط تھی
دیوار ایسی کمزور و مسمار کہ اکثر مقامات پر سواروں کے آنے کا رستہ بنا ہوا تھا
علاوہ بریں وہ مقام ایسا پُر خطر تھا کہ دشمن گرد و نواح کے پہاڑیوں و قلعوں
سے فوج پر آسانی گولہ برسا سکتے تھے اور زیادہ مصیبت یہ ہوئی کہ سپاہیوں
کو اجازت ہو گئی تھی کہ اپنے عیال و اطفال کو بلا لیں - کیونکہ اب یہ یقین تھا
کہ کچھ عرصہ میں علداری سرکار میں ملحق ہو جائیگا - زیادہ عرصہ تک افغانستان

میں فوج کے رہنے سے خزانہ شاہی میں قلت ہونے لگی لہذا مکناٹن صاحب
کو متواتر ہدایتیں ہوئیں کہ حتی الوسع مصارف میں کفایت کیجاوے لہذا
سرداران افغان کے وظیفہ و زر امداد میں کمی کی جس سے انکی ناراضی بہت
زیادہ ہوگئی۔ ناخوش سرداروں نے پوشیدہ مجلسیں کیں اور آخر مشرقی
غلزئی لوگوں نے بغاوت کرکے انگریزوں کے برخلاف کابل میں مورچے
جمائے۔ سر رابرٹ سیل ان کے زیر کرنے کے لیے روانہ کیا گیا اور بہت
مشکلات کے بعد درہ کوہ کو صاف کرکے جلال آباد کی جانب کوچ کر گیا
مگر اس سرکش قوم کو ایسا پامال نہ کیا کہ وہ آئندہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہ
نومبر ۱۸۴۱ء کی پہلی کو اکثر سرداروں نے ملکر سازش کی اور دوسرے دن
شہر کابل میں آتش فساد بھڑک اٹھی۔ سر الکزینڈر برنس [illegible]
حملہ کرکے باغیوں نے سب کو تہ تیغ کیا۔ شاہ نے بالاحصار سے کچھ فوج
روانہ کی مگر وہ فساد دور نہ کرسکی اور آخر مفسدوں کے روبرو سے منہ
پھیر کر چلی آئی۔

فوج انگریزی تمام دن خاموش رہی۔ برگیڈیر شلٹن نے توپوں کے
لے آنے میں مدد کی ورنہ احتمال تھا کہ امیر کی فوج ان کو ہاتھ سے نکل
جانے دیتی باغیوں کے حوالہ ہونے دیتی۔

اس میں کلام نہیں کہ یہ فساد کچھ پیش بندی سے نہیں ہوا تھا اور
کامل یقین تھا کہ اگر فی الفور مناسب کارروائی کیجاتی تو کل فساد
رفع دفع ہوجاتا اور بدستور انگریزی فوج کی قوت اور رعب وداب
زیادہ ہوجاتا اور بریں صورت آئندہ کے لئے انگریزوں کو ایک اچھا
سبق ملجاتا کہ غافل نہوں۔

حاصل کلام کامیابی کی وجہ سے مفسدوں کی ہمت بڑھ گئی اور ان کا شمار بہت زیادہ ہو گیا۔ ان کو مغلوب کرنے کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی گئی یہانتک کہ انہوں نے اس خاموشی کے سبب سے جرأت پا کر انگریزی جمعیت اور قلعہ پر جہاں کل سامان و رسد و پوشش جمع تھی حملہ کیا۔ اولاً یہ غلطی سرزد ہوئی کہ کل سامان ضروری چھاؤنی سے فاصلہ پر رکھا گیا وہ قلیل جمعیت جس کی سپردگی میں قلعہ تھا کئی گھنٹے تک بہادری سے افغانوں کا مقابلہ کرتی رہی مگر جب اس نے دیکھا کہ افغان ایک برج میں سرنگ لگا کر قلعہ کو اڑانا چاہتے ہیں۔ اور اس وقت تک ان کی مدد کے لئے بھی کوئی نہیں آیا لہذا سپاہ قلعہ نے کل سامان خورش و پوشش کو وہیں چھوڑ کر قلعہ خالی کر دیا۔ جنرل الفنسٹن نے افغان کو ہٹانے یا فوج قلعہ کی مدد کرنے کے لئے کچھ بھی کوشش نہ کی انگریزی فوج کی حالت اب نہایت پر خطر و نازک ہو گئی۔ کیونکہ یہ ظاہر تھا کہ وہ قحط سے محفوظ رہنے کیلئے اب رسد جمع نہیں کر سکتی تھی اور نہ سپاہ کافی موجود تھی جو چھاؤنی کو ترک کر کے اس مشکل کام کے انجام کے لئے روانہ کی جاتی۔ مصیبت پر دوسری مصیبت یہ تھی کہ جنرل اور اس کے نائب بریگیڈیر سلٹن کی رائیں کبھی بالکل متفق نہیں ہوتی تھیں۔ جنرل کو اپنی سپاہ کی جان اسقدر عزیز تھی کہ اسلئے شبانہ روز دشمن سے دق ہونا شروع کیا مگر حملہ کرنے کی اجازت نہ دی پس اس طور پر معاملات کی صورت روز بروز اور زیادہ ابتر ہوتی گئی۔ افسر و سپاہ کی نہایت آرزو تھی کہ حملہ کرنے کے لئے حکم دیا جاوے مگر جنرل پس و پیش کرتا رہا اور حکم نہ دیا۔ آب یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ موسم سرما سر پر ہے

یا تو وہاں سے فوج ہٹا کر ہندوستان کو واپس لیجاوے یا بالا حصار میں
جا کر قیام کیا جاوے۔ وہاں رہنے کے لئے بہتر مکان تھے۔ اور دشمن
کے حملہ سے ہردم نوچ ہونے کا بھی اندیشہ نہ تھا اور وقتاً فوقتاً سامان خورش
لانیکے لئے موقع بھی حاصل تھا۔ لیکن بیمار و زخمی سپاہ کو لے چلنے کی دقت
کے خیال سے یہ تجویز پوری نہ ہوئی گو صرف دو میل کا فاصلہ تھا۔ چند مرتبہ
خفیف جنگ ہوئی جس سے ظاہر ہوگیا کہ کمان فوج یعنی حکومت فوج
کی لیاقت بریگیڈیر شلٹن میں نہیں ہے وہ درصل اس وقت جنرل
کا کام کرتا تھا کیونکہ الفنسٹن بیماری کیوجہ سے اپنا منصبی کام ادا کرنے
سے معذور تھا گو کہ وہ اپنے عہدہ سے ابھی مستعفی نہیں ہوا تھا۔ علاوہ برین
دونوں گوری و کالی سپاہ میں ابتری پھیل گئی۔ اکثر موقع پر وہ افغانوں
کے سامنے پیٹھ دیکر بھاگ آئے اور افسر کے حکم کی تعمیل سے گریز کیا۔
اس نازک موقع پر مکناٹن نے افغانی سرداروں سے عہد و پیمان کرنیکی
کوشش کی مگر نہایت ذلیل شرائط پیش کئے گئے یعنی یہ کہ فوج اپنا
اور ہتیار دیدے تو انگریزی فوج کی جان بخشی جاوے۔ اور فوج کی روانگی
کیواسطے ایک عہدنامہ لکھا گیا اس عہدنامہ کے شرایط پر گو افسران انگریزی نے
پورا لحاظ کیا مگر افغانوں کے نزدیک ردی کاغذ تھا آخر چھاؤنی کے باہر
مکناٹن مشورہ کے لئے طلب ہوا جہاں وہ اور اس کا ساتھی ایک
دوسرا اپنی اجلی کے روبرو قتل کرڈالے گئے اور دو باقی افسر قید کرلئے گئے
باوجود اس کے انگریزی فوج نے اس روز بھی حملہ نہیں کیا۔ دوسرا ایک
عہدنامہ پھر تحریر ہوا جس کے مطابق کل توپیں دشمن کے حوالہ کردی گئیں
قندھار اور جلال آباد سے مدد حاصل ہونیکی امید اب منقطع ہوگئی۔ جنرل

لوٹ جو قندھار میں تھا آگے بڑھنے سے معذور رہا اور رابرٹ
سیل اپنی قلیل فوج سے دشمن کے مقابل جلال آباد کے قلعہ میں مقیم تھا
یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا جنرل الفنسٹن کی مدد کیواسطے جنرل سیل کا
کوچ کرنا واجب تھا یا نہیں بلاشبہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کا۔ کابل
تک کوچ کرنا ہوتا تو ضرور انگریزی فوج کو بالکل نیست و نابود ہونے سے بچا
لیتا۔ جب اس کو کابل کے فساد کی خبر پہنچی تو اس نے مشورہ کرنے کیلئے
مجلس جنگ منعقد کر کے کل افسروں کی رائے طلب کی سب نے بالاتفاق
یہی صلاح دی کہ اس حالت میں اس کا جلال آباد چھوڑ کر کابل جانا قرین
مصلحت نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے مقام گندمک سے لشکر اٹھا کر جلال آباد
کوچ کیا۔ اور اس مقام پر قبضہ و دخل کر کے قلعہ کا استحکام کرنا شروع کر دیا
چونکہ جلال آباد میں قیام پذیر ہونا آسان کام نہ تھا وہاں کا قلعہ بالکل مسمار
ہو گیا تھا قریب میں ایک پہاڑی تھی جہاں سے دشمن متواتر قلعہ کی فوج پر گولہ
سر کرتے تھے۔ ان کی دونوں کی بندوقیں فوج قلعہ کی بندوقوں سے بہتر تھیں
لہذا انکے نشانے صحیح و درست لگتے تھے۔ سامان رسد شہر میں کم تھا اور ان
مصیبتوں کے علاوہ زلزلہ بھی واقع ہوا جس سے قلعہ کی ایک دیوار گر پڑی
مگر جنرل سیل کی مستعد سپاہ نے باوجود خطرناک حالت ہونیکی بہت جلد دیوار
کو درست کر لیا۔ یہ قلیل فوج ایسی ثابت قدم و جری تھی کہ اُن افغانوں نے
جنہوں نے جنرل الفنسٹن کی فوج پر حملہ کیا تھا اس پر یعنے جنرل سیل کی
فوج پر دست اندازی کرنے کی ہمت تک نہ کی۔ جب کبھی افغانوں نے مقابلہ
کرنے کی جرات کی سیل صاحب نے قلعہ سے باہر نکل کر ان سے جنگ کی اور
مار کر ہٹا دیا۔ سیل صاحب کی سپاہ صحیح و سالم تھی۔ اگرچہ قلت سامان

رسد کے باعث سپاہیوں کو آدھا پیٹ کھانا ملتا تھا مگر تاہم ایک افسر نے جو اسی فوج کا تھا یقین دلایا کہ ان میں سے ایک بھی آدمی شفاخانہ میں نہ تھا۔ ۲ جنوری کو الفنسٹن صاحب کے پاس سے ایک مراسلہ اس مضمون کا جلال آباد میں پہنچا کہ شہر کو خالی کر دو لیکن نہ سیل صاحب کی اور نہ اس کے افسروں کی اس میں رضامندی ہوئی۔ کہ وے اپنے تئیں افغانوں کے رحم کے سپرد کریں۔ لہذا انہوں نے وہاں سے ہٹنے سے انکار کیا تاوقتیکہ دوسرا حکم نہ پہنچے۔ اس بات کا بالکل گمان نہ تھا۔ کہ دوسری خبر ڈاکٹر برائیڈن سے کل فوج مقیمہ کابل کے غارت وقتل ہونیکی ملے گی۔ وہی ایک شخص یعنے ڈاکٹر برائیڈن تھا جو کابل کی کل فوج میں سے زندہ بچا تھا ۶ جنوری کو الفنسٹن نے اکبر خاں اور دیگر سرداران کے عہد نامہ پر اعتماد کر کے چھاؤنی خالی کر دی۔ اس عہدنامہ کا یہ منشا تھا کہ کل فوج سرکاری کو افغان لوگ پہاڑی دروں میں بحفاظت نکالدیں۔
پس ۶ جنوری کی صبح کو فوج کابل کا کوچ شروع ہوا۔ راہ کی نگہبانی کے لئے فوج افغان نہ آئی اور نہ مال واسباب کی روانگی کی کوئی فکر ہوئی دریائے کابل کے اوپر پل کی خاطر خواہ مرمت اب تک نہیں ہوئی تھی ۹ بجے صبح کے پل دوپہر کو تیار ہوا پیچھے کی فوج کے روانہ ہونے کے قبل دشمن چھاؤنی میں بھر آئے۔ شام کے چھ بجے کل فوج پار اتری اس روز فوج شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر جا کر خیمہ زن ہوئے۔ نہایت شدت کے سردی پڑتی تھی راہ مردوں ونیم جاں سپاہیوں سے بھر گئی۔ برف بہت زیادہ پڑنے لگا۔ سپاہی ولشکری ومویشی سب درہم وبرہم ہوکر باہم مل گئے۔ جب صبح ہوئی پابندی وقواعد فوج کا لحاظ کچھ نہ رہا سب

بچان بچانے کے لئے اپنی اپنی راہ لیکر چلنے لگے۔ دشمن نے ان کا تعاقب کیا اور جو راہ میں ملا اُس کو انہوں نے پکڑ لیا۔
اکبر خاں اور اس کے افغانی سوار خوراک دینے اور راہ میں حفاظت کرنے کے حیلہ سے آئے۔ مگر انہوں نے کچھ خوراک نہ دی اور خون کے پیاسے افغانوں نے چہار طرف سے حملہ کرنا شروع کیا۔ فوج کی سلامتی کی امید صرف تیزی سے پہاڑوں کے دروں سے باہر پہنچنے میں باقی رہگئی مگر فضول وقت ضائع کیا گیا جس سے حملہ آوران کی جرأت اور زیادہ بڑھ گئی۔ الفنسٹن نے اور بھی نالائقی یہ کی کہ ناحق دو خوفناک راتیں وہاں ضائع کیں اور آگے قدم بڑھانے سے انکار کیا۔ اکبر خاں نے عورتوں اور لڑکوں کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ کابل سے رخصت ہونے کے پانچ روز بعد ۱۱ جنوری کو ایک مقام اُوپر کیا گیا جہاں فوج ۱۲ تاریخ کی شام تک رہی۔ اس عرصہ میں اکبر خان نے جنرل الفنسٹن و بریگیڈیر شالٹن اور دیگر افسران کو کفیل ہونے کے حیلہ سے قید میں کر لیا۔ فوج خوراک و امداد کے انتظار رہی ہیں ہی جس کا اکبر خاں نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن وہاں کچھ بھی نہ دیا گیا۔ پس نہایت تنگ و تباہ ہو کر تھوڑے سے باقی سپاہی جن کا شمار اس وقت ایک سو پچاس رہگیا تھا اور چند اور لشکری لوگ جگدلگ کی طرف قدم اٹھاتے ڈگمگاتے چلے جہاں انہوں نے پہاڑی راہ کو جو نہایت تنگ تھی پتھروں اور درختوں کی شاخوں سے رکا ہوا پایا۔ گوروں کی ایک قلیل جماعت نہایت بہادری سے لڑی۔ اور کپتان نکولس کے توپخانہ نے وہ شجاعت کے کام کئے کہ خود افغان بھی حیران ہو گئے۔ اکثر لڑتے ہوئے بچھڑ گئے صرف ۷۰ آدمی زندہ گندمک تک پہنچے۔ یہی مقام ہے جہاں ۱۸۴۲ء میں میجر کیوگناری اور

یعقوب خاں کے درمیان عہدنامہ لکھا گیا تھا - یہاں کسانوں نے ان نیم
زندہ آدمیوں پر حملہ کر کے قتل کیا صرف و زندہ بچکر آگے بڑھے - چند میل
دور جانے پر ان کو خوراک دی گئی - لیکن جبکہ وے کھا رہے تھے - قاتل
دشمن نے ان پر گولیاں سر کیں ان میں سے صرف ایک ڈاکٹر برڈن
جان بچا کر بھاگ گیا - باقی سب لوگ وہاں قتل ہو گئے ۱۳ جنوری ۱۸۴۲ء
میں ڈاکٹر مذکور نیم مردگی کی حالت میں جلال آباد لایا گیا پس بجز چند قیدی
اور چند دیسی لوگوں کے جو جان بچا کر فوج میں سے بھاگ گئے تھے جملہ چار
ہزار پانسو سپاہ اور بارہ ہزار لشکری لوگوں میں سے یہی ایک شخص تھا جو
زندہ بچا جب ہندوستان میں یہ دردانگیز وہیبت ناک خبر پہنچی تو اس عظیم
مصیبت کا حال سنکر سب کے ہوش باختہ ہو گئے -

الغرض لارڈ اوکلنڈ گورنر جنرل ہندوستان اپنی پالیسی کا ایسا بد
ہیبت ناک نتیجہ دیکھکر نہایت پریشان و حیران ہوا - کمانڈرن چیف
سپہ سالار اعظم کی رائے ہوئی کہ اب افغانستان میں دوسری فوج روانہ
کرنا محض عبث ہے - ہندوستان میں کل فوج رکھنا لازم ہے کہ مبادا
وہاں بغاوت کرنے کی کوشش ہو لیکن تاہم دوبارہ فوج کو افغانستان میں
بھیجنے کی رائے غالب ہوئی - چنانچہ جنرل پالک کے زیر کمان و زیر حکم
ایک فوج پشاور کی طرف روانہ کیگئی - اور ایک دوسرا بریگیڈیر وایلڈ
کے زیر کمان سکھوں کی فوج کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوا مگر آخر الذکر کو تو
میں اول ناکامی ہوئی اگرچہ اس نے علی مسجد پر قبضہ کر لیا - لیکن علطی سے
جانوران باربرداری کا ایک قلیل شمار ساتھ لیا گیا لہذا جب وے قلعہ کے
اندر پہنچے تو سامان رسد ندارد اور وہاں خوراک حاصل کرنے کی کوئی تدبیر

کارآمد نہیں ہو سکتی تھی اور جب وایلڈ صاحب کُل فوج کو ساتھ لیکر آگے بڑھے ہوئے لشکر سے ملا تو فوج سکھ جو ہمراہ تھی اُس نے افغانوں پر حملہ کرنے سے انکار کیا سکھ لوگوں کی بزدلی دیکھکر انگریزی دیسی سپاہ پس وپیش کرنے لگی - پس بجز جمرود واپس چلے آنے کے اور کوئی چارہ نرہا -
قلیل عرصہ کے بعد فوج موجودہ قلعہ علی مسجد کو بباعث قلّت سامان خورش اُس جگہ کو ترک کرکے واپس چلا آنا پڑا -
ماہ فبروری میں جنرل پالک پشاور پہنچا اور اپریل تک اپنی سپاہ کو تر و تازہ و خوش کرنے کے لئے مقیم رہا کیونکہ کُل سپاہ نے بڑی بڑی تکالیف اٹھائی تھی اور اُس کو رستہ میں دقتیں پیش آئیں تھیں مثل زمانہ حال کے اس وقت بھی نہایت دقت و مشکل تھی - تاہم جنرل پالک نے ان کُل مشکلات کو طے کر لیا - اور ۵ - اپریل ۱۸۴۲ء کو جمرود سے آگے کوچ کیا خیبری لوگوں نے پہاڑی راہ گزر کو جابجا بند کر دیا لیکن وہ جنرل پالک کے طریق جنگ سے ناواقف تھے اس نے پہاڑی گزر کے دونو طرف کچھ کچھ جمعیت کر دی کہ دشمن بلندی پر سے فوج کو زچ نہ کر سکے اس طریق سے جلد آشکارا ہو گیا کہ انگریزی فوج ان پہاڑیوں کو اُن کے ہی وطن میں مغلوب کر سکتی ہے بشرطیکہ اِن کا سردار لایق و کار آزمودہ ہو - ہر طرف دشمن جان بچا کر بھاگنے لگے اور رستہ فوج کے گزرنے کے لئے صاف کر لیا گیا جنرل پالک درۂ خیبر کو بسلامتی عبور کرکے بلا دقت و مخالفت جلال آباد میں پہنچے فوج قلعہ کو رہائی بخشی اور اپنے ساتھ کر لیا -
۵ - اپریل کو کابل میں شاہ شجاع دغا سے قتل کیا گیا - پس اس طور سے وہ حکمرانی اختتام کو پہنچی جس کے قایم کرنے کے لئے انگریزوں نے بڑا بھاری

جان و مال کا نقصان اٹھایا جنگ کابل اور میدان جنگ کے مشرق میں
واقعات گزر رہے تھے۔ شمال و مغرب کی جانب قندھار میں جنرل نوٹ
کو دشمن نہایت تنگ کر رہے تھے۔ ایک فوج جس کو اس نے فوج کابل کی
مدد کو روانہ کیا تھا پست ہمت ہو کر راہ سے ہی واپس چلے آئے ورنہ یہ مدد
اس ہیبت ناک مصیبت کو دور کرنے میں نہایت کارآمد ثابت ہوتی۔ کابل
کے واقعات سے پرہمت ہو کر دشمن نے نہایت سعدی کے ساتھ قندھار
پر چڑھائی کی لیکن ہٹا دیا گیا۔ اگرچہ قندھار پر یورش کرنے میں ان کو
ناکامیابی ہوئی تاہم انھوں نے غزنین پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک جمعیت کو
جو سامان رسد لئے ہوئے آتی تھی غارت کر ڈالا۔ جنرل انگلینڈ کو حکم ہوا کہ
وہ کوئٹہ سے سامان جنگ گولہ و بارود و خزانہ لیجا کر فوج قندھار کی مدد
کریں۔ لیکن وہ ہمت کے ساتھ آگے نہ بڑھا اور دشمن کو جو اس کے
مقابلہ کے لئے آئے نہ ہٹا سکا اور وہ آگے نہ بڑھکر مقیم رہا۔ جبکہ جنرل نوٹ
نے اس کو قندھار کو کوچ کرنے کے لئے قطعی حکم بھیجا اور جنرل نے مدد کرنے
کے لئے کچھ اپنی سپاہ اور بھیجی تو یہ سپاہ درہ خوجک کی بلندی پر چڑھ
گئی اور وہاں سے خبر بھیجی کہ رستہ صاف ہے۔ جنرل انگلنڈ اپنی فوج کو
آگے بڑھا دے۔ جنرل انگلنڈ کی سپاہ کو اس امر کا رشک ہوا کہ ان کو اس
کام کو طے کرنے کی جرأت کیوں نہ حاصل ہوئی۔

اب پھر جنرل پالک کی کیفیت سنئے۔ وہ وہاں قیام پذیر رہا۔ آخر کو
ماہ ستمبر میں گورنر جنرل لارڈ النبرا کا حکم پہنچا کہ کابل کی طرف بڑھو۔
جنرل نوٹ کو اولاً نہایت جوش تھا کہ فی الفور روے وہاں کوچ کرکے
ان قاتلوں سے انتقام لیتے۔ جب پالک صاحب آگے بڑھا تو اس نے

جگہ لکھا ہیں جہاں کہ انگریزی فوج قتل کیگئی تھی۔ دشمن کو جنگ کے لئے
تیار پایا۔ ایک صاحب لکھتا ہے کہ یہاں مُردوں کے انبار اس کثرت
سے ایک کے اوپر ایک پڑے ہوئے تھے کہ توپخانہ کے لئے راہ کرنے کیواسطے
ان کو ہٹانا پڑا۔ اس مقام کے خوفناک منظر ایسے خونریزی کے لائق تھے
وہاں اکثر مقام میں جہاں آفتاب کی روشنی نہیں پہنچتی دو میل تک برابر
لاشے سڑتے ہوئے ایسے پڑے تھے کہ گویا مسلخ ہے۔

اب دشمن پر روشن ہو گیا کہ اس مرتبہ دوسری قماش کی سپاہ اور لائق
افسروں سے کام پڑا ہے۔ انگریزی فوج چاروں طرف پہاڑ کی بلندی پر
چڑھ گئی اور دشمنوں کو مار مار کر ہٹا دیا۔ اکبر خاں سے ایک اور سخت جنگ
ہوئی اور پہاڑوں پر سے غنیم کو ہٹا دینے کے بعد انگریزی فوج بلا مزاحمت
کے کابل پہنچی۔

نوٹ صاحب ۹ اگست کو قندھار سے روانہ ہوا اور دشمن سے کئی
جنگ کرنے کے بعد اس نے غزنین پر قبضہ کرلیا جہاں پالمر اور اس
کی فوج قلعہ بالکل غارت کردی گئی تھی لارڈ النبرا کے حکم سے وہ غزنین
سے سومنات کا پھاٹک لے آیا۔ جس کے بارے میں ایک اشتہار عام جاری
کیا گیا۔ اس اشتہار کی وجہ سے لارڈ النبرا کی ہمیشہ کے لئے ہنسی ہوئی۔
نپولین کی تقریر کی مثل جو مصر کے بلند مناروں پر سے کیگئی تھی ایک
دشمنوں شیخی کروائی گئی۔ ڈیوک آف ولنگٹن نے اس کو گیت فتحمندی
سے نامزد کیا۔ اس میں کے چند فقرات یہ ہیں۔ (میرے برادران و دوستو
ہماری فتحیاب فوج سومنات کے پھاٹک کو لے آئی اور مقبرہ سلطان محمود
غزنین کا کھنڈروں کے درمیان لگیا۔ آٹھ سو سال کی ذلت کا انتقام

اب سے لیا گیا سومناتہہ کا پہاٹک جو تمہاری ذلت و بے عزتی کا یادگار بنا ہوا تھا۔ اب تمہارے قومی اجلال و فخر کا باعث ہوگا۔ یہہ دریای سندہ کے پار کی اقوام پر تمہارے فتح کی علامت بنا رہیگا۔ اے راجایان و سرداران سرہند و مالوا و گجرات مین فتح کی پرشوکت علامت کو آپکے حوالہ کرتا ہون اب خود مناسب ادب و عزت کے ساتہہ اپنی اپنی ریاستون میں اس پہاٹک کو دکہا کر سومناتہہ کے مندر مین بحال کر دیجئے گا۔ سرداران سرہند کو اطلاع دیجاویگی کہ کس روز ہماری ظفریاب فوج دریاء ستلج کے پل پر اس پہاٹک کو آپکے سپرد کرینگے۔

یہہ اشتہار عام جو ایسے ترک و احتشام کے ساتہہ جاری کیا درحقیقت انکے واسطے ایک ذلت تھی جنکی خوشنودی کے لیئے وہ تحریر ہوا۔ یہہ انگریزی عملداری کے رہنے والے مسلمانون کے لیئے بھی کچہہ کم توہین و طعن نہ تھا کیونکہ انکی قوت اب غارت ہو گئی۔ یہہ ہندون کے حق مین بھی ایک ہتک تھی کیونکہ انکا مندر سومناتہہ اب بالکل مسمار پڑا ہوا تھا یہ پھاٹک جسکو کہتے ہین کہ اصل پہاٹک صندل کی نقل تھا اب کیڑون سے کھایا ہوا آگرہ مین ایک چھوٹی نمایش گاہ کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

جنرل نوٹ غزنیں پر قبضہ کر کے اور سلطان جان کو شکست دیکر ۱۷ ستمبر کو کابل پہنچا اور جنرل مالکسسے ملا۔

انگریزی قیدی جنمین بریگیڈیر سلٹن اور بی بی سیل بہی تھی۔ جو قتل فوج کے وقت قیدمین کر لی گئی تھے۔ جنرل پولک کے لشکر مین لائی گئی۔ یا یہہ کہئے کہ کسی صورت سے چلے آئے جنرل الفنسٹن اثنای ایام قید مین انتقال کر گیا تھا۔

اب کوہی زیادہ جنگی کارروائی کرنا ضرور نہ خیال کیا گیا بازار کابل مسمار کردیا
گیا - ۱۲ - اکتوبر کو جنرل مالک ولوٹ نے جنوب کے طرف مُنہ موڑا
اور خیبر کی راہ ہوکر ہندوستان کو کوچ کرنا شروع کردیا قیدیان جنگ افغان
رہا کردی گئے -
فیروزپور کے مقام پر گورنر جنرل نے فوج کا استقبال کیا - پس اسطور سے
سنہ ۱۸۴۲ء کے جنگ افغان ختم ہوئی -
خلاصہ کلام ناکامیابی سابق کی اصل وجہ وہ غلط و ناراست پالیسی
تھی جسکے بناء پر جنگ شروع کردی گئی تھی - اور اس غلط پالیسی کے ساتھ
افسرون کی نالایقی و مجہولی و بے پروائی نے اور بھی زیادہ خرابی برپا کی -
جنگ ختم ہونے کے بعد انگریزی فوج شاہ شجاع کے بیٹے فتح جنگ کو جو اپنے
والد کے قتل ہونے پر کابل سے بھاگ گیا تھا - گدی نشین کرکے ہندوستان
واپس چلے آئے - مگر وہ حکمرانی کی لیاقت نرکھتا تھا - تھوڑے عرصہ مین افغان
نے فتح جنگ کو قتل کرڈالا سنہ ۱۸۴۲ء مین دوست محمد خان سابق امیر افغانستان
جسکو انگریزون نے تخت سے اوتار دیا تھا - اور جو ہندوستان مین سرکار کا
وظیفہ خوار ہوکر رہتا تھا - کابل کو واپس بھیجا گیا - وہ - دلمین انگریزون سے
سخت ناراض تھا - اکثر موقعون پر خصوصاً جنگ قوم سکھ واقع پنجاب کے
درمیان اسکی دشمنی کا اظہار ہوا - اسنے اپنا ایک رسالہ سکھون کی مدد کو
بھیجا - اور آپ خود ایک فوج لیکر - خیبر کے درمیان ہو دشمن کی مدد
کے لیئے پشاور پہنچا - لیکن پنجاب پر انگریزونکا تسلط ہونے پر دوست
محمد خان کو مجبوراً اپنی طاقت ور ہمسایہ سے دوستانہ راہ و رسم رکھنا پڑا
سنہ ۱۸۵۴ء مین اسنے سرکار انگریزی کو ایک دوستی کا عہدنامہ لکھا جسمے اسکی

یہ غرض تھی کہ شاہ ایران انگریزون کے خوف سے اسکے خلاف سازش کرنے
سے باز رہیگا - یہہ امید چند روز بعد پوری ہوئی - کیونکہ ۱۸۵۶ مین سرکار
انگریزی نے شاہ ایران کے خلاف جنگ کا اشتہار دیا - اس واقعی سے
دوست محمد خان کا بہت فائدہ ہوا - کیونکہ ایرانی اب اسکی سلطنت مین
دست درازی کرنے سے باز رہے - یہہ جنگ بہت قلیل عرصہ تک رہی
شروع ۱۸۵۷ مین **انگلنڈ** اور **ایران** کے درمیان عہدنامہ لکھا گیا -
جسکے مطابق شاہ ایران نے - **ہرات** اور **افغانستان** پر آپنے
کل دعوون کو ترک کر دیا - مگر ہرات ابھی تک افغانستان کی حکومت سے
آزاد تھا - ۱۸۶۳ مین دوست محمد خان نے اس شہر پر یورش کر کے
قبضہ کر لیا - پس اب کل پادشاہت معہ **قندہار** اور افغانستان و ترکستان
کے دوست محمد خان کے زیر حکومت ہو گئی **ہرات** فتح کرنے کے چند
عرصہ کے بعد امیر نے انتقال کیا - اسکی وصیت کے مطابق اسکا بیٹا شیر
علیخان امیر - افغانستان مقرر ہوا -
نئے امیر نے فی الفور گورنر جنرل **لارڈ الجن** کو دوستانہ خط لکھا کہ اسکے
جانشینی سرکار انگریزی سے تسلیم کیجاوے - مگر خط کے جواب لکھنے مین
تساہل ہوا - جسپر نہایت افسوس ہونا چاہیئے - کیونکہ آخر کار خود شیر علیخان
حاکم افغانستان ہو گیا تھا اگر بالفرض شیر علیخان اپنے مخالفین سے
مغلوب بھی ہو جاتا تب بھی فاتح کو امیر افغانستان تسلیم کرنے مین
کوئی عذر نہ تھا اور مہلت بھی کافی تھی جب چند مہینے بعد سر ولیم
ڈینیسن نے لاپروائی کے ساتھہ خط کا جواب تحریر کیا اور جب **لارڈ**
لارنس نے حسب درخواست امیر چھہ ہزار بندوقین عطا کرنے سے

انکار کیا تو امیر کو گمان ہوا کہ سرکار انگریز مجھے دوست نہین سمجھتے اسکے اس
گمان کی اور بھی تصدیق ہوی۔ جب اسکے دو باغی بھائیون سے کہدیا
گیا کہ وے سرکار سے اوس حصہ ملک کے حاکم تسلیم کیجاوینگے جسکو وہ
اپنے قبضہ اقتدار مین لاوینگے۔

تاہم مختلف انقلابات واقع ہونے کے بعد شیر علیخان نے دونو بھائی
افضل اور اعظم اور اوسکے بیٹے عبد الرحمن کو شکست دی۔ یہی آخر الذکر شخص
ہے جسکو اب سرکار انگریزی نے گدی نشین کیا ہے۔

اب ہم جنگ حال افغانستان کے اصلیت کو بیان کرینگے۔
اوسکو بخوبی سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ اوسکی ابتدائی کارروائیون کا کچھہ ذکر کردیا
جاوے۔ واضح ہو کہ اس خوف سے کہ روسی فوج براہ افغانستان ہندوستان
پر حملہ نکری اخیر جنگ افغان سے قبل ایران پر یورش و دیگر کارروائیان
تہین جبکہ وہ جنگ ایران وغیرہ سے خوف کی بندوبست واقع ہوئی پس
جس قدر زیادہ روس اپنی سرحد کو ہندوستان کے جانب بڑہاتا گیا
اسقدر یہہ خوف بڑہتا گیا۔

۱۸۵۶ء مین روس نے اُن فرقون پر حملہ کیا۔ جو کوہ قاف مین انکی حکومت
سے سرنگون نہ ہوتے تھے۔ بڑی بھاری فوج لیکر روسیون نے ان
پہاڑی لوگون کو مغلوب کیا اور سخت قواعد و مضبوط فوج رکھکر انکو مطیع
کیا انکا خاطر خواہ انتظام کرکے ۱۸۶۳ء مین روس نے دریای زکرلٹس
کی جانب فوج کشی کی۔
اور خان قوقند پر حملہ کیا اور تہوڑے عرصہ کے بعد ترکستان پر قبضہ کرلیا
یہہ شہر امیر بخارا کے سلطنت مین تھا۔

روس کی ان حرکات سے مدبران انگریز نے خائف ہوکر اوس سے خط و کتابت شروع کی۔ شہزادہ گورسچکوف نے اسکے جواب مین لکھا کہ روس کو اقوام سرحدی کے سرکشی کے باعث انکو مجبوراً مغلوب و مسخر کرنا پڑا۔ مگر چونکہ اب سرحد روس میدان تک پہنچگئی ہے لہذا اب روس کا قصد نہین ہے کہ آگے بڑہے۔

سر ہنری رولنس بیان کرتا ہے کہ روس کے اس قول پر اعتماد نہین ہوسکتا۔ گو وہ مراسلہ ماہ نومبر ۱۸۶۴ء مین لکھا گیا۔ لیکن جون ۱۸۶۵ء مین بالکل غلط ثابت ہوا۔

روس نے امیر بخارا پر یورش کی اور تاشقند شہر پر قبضہ کرلیا اسی طور ستمبر ۱۸۶۵ء مین وزراء روس نے لکھا کہ ہماری اب مرضی نہین ہے کہ اپنے ملک کے سرحد کو آگے بڑہادین۔ تاہم ۱۸۶۶ء مین انہون نے قوقند پر قبضہ کرلیا اور کل ملک قوقند کو اپنی سلطنت میں لحق کرلیا اور چند روز بعد سمرقند بھی فتح کرلیا۔ امیر بخارا کو مجبوراً سرکار روس کا ماتحت ہونا پڑا

لارڈ کلارنڈن نے یہ تجویز کی کہ روس اور انگلنڈ کی عملداری کے سرحد کے درمیان افغانستان آزاد بنا رہے اسپر شہزادہ گورسٹ چکوف راضی ہوگیا اور یہ جواب میں لکھا کہ ہمارا بادشاہ ازار افغانستان کو اس دائرہ سے باہر خیال کرتا ہے جس میں روس کی حکومت و رعب وداب کی ضرورت ہو،،

روس کا یہ قول و قرار ظاہر مے مگر باطن میں خیوہ پر یورش کرنے کی طیاریاں کر رہا تھا۔ گو حتی الوسع اپنی مقصد کو پوشیدہ رکھی ہوئی تھا۔ لیکن تاہم ۱۸۷۳ء میں روس نے خیوہ فتح کیا اور دریاے اوکسس کے

دائیں کنارے کے کل ملک کو اپنی سلطنت میں ملحق کر لیا۔
سرحد افغان کی طرف اس طور روس کے بڑھ آنے سے شیر علی کے دلمیں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ جبکہ اسنے دیکھا کہ افغانستان کے ایک طرف کو ایک زبردست سلطنت کی عملداری ہے اور دوسرے طرف دوسرے زبردست قوت قدم بڑھائی ہوئے چلے آتے ہیں۔ اسواسطے اسنے اسمیں مصلحت سمجھی کہ ایک ہمسایہ کی مدد دوسرے کا حملہ روکنے کے لیئے حاصل کر لینا ضرور ہے۔ اس غرض سے اسنے ۱۸۶۸ء میں سر جان لارنس سے پشاور میں ملاقات کرنے کے لیئے لکھا۔ لیکن چونکہ اسکی عملداری میں بغاوت ہوگئی تھی۔ لہذا یہ ملاقات ۱۸۶۹ء تک ملتوی رکھی گئی۔ چنانچہ جب لارڈ میو ہندوستان میں نایب السلطنت ہوا تو اسنے امیر کو بمقام انبالہ ملاقات کے لیئے بلایا۔ لیکن چونکہ انگلنڈ کے وزرا میں تبدیلی ہوگئی یعنے وزراء کنسرویٹو جنھوں نے لارڈ میو کی تقرری کی تھی۔ اب موقوف ہوئے اور بجائے انکے وزراء لبرل مامور ہوئے۔ لہذا لارڈ میو کی پالیسی اس صورت میں قائم نرہسکی۔ کیونکہ لبرل گورنمنٹ خصوصًا معاملات افغانستان میں لارڈ لارنس کی رائے پر عمل کرتی تھی۔ اسلیئے لبرل گورنمنٹ کی مرضی نہ تھی کہ افغانستان کے بارے میں کوئی واثق وعدہ کیا جاوے یا کسی قسم کی بھاری ذمہ داری سر پر لیجاوے۔
اس ملاقات میں امیر نے بارہا گورنمنٹ کو یقین دلایا کہ انگریز اسکی امداد کا وعدہ کریں۔ اور اسکے وارث کی جانشینی تسلیم کریں۔ تو وہ ان کے سب درخواستوں کو منظور کریگا۔ یعنے امیر نے کہا کہ جو شرایط شمالی سرحد حاصل کرنے و تجارت ہندوستان میں آسانی پیدا کرنے اور

بجز کابل کے افغانستان جس شہر میں چاہیں انگریزی افسروں کے مقیم
ہونے کے بارے میں پیش کیجاویں وہ منظور کریگا - اسلیے بارہا اس
امیر کی شکایت کی کہ دوست محمد خان کے وفات کے بعد اسکی جانشینی
سرکار انگریزی سے تسلیم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے تکالیف اسکو
برداشت کرنی پڑی - اس مباحثہ میں شیر علی کو وہ عہدنامۂ دوستی
جسکے لیئے کہ اسکے دل سے آرزو تھی نہ حاصل ہوا یعنے یہ کہ سرکار ہر
معاملہ جنگ و صلاح میں اسکے شریک رہی - لیکن تاہم مدد دینے کے -
مبہم وعدے بہت کچھ کر دئے گئے - چنانچہ امیر ناراض ہو کر اسنے سرکاری
سفیر کا ملک افغانستان کے کسی شہر میں رہنا منظور نہ کیا کہ وہ وقتاً فوقتاً
اپنی سرکار کو ملک کی کیفیت سے آگاہ کرتا رہے - علی العموم اس ملاقات
کا انجام کسی فریق کے دلخواہ نہ ہوا -
چنانچہ ۱۸۷۳ء تک جبکہ روس نے خیوہ کو فتح کیا معاملات کی صورت یہی بنی
رہی - روس کی متواتر فتح یابیوں اور زیادہ قریب پہنچنے سے خوف زدہ
ہو کر امیر شیر علی خان نے ایک قاصد لارڈ نارتھ بروک نایب السلطنت
ہند کے پاس بھیجا - اور ترمیم عہدنامہ اور ہتیار و زر کی مدد کے واسطے
التجا کی - لیکن لبرل گورنمنٹ کے پالسی کے لحاظ سے اس درخواست
پر واجب توجہ نہیں کی گئی اور قاصد کے ذریعہ سے امیر کو یہ جواب ملا
کہ افغانستان روسیون کے اختیار سے باہر ہے - انکے طرف سے
حملہ ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے اور اگر کوئی بیرونی دشمن افغانستان
پر چڑھکر آویگا تو خاطر خواہ مدد کیجاویگی بشرطیکہ امیر سرکار انگریز کے
مشورہ کے مطابق کاربند ہو اور خود کسی قسم کی پیش قدمی کرنے

سے گریز کرے -

شملہ پر جو مشورہ ہوا اوسکی اصل ایک عجیب معلوم ہوتی ہے -
لارڈ کرن بروک بیان کرتا ہے - کہ امیر نے روس سے محفوظ
رہنے کے غرض سے ایک کانفرنس منعقد کرنی چاہیئے لیکن فریق
لبرل بیان کرتا ہے کہ خود افسران سرکار نے اس ملاقات کے لیئے
تحریک کی - اور لارڈ نارتھہ بروک کیطرف سے یہ تجویز پیش ہوئی -
لارڈ نارتھہ بروک بخوبی واقف تھا کہ امیر [illegible]ستان کے دیدینے سے
انگریزون کے جانب سے سخت نارضامند تھا اور روس کے آمد سے
بھی نہایت خائف ہو رہا تھا - اِس صورت میں نایب السلطنت کی
حکمت عملی یہی ہونی چاہیئے تھی کہ حتی الوسع اس ناراضی کو دور کرتا جسکی وجہ سے
باہم راہ و رسم دوستی میں خلل واقع ہو رہا تھا -
یہ سب امور نایب السلطنت کے امکان میں تھے - روسی پیش قدمی
کے بابت تو وہ امیر کو بخوبی یقین کرا سکتا تھا کہ فی الحال جو خط و کتابت
انگلنڈ و روس کے درمیان ہوئی اس سے انگلنڈ کو خاطر خواہ یقین
ہو گیا ہے - کہ روس کا افغانستان کے خلاف کوی ارادہ نہیں ہے
ولیکن امیر کو جو پیغام بھیجا گیا اور جو وعدے کیئے گئے او نسے ذرہ بھی اطمینان
نہ ہوا - اور ان اظہارات نے صرف وہی اثر امیر پر ڈالا جو لارڈ میو کے
بیانات سے اوسپر پڑا تھا اور امیر کی راے سے صاف ظاہر تھا کہ اوسکو
روس کے اس قسم کے ظاہری باتوں پر ذرا بھی اعتبار نہیں اور
بلا شک اوسکی یہ راے درست تھی - کیونکہ ان کاغذات سے جو معاملات
روس کے بارے میں حال میں مشتہر ہوے ہیں بخوبی معلوم ہوتا ہے

کہ جس وقت روس کو انگلنڈ کے پالسی مین دست درازی کرنا منظور ہوگا وہ فوراً افغانستان پر اپنی کارروائی شروع کردیگا۔ ۱۸۷۸ء مین سٹولیوف کے کابل روانہ کرنے سے روس کی خاص مراد یہی تہی کہ امیر واضح طور پر کہدے کہ روس کا دوست ہے یا دشمن۔

اگر گورنمنٹ کی پالسی خاموشی کی تہی تو لارڈ نارتھ بروک کا مشورہ کے لیئے قاصد طلب کرنا قرین مصلحت نہ تھا بلکہ محض عبث تھا البتہ اس امر کے دریافت کے لیئے کہ آیا امیر اسپر راضی ہے کہ انگریزی افسر سرحد کی جانچ کرائیں قاصد طلب کرنا ضرور تھا۔ غرض اس ملاقات کا انجام خاطرخواہ نہ ہوا۔ نور محمد خان قاصد امیر اس ملاقات ہونے میں قبل کی بہ نسبت اور زیادہ ناراض ہوکر واپس گیا اسکے پہنچنے پر سرکار انگریز کی طرف سے اور زیادہ بے اعتنائی امیر نے اختیار کرلی۔ نور محمد خان کے مباحثات ہونے کے بعد یہ بخوبی آشکارا ہوگیا تھا کہ انگریز چاہتے ہیں کہ انکا رزیڈنٹ افغانستان میں رہے اور بجز مبہم وعدہ امداد کے انکی مرضی نہیں ہے کہ کوئی واثق قول وقرار کیا جاوے۔

اسوقت امیر نے اپنے قاصد کے ذریعہ سے بیاں کیا کہ ہم سمجھے ہوئے ہیں کہ روس ہمارے عملداری کی کچھہ زمین طلب کریگا اور انگریز صلح قایم کرنے کی خاطر اوسکو وہ دیدینے کے لیئے راضی ہوجاوینگے۔ پس عوام یورپ میں بھی اسوقت رائے یہی تھی۔ اس رائے کے بناپر امیر انگریزون کو حقارت کے نگاہ سے دیکھنے لگا اور اسنے بخوبی سمجھ لیا کہ وے اسکے حق میں سچے رفیق نہ ہونگے۔ اور صلح قایم رکھنے کے خاطر جو طلب کیا جاویگا دینے مین دریغ نہ کرینگے تا وقتیکہ انکے

فائدہ میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ یہی اصل بنا اسکے کل کارروائیوں کی ہوئی۔ جو بعدہ ظہور میں آئیں اسنے زبردست فوج قایم کرنے وسامان حرب وقلعجات کی مضبوطی شکارپور میں کرنیکے لئے کوشش کی بلاشک اسکو بخوبی یاد تھا کہ سنہ ۱۸۴۱-۴۲ء میں کل فوج انگریز غارت ہوچکی ہے اور اوسکو اب خیال تھا کہ میں اپنی بڑی فوج سے بلا مدد انگلنڈ کے کارروائی کرسکونگا۔ بلکہ اگر خود انگریزوں سے مقابلہ کی ضرورت پیش آویگی۔ تو اپنی آزادی قایم رکھہ سکونگا چنانچہ قاصد کے واپس جانے کے بعد امیر کی تحریرات کا طرز بالکل تبدیل ہوگیا اور اوسکی حرکات انگریزوں کے مخالفانہ ہونے لگے۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۸۷۸ء میں درۂ خیبر میں اسنے سفیر سرکار کو روک کر ذلت دی۔

امیر روس کی پیش قدمی سے خائف اور امداد انگریزوں سے مایوس تھا۔ اور اس خیال سے کہ انگلستان کا مقابلہ کرنے میں کچھ قباحت نہیں اوسنے روس سے عہد وپیمان کرلیا۔

امیر کی اس کارروائی کی مثل اوسکی اور کارروائیاں بھی تھیں چنانچہ اوسنے دو انگریز افسروں کو جو سفر کرتے ہوئے ہندوستان کو آرہے تھے اپنے ملک کے درمیان ہوکر گذرنے کی اجازت نہ دی۔

سنہ ۱۸۷۷ء میں پشاور کی ملاقات میں نور محمد خان نے۔ صاف صاف کہدیا کہ یہی آخر موقع تصفیہ ہونیکا ہے آیندہ خدا جانے۔ اور آخر میں امیر نے سفیر سرکار کو اپنی ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی اور روسی سفیر کی نہایت قدر ومنزلت کی۔

نہایت افسوس ہے کہ انگریزوں کی کاہلانہ اور علیحدہ رہنے کی پالسی

کوئی فایدہ تو نہوا بلکہ آخر کار یہ انجام ہوا کہ اسکے بدولت انگریزی سرکار نہ صرف ایک مشرقی بادشاہ کی نگاہ میں بلکہ رعایاء ہند کے نزدیک ذلیل وحقیر سمجھے گیئے اور یہ نامحدود اور ناعاقبت اندیش پالسی امیر کے حق میں نہایت مضر ہوئے۔ کیونکہ اسکے بدولت امیر کو ایک ایسی جنگ کرنا پڑے جس سے اسکی کل قوت و قدرت ضائع ہوگئے غرض اس جنگ سے نہ صرف سرکار انگریز کا بہت کچھ رعب و داب جاتا رہا۔ بلکہ آخر جنگ افغان میں کروروں روپئے مثل پانی کے فضول خرچ ہوتے اور نتیجہ یہ نکلا کہ یہ جنگ فریقین کے حق میں مضر اور خرابی کے باعث ہوئی جیسا کہ واقعات حال اور امیر اور روسیوں کے درمیان خط وکتابت ہونے سے ظاہر ہے۔

حاصل کلام سرکار انگریزی کے جواب ناصواب پانے سے امیر کو اول ہی مایوسی ہو چکی تھی۔

سیستان میں معاملہ سرحد کے بارے میں۔ جنرل گولڈسمتھ کا فیصلہ سنکر اسکے دل میں اور بھی زیادہ خروش پیدا ہوا۔ اسپر اسنے اپنی سخت ناراضی ظاہر کر کے کہا کہ اس سے نہ صرف اسکے ملک میں کمی ہو جاویگی بلکہ ہمسائے کے درمیاں مخالفت و رنجش پیدا ہونے کے سبب اسکی مشکلات اور زیادہ ہو جاوینگی۔ اور مصارف کثیر ہونگے وارث امیر کی ولی عہدی کا تسلیم نکرنا۔ لارڈ نارتھ بروک کا یعقوب خان کے لیئے سفارش کرنا اور بغیر توسل۔ امیر ایک ماتحت جاگیردار کے پاس قاصد روانہ کر دینا اور کوئٹہ پر انگریزی سلطنت کا تسلط کر لینا امیر کابل

کو اور بھی گراں گذرا علاوہ اسکے امیر چند اور امور کا بھی شاکی تھا یعنے
مضامین اخبارات وغیرہ کا جو اوسکے بارہ میں شایع ہوا کرتے تھے۔
ان شکایتوں کے بارہ میں مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسمیں کلام نہیں
کہ دو ایک امر میں امیر کے جانب سے سرکار نے لاپروائی ظاہر کی۔
لیکن امیر کے شکایتوں کی فہرست میں کوئی ایسا قوی سبب نہیں
بیان کیا گیا جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی سے منحرف ہو اور روس سے
جاکر ملتا۔ خصوصاً جبکہ وہ واقف تھا کہ نیا نایب السلطنت لارڈ لٹن بخاطر
رفاقت امیر کے کل درخواستوں پر جہاں تک مناسب ہے واجب
لحاظ کرنے پر آمادہ ہے مآل کار امیر شیر علیخان نے مثل اپنے والد
دوست محمد خان کے انگریز سے برافروختہ ہوکر اور طیش میں آکر روس
سے مراسلت جاری کردی۔ اور افسران روس نے اسی فرصت کو غنیمت
جان کر بخلاف طریق سرکار انگریز کے امیر کی نہایت دلجوئی کی۔ اور برنس
صاحب کی روایت کے بموجب روسیون نے امداد کی بہت بڑے
بڑے وعدہ کئے جسپر امیر نے فوراً اعتبار کرلیا۔ پس جب سنہ ۱۸۷۶ع مین لارڈ لٹن
نے بہت کچھ دوستانہ خاطرداری کرنے کے لیئے ارقام کیا تو امیر نے
اسپر ذرہ بھی توجہ نہیں کی۔
اس میں شک نہیں کہ ایک عرصہ سے امیر شیر علیخان سمجھے ہوے
تھے کہ روسیون سے راہ و رسم جاری کرنے کے باعث سرکار انگریزی
سے ضرور جنگ کرنی پڑیگی اور اس صورت میں اسکو روس کی امداد
پانے کی توقع تھی۔ اس غرض کو پورا کرنے کی نیت سے اسنے
مختلف وسائل سے اپنی رعایا کے دلمیں انگریزوں کے برخلاف

بہت زیادہ اشتعال دلایا اور سامان حرب خوب طیار کیا۔ اور جابجا قلعون کی مضبوطی کرائی۔

معاملات افغانستان کے ابتری کے نسبت بہت بیشمار ثبوت پیش ہو سکتے ہیں۔ جون ۱۸۷۵ء میں لارڈ نارتھ بروک نے لارڈ سیلسبری کو لکھا کہ جب ۱۸۷۳ء سے محمد نور خان شملہ سے واپس گیا ہے امیر کا طرز وتحریر مخالفانہ ہو گیا ہی۔ پھر ۱۸۷۳ء میں جب لیتا ور کے خزانہ کو حکم دیا گیا۔ کہ دس لاکھ روپیہ امیر کی کاربندون کی حوالہ کرو تو امیر نے وہ روپیہ طلب نہ کیا۔ علاوہ بریں اسنے افسران سرکاری کو اپنے ملک کے درمیان گذرنے کی اجازت نہیں دی۔

امیر کے اس طور پر روس کے ساتھ عہدوپیمان کرنے کی ارادہ کے وجہ سے ۱۸۷۶ء میں پشاور کی ملاقات کا کچھہ انجام اچھا نھوا کیونکہ سرکار انگریزنے اسکو اصل امداد عطا کرنی اور پوری ذمہ داری کے لینے سے انکار کیا مگر بدین شرط کہ ایک انگریزی سفیر افغانستان میں ملک کی حالت اور سرحد کے بیرونی واقعات سے مطلع کرنے کے لئے مقیم رہے لیکن روس کی دوستی کے بھروسہ پر امیر نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ دوسری کارروائی امیر نے یہ کی کہ کابل مین روسی سفیر کا نھایت شان وحشمت وعزت کے ساتھہ استقبال کیا۔ جسنے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ امیر نے انگریزی ایجنٹ کو جو اپنی ملک میں داخل نہ ہونے دیا اوس سے صرف ملک کی حفاظت ہی مد نظر نہ تھی بلکہ کچھہ اور بھی اغراض پیش نظر تھی ان معاملات کے تفصیل بیان کرنے پر یہہ سمجھنا مشکل ہے جیسا کہ اکثر فریق لبرل کے لوگون کا قول ہے کہ۔ پالسی کی تبدیلی اس جنگ کا

باعث ہوے - اگرچہ اس جنگ کے بارے میں بہت کچھ تحریر و تقریر ہوچکی ہے تاہم - عوام انگلستان کی راے گورنمنٹ کے پالسی چال کے مناسب ہے - ہندوستان میں بھی عام راے قائم ہے کہ سرکار کی پالسی راستی پر نہیں ہے - گو وہ امیر کو عذر و معذرت کا موقع دینے میں نرمی کی حد سے گذر گئی - باوجود اس بات کے کہ امیر نے بارہا اقرار کیا تھا - کہ ہم روسیون سے راہ و رسم نہ رکھینگے - اور روسیون نے بھی وعدہ کیا تھا کہ افغانستان سے ہمیں کچھ تعلق نہیں ہے - لیکن دونوں کی طرف سے خلاف ورزی ہوئی اور باوجود ان وعدوں کے روسی سفیر نہایت تمکنت و دہوم دہام کے ساتھ کابل کو روانہ ہوا اور وہاں استقبال کیا گیا اور یہ بھی ایک ایسے نازک وقت پر جب یورپ میں انگلنڈ اور روس کے درمیان بہت کچھ لاگ ڈانٹ ہو رہی تھی - ظاہرا یہ کارروائی سرکار انگلشیہ کے ہندوستانی فوج کو یورپ لیجانے کے جواب میں ہوئے تھے - روسی اخبارات کا یہ تحریر کرنا کہ یہ سفارت صرف دوستانہ تھی - کچھ انگلنڈ اور افغانستان کے درمیان مخالفت پیدا کرنے کی نیت سے نہ تھے محض لغو اور عبث تھا -

فرقہ لبرل جنکی راے جنگ افغانستان کے خلاف میں ہے انکی ایک دلیل یہ تھی کہ اگر انگریزون کو جنگ ہی کرنا منظور تہا تو روس کے ساتھ جنگ کرنا تھا نہ افغانستان کے خلاف کیونکہ روس نے بھی ایسی ہی خلاف ورزی و وعدہ شکنی کی تھی جیسے کہ افغانستان نے لیکن اس دلیل کا صاف جواب یہ ہے کہ اگر اس طور پر سرکار انگلشیہ وعدہ شکنی پر روس سے جنگ کرے تو اسمیں ذرا کلام نہیں کہ اس سال کے درمیان کئی مرتبہ روس سے

لڑائی ٹھن گئی ہوتی۔ خصوصاً روس کے خیوہ فتح کرنے کے ایام میں جبکہ
فرقہ لبرل کی وزارت تھی لیکن یہ ضرور ہے کہ روس کی عہد شکنی
کی وجہ سے امیر کی عہد شکنی سے درگذر کیا جائے علاوہ بریں یہ ثابت
ہے کہ اگر امیر اپنے قول و فعل پر ثابت قدم بنا رہتا تو روس کو
وعدہ شکنی کا کوئی موقع حاصل نہوتا افغانستان کے سرحد کو مضبوط
کرنے کے لیئے روس کے ساتھ جنگ کرنی ظاہرا ایک بیہودگی
ہوتی کیونکہ سرکار انگریزی کی مراد روس کے قوت کو زائل کرنے
کی نہ تھی بلکہ اپنے قوت کو محفوظ رکھنے کی تھی۔
جب یہ خبر پہنچی کہ سفیر روس کا کابل میں نہایت تزک و احتشام کے
ساتھ استقبال ہوا ہے اور جب یہ یقین کیا گیا کہ انگریزوں کے دوستانہ
تعلقات افغانستان سے منقطع ہوا چاہتے ہیں اور جب یہ اندیشہ کیا گیا
کہ روس سے جنگ ہونے پر وہ ہندوستان میں سرکار انگلشیہ کے
رعب و داب میں رخنہ اندازی کرنے کی کوشش کریگا تو۔ نائب السلطنت
ہند نے امیر سے درخواست کی کہ ہمارے قاصد کو واجب عزت وادب
کے ساتھ اپنے دربار میں استقبال کرنے کا وعدہ کیجئے جو دونوں قوتوں
کے باہم فائدہ کے لئے مشورہ کرنیکے غرض سے فی الحال روانہ کیا جائیگا
اس درخواست کا امیر نے کچھ جواب ندیا جب میجر کیوگری ایک قلیل
جمعیت کے ساتھ سرحد ہندوستان سے باہر درہ خیبر سے علی مسجد
تک سر نول چمبرلین مع جماعت سفارت کی محافظ سپاہ کے بارے
میں درخواست کرنے کے لیے گیا تو اس سے صاف کہدیا گیا کہ سفارت
کی آنیکی اجازت نہیں ہے اور فیض محمد خان نے یہ بھی کہا کہ آپ کی

جماعت پر لوگ گویا ان داغنے کو مستعد تھے تم انکی ذاتی دوستی کے خیال
سے یہ نکیا گیا۔ اسنے یہ بھی اطلاع کر دی کہ میرا جواب مثل امیر کے جواب
کے خیال کیا جاوے میرے پاس قطعی حکم آچکا ہے کہ جماعت سفیر کو اپنے
ملک میں داخل ہونے نہ دو۔ یہ ممکن نہ تھا کہ سرکار انگریز اس ذلت و بے
عزتی سے چشم پوشی کر لیتی۔ نایب السلطنت نے امیر کو خط لکھا کہ سرکار کی
اس طور بے ادبی کرنے پر آپ معذرت کریں قبل ازین کہ آپکی خلاف کوی
کارروائی کی جاوے اور اس وقت افواج ہند کو حکم نہ ہوا کہ سرحد پر جمع ہوں
جب اس حالت پر غور کیا جاتا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلاشک روس
افغانستان میں اس غرض سے فتنہ برپا کر رہا تھا کہ یورپ میں اسکے مقاصد
بر آویں اسکا قصد تھا کہ شمال کے جانب سے افغانستان میں ہو کر
ہندوستان پر حملہ کر کے انگریزون کو زچ کرے اسنے سکوت و صلاح
سے مفسد پہاڑی اقوام کو انگریزون کے برخلاف فساد برپا کرنے کے لئے
درغلانا اور چند دیگر قسم کے لوگون کو بھی اشتعال دلایا کہ ہندوستان
میں بھی فتنہ برپا کر کے موجودہ حکومت کو غارت کرنے کی کوشش کریں
سر ہنری رولنس صاحب رقمطراز ہین کہ اگر ۱۸۷۸ء موسم گرما میں
ملاقات مشورہ کا انجام خیر نہ ہوتا تو قریب قریب خیال ہو سکتا تھا کہ روس
افغانستان میں اپنی فوج چڑھا لاتا۔ ہم یہ نہیں کہسکتے کہ صاحب ممدوح
کا گمان کہاں تک راست ہے لیکن اسمیں کلام نہیں کہ روس
افغانستان میں ہو کر سرکار انگلشیہ پر حملہ کرنیکی حتی الوسع کوشش کرتا
اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ وہ بے خبر افغانستان کو انگریزوں سے بھڑا دینے
اور ہندوستان میں کچھ رعب و داب کم کر دینے کے سوا اور زیادہ

کچھ نہیں کر سکتا تھا وہ کاغذات وعہد نامجات روس و امیر جو کابل کے
فتح ہونے پر انگریزوں کے ہاتھ لگے انکے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ جنگ روس کا
کیا انجام ہوتا۔ مراسلہ جنرل سٹولیٹوف بنام وزیر امیر مسمی شاہ محمد جان
مرقومہ ۸ اکتوبر ۱۸۷۸ء کے خلاصہ ذیل سے عیاں ہے۔ کہ امیر کو کیا صلاح
دیگئی تھی۔ وہ لکھتا ہے شہنشاہ روس امیر اور افغانستان کا سچا دوست
ہے چونکہ ہماری سرکار نے آپکو صلاح دی ہے کان دیکر سنئے اے
میرے مہربان دوست میں آپکو مطلع کرتا ہوں کہ آپکے ناموردین کے
دشمن (یعنے انگریز) سلطان روم کے ذریعہ آپ سے صلح کیا چاہتے
ہیں۔ لہذا آپکو لازم ہے کہ آپ اپنے ان بھائیوں کی طرف توجہ کریں
جو دریا کے دوسرے جانب بود و باش کرتے ہیں (غالباً دریائے آکسس
مراد ہے) اگر خدا انکو برانگیختہ کرے اور تحریص دے اور وہ شمشیر جنگ
ہاتھ میں لیکر آویں تو آپ بھی بسم اللہ کرکے آگے بڑہیں۔ ورنہ سانپ کی
مثل آپ ہوشیار رہوں۔ ظاہرا صلح رکھو اور باطن میں جنگ کے واسطے
تیار رہو۔ اور جب خدا کا حکم ہو تب اپنے تئیں دشمن ظاہر کرو۔ یہ بہتر ہو کہ
جب آپکا دشمن اپنا سفیر آپکے ملک میں بھیجنا چاہے تو آپ خوب ہوشیار
سفیر جنکی زبان سانپ کے مثل ہو۔ اور خوب دغا و فریب سے بھرا ہو دشمن
کے ملک کو روانہ کریں تاکہ وہ کلمات شیرین سے دشمن کے دل کو فریب
میں ڈالے تاکہ وہ آپ سے جنگ کرنے کے ارادہ کو ترک کردے۔

عہدنامہ کے شرایط حسب ذیل ہیں۔ سرکار روس دائم سرکار امیر کی دوست
بنے رہیگی۔ وارث امیر کو ولی عہد تسلیم کریگی۔ وہ افغانستان کو مدد دیگی
اور ایسے دشمن کو جسکو خود امیر نہ ہٹا سکیگا ہٹا دیگی۔ امیر کی طرف سے

یہ شرائط تھے کہ وہ بلا اجازت سرکار کسی غیر قوت سے جنگ نہ ٹھانیگا اور ہمیشہ اپنے ملک کی حالات سے سرکار روس کو مطلع کرتا رہیگا۔ سرکار روس امیر کی ہر ایک خواہش کو پورا کریگی اور افغان سوداگران کی حفاظت بین رہینگی اور ان اشخاص کی مناسب خاطرداری کریگی جنکو امیر روس مین فنون و دیگر پیشہ سیکھنے کے لیئے روانہ کریگا۔

ان کاغذات کے مشتہر ہونے سے عوام پر ان معاملات کی حقیقت روشن ہو گی جنکی وجہ سے اخیر جنگ افغان برپا ہوئی۔ اب یقین کیا جاتا ہے کہ آیندہ نایبان سلطنت ہند مثل لارڈ لٹن کے مستحکم طور پر کارروائی کرتے رہینگے اور کلمات شیرین سے فریب میں نہ آوینگے۔

یہان یہ کہنا واجب ہے کہ روسی لوگ رفتہ رفتہ سرحد افغانستان کی طرف وقتاً فوقتاً اپنی عملداری کو اضافہ کرتے جاتے ہین اور انگریزی حکومت روسیون کے اس قول پر اعتبار کیئے ہوئے قانع ہے۔ کہ افغانستان انکی کارروائی کے دایرہ سے باہر ہے۔

جب ۱۳ جنوری ۱۸۷۹ء کو عہد نامہ برلن پر دستخط ہوئے تو روسیون کے ڈہنگ و کارروائی میں بہت کچھ اختلاف ہو گیا۔

سرکار انگریزی نے حسب مذکورہ بالا جنگی تدابیر کو عمل مین لانا قرین مصلحت سمجھا اور دراصل اسکا کامل یقین تھا اگر سرکار انگریزی اوس ذلت و بے حرمتی کو برداشت کرکے خاموش ہو جاتے جو خیبر میں انگریزی سفیر کے روکنے سے ہوئی تھی۔ تو ہندوستان کی آباد اور معمور شہروں میں اوسکی عزت و توقیر جاتی رہتی اور صاحب لوگوں کی وہ توقیہ جواب ہوتی ہے ضایع ہو جاتی۔ اور اکثر دیسی اخبارات میں فتنہ انگیز مضامین نکلتے اور جابجا فساد

وبغاوت ہونے لگتی کیونکہ مشرقی لوگ بلاہمت کے پالسی کو نہیں سمجھتے اسلئے کمزوری یا خوف مراد سمجھ لیتے ھیں۔
لہذا یہ ضرور سمجھا گیا کہ اس ذلت و بے وقاری کا انتقام لیا جاوے۔ اسواسطے لارڈ لٹن نے جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے معقول عذرخواہی چاہی۔ اور کیفیت آنے کے لیئے ۲۰ نومبر کو میعاد مقرر کی۔ لیکن امیر نے اوس خط کا جواب لکھنے سے غفلت کی عذر و معذرت نہ کرنے کے خاص خاص وجوہات یہ ہیں کچھ ذاتی غرور اور کچھ غلطی سے اپنے قوت کو اصل سے زیادہ سمجھ لیا۔ کل درباریوں نے بھی خاموش رہنے کی صلاح دی۔ علاوہ برین اسنے روسی افسروں کے۔ قول وعہد پر جنکا سردار سٹولیٹوف کابل مین مقیم تھا۔ اعتبار کیا اور سمجھے رہا کہ انگلنڈ سے بگاڑ ہونے پر ضرور روسیون سے امداد حاصل ہوگی ماسوا اسکے روسیون نے محض لغو و جھوٹے قصہ و روایتوں سے امیر کو دغا دیکر سمجھا دیا کہ انگریزوان کی قوت نہایت زوال پذیر ہورہی ہے۔
چونکہ ایام مہلت جو لارڈ لٹن نے جواب آنے کے واسطے مقرر کئے تھے گذر گئی۔ لہذا اشتہار جنگ دیا گیا۔ ۲۰ نومبر کو کل افواج جو سرحد پر جمع کیگئی آگے بڑہائے گئی جنرل بڈلف مقام پشین و جنرل روبرٹس وادی کُرم اور سر سیمول بیرون درہ خیبر کی جانب بڑہے چاروں طرف روساء ہند نے مدد دینے کے لیئے التجا کی۔ سر سیمول براون کو اول دشمن سے مقابلہ پڑا۔ چند روز قبل وہ جمرود میں مقیم تھا۔
درہ خیبر کی طرف بھی انگریزی سرحدی قلعہ ہے وہ وہان سے صرف ۱۰ میل اور پشاور سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ قدیم قلعہ جمرود نہایت

مسمار تھا مثل دیگر عمارات ہندوستان کے صرف اینٹ و گارے سے
بنا ہوا تھا لیکن وہ جلد درست کر لیا گیا - اور اسکے دیواروں پر ہیلوگراف
ایک آلہ جو روشنی کے حرکات سے مثل تار کے دور کے مقام پر
جہان تک وہ نظر پڑی خبر پہنچا سکتا ہے - قایم کر دیا گیا تاکہ درۂ خیبر اور
پشاور کے درمیان پیام کی آمد و رفت رہی پس جمرود از سر نو ایک
پُر رونق جنگی مقام قرار دیا گیا - وہاں خیبریوں سے اکثر جنگ ہو چکی
ہے - یا اکثر اسی مقام سے جنگ شروع ہوئی ہے جمرود سے بلا توقف
سر سیمول بیرڈن نے علی مسجد پر حملہ کرنے کی طیاری کر دی - علی مسجد
جہان ایک مقدس ولی علی کا مقبرہ ہے درہ خیبر میں نہایت مضبوط
مقام ہے یہ قلعہ ایک بلند پہاڑی پر جو مثل ایک جزیرہ کے درہ کوہ کے
درمیان واقع ہے پتھر و مٹی سے بنا ہوا ہے اس پہاڑی کے دامن میں
ایک طرف ایک ندی رواں ہے مگر وہ زیادہ عمیق نہیں - نہایت تنگ
جگہہ میں بھی اسکا عمود چھ فٹ سے زیادہ نہیں ہر درہ خیبر کو جاتے ہوئے
سڑک میں یہ دریا کئی مرتبہ عبور کرنا پڑتا ہے -

علی مسجد کے قریب پہاڑی مثل دیوار کے مستقیم ہے کہ بجز دریا کے اور
درہ کے طرف جانے کا کوئی راستہ نہیں یہ پہاڑیاں درہ خیبر کے
دائیں بائیں واقع ہیں اور اوس پہاڑ کے گرد ہیں جس پر قلعہ علی مسجد کھڑا
ہوا ہے کئی مقام ایسے ہیں جہاں پر مورچہ لگانے سے فوج قلعہ سے
بڑی جنگ ہو سکتی ہے اگر قلعہ کے قریب میں یہ بلندیاں نہ ہوتیں تو وہ
قریب قریب ناقابل فتح ہوتا کیونکہ وہ پہاڑی ایسی ڈھال ہے کہ اسپر جلد
کوئی چڑھنے کا قصد نہیں کر سکتا علاوہ بریں اسپر ایک بھی درخت نہیں ہے

کہ جسمین سپاہیوں کو پناہ حاصل ہو۔ تاہم علی مسجد شمال وجنوب کی طرف سے نہایت مضبوط ہے ایسا ہے اگر فوج قلعہ پر باہمت وبہادر شاہ ہو تو حملہ آور فوج کے آگے بڑہنے مین خلل ڈال سکتے اس واسطے سر سمول براون نے ملک کے پہاڑی ہونے اور سامنے سے درہ کوہ مین راستہ کرنے کی مشکل کو سمجہہ کر اور اس امر سے بہی واقف ہو کر کہ افغانون کو بہاگنے کی راہ بند ہو جانے کا نہایت خوف رہتا ہے بریگیڈیر جنرل اور ریکفرسن اور ٹینٹلر کو حکم دیا کہ دو دو جماعتوں کو ہمراہ لیکر ایک پہاڑی کے راہ سے ہو کر درہ کے شمال ومشرق کی طرف چلے آئین پہاڑ ونکی گرد ہو کر یہ راہ ایک راہ چہوٹی پہاڑ (روسیس) نامی پر لے آتی ہے جہان مشرق کی طرف سے علی مسجد پر گولہ اندازی ہو سکتی ہے سر سمول براون جو کل فوج کو لیکر بارہ گہنٹے بعد اسپر سامنے سے حملہ کرنے آیا بدبختی سے سرکار انگریزی کے کاہلانہ پالسی کے باعث یہان کے عمدہ نقشے نہ جمسکے یا یہ کہنا چاہیئے کہ اپنے سرحد سے بارہ میل آگے کے ملک سے کچھ واقف نہ تھا اسکا انجام یہ ہوا کہ جس راہ کا یہ اندازہ کیا گیا تھا کہ صرف بارہ گہنٹے صرف ہونگے اسمیں ۲۵ گہنٹے گذر گئے بس جو فوج کہ زیر کمان بریگیڈیر جنرل مکفرسن وٹیٹلر کے تھی بجای اسکے کہ دو بجے نومبر کے صبح علی مسجد پر حملہ مین شریک ہوتے تمام دن درہ کوہ مین سے گذرنے کے بعد علی مسجد کے جانب شمال مین پہنچے لہذا بائیس[۲۲] نومبر کے صبح کو علی مسجد پر حملہ نہ ہو سکا یہاں امیر کی فوج کو شکست وپراگندہ کرنیکے بعد تمام شب نہایت سردی مین بلا کہانے وپانی وبلا بہاری کوٹ کے سپاہیوں کو جاگنا پڑا وہ چند جانوران باربرداری جو ہمراہ

لائے گئے تھے پہاڑی تنگ راہ میں جسطرف ہو کر فوج آئی تھی بدیر
جا سکے ہنوز نہیں پہنچے تھے۔ کہ اس عرصہ میں سر سیمویل برون
باقی کل فوج کو لیکر علی الصباح جمرود سے روانہ ہوا سڑک کے دونو
جانب کچھ سپاہ کو چڑہا کر کل فوج کو درہ کے درمیان ہو کر اس سڑک
کی راہ سے کوچ کرا کر لیچلا جسکو ۱۸۴۲ء مین کرنل مکفرسن انجنیر نے تعمیر
کرایا تھا اور جنہنے اخیر جنگ افغان میں اسقدر ناموری حاصل کی تھی۔ دوپہر
بعد فوج علی مسجد کے سامنے پہنچی۔ اس جنرل نے فوج کے ایک حصہ
قلعہ کے دائین طرف پہاڑی پرلے جاکر توپون کے مورچہ لگانے کو
حکم دیا۔ اور دوسری جماعت دریا عبور کرکے دائین طرف سے حملہ
کرنے کے لیئے روانہ کر دی گئی اور گھوڑون کا توپخانہ دریا کے ریتی
میں ایک موڑ پر مقیم کر دیا گیا تھا کہ جہان اوٹ میں ہو کر وہ علی مسجد
پر گولہ اندازی کر سکیں افغانی فوج مقیم قلعہ نے سنگ دیوارون پر سے
جو پہاڑ کے برابر بنی ہوی تھیں انگریزی فوج پر اپنی بندوقوں اور
توپون سے جو بعدہ انگریزون کے قبضہ میں آگئین داغنا شروع کیا
اگر انکی توپ درست ہوتی تو اسمین شک نہیں کہ سرکاری فوج کے
بہت سپاہ کہیت رہتے لیکن کل توپین خراب تھین انکی توپونکے
گولے یا تو توپ سے نکلتے ہی پھٹ جاتے یا بالکل پھوٹتے ہی نہ تھے
جسسے سرکاری فوج میں بہت خفیف نقصان ہوا۔ لیکن انگریزی توپخانہ
نے دشمن کے ہوش بگاڑ دیئے میجر بیج کے زیر کمان سپاہ نے
دشمن کو ایک دشوار گذار زمین کے دو ٹیلون پر سے ہٹا دیا۔ لیکن
جبکہ جنرل سر سمول برون نے دیکھا کہ بغیر زیادہ فوج کی امداد پائے ہوئے

میجر تیسرے ٹیلہ کو سر نکر سکیگا۔ جسپر توپین بھی چڑھ ہی ہوئین تھیں اور چونکہ آفتاب غروب ہونے پر تھا لہذا اسنے حملہ ملتوی رکہنے کے لیے حکم دے دیا لیکن اوسوقت تک اس دہاوے میں سولہ سپاہی اور دو افسر اور میجر برچ اور لفٹننٹ فٹز جرلڈ کام آچکے تھے وہ جماعت تمام شب ان ٹیلون کے نیچے جنکو فتح کیا تھا نگرانی کرتے رہی۔

دوسرے روز صبح کو معلوم ہوا کہ افغانون نے یہہ خوف کہا کرکہ ہمارے بہاگنے کی راہ بند ہوئے جاتی ہے قلعہ کو خالی کر دیا اور جان بچا کر بھاگ گئے۔ لہذا بلاکسی مخالفت و مزاحمت کے اوس جگہہ پر انگریزون نے قبضہ کر لیا۔

علی مسجد پر قبضہ ہوجانے پر فوج لبہولت ڈاکے کی طرف بڑہی۔ یہہ مقام درہ کوہ کی حد شمال کی طرف دریاء کابل پر واقع ہے یہاں چند روز تک فوج نے قیام کیا پھر اخیر دسمبر ۱۸۷۸ء میں یہہ رائے قرار پائی کہ جلال آباد کے جانب کوچ کرنا چاہیئے یہہ وہی مقام ہے کہ اول ذکر ہوچکا ہے۔ جہان جنرل سیل جنرل پولک کے مدد کے لیئے پہنچے تھے افغانون کے خلاف اپنے تئیں محفوظ رکھا تھا۔

علی مسجد فتح ہونے اور جلال آباد کے کوچ کرنے کے درمیان کوئی بڑا معاملہ دشمن سے نہیں ہوا۔ گاہے گاہے قلیل جمعیت پر حملہ ہوا یا کوئی تنہا سپاہی یا لشکری مارا گیا رات کے وقت کسی نے بندوق لشکر پر چلائی۔

ان حملون کا انتظام کیا گیا۔ پہاڑون کے اندر یورشین گنگئیں اور مفسدون کے مواقعات اور غرنے منتشر کیئے گئے۔

اس قسم کے حملوں سے دشمنوں کا دق کرنا بند ہوا۔ تاہم ملک کی
راہ وغیرہ سے واقفیت حاصل کرنے میں بہت کچھ فایدہ ہوا۔ ان
موقعوں پر صحیح صحیح نقشے تیار کی گئی۔
اس قسم کے یورش میں سے ایک کا بیان جو زیر کمان جنرل ٹیٹلر
کیگئی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اس بہادر اور پرہمت قوی افسر نے
۱۸۵۰ء میں انتقال کیا۔ یہہ چڑہائی قریب ماہ ڈسمبر کے درمیان کیگئی
شب کے بارہ بجے کامل خاموشی سے فوج یورش غیر کے روانہ ہوئے
صبح کے سات بجے تک کوچ کرکے نہایت ناہموار راہ میں طلوع آفتاب
کے وقت ایک پہاڑی کے قریب پہنچے۔ جسکے دوسرے طرف وہ موضعات
واقع تھے جن پر حملہ کرنے کی غرض سے یہ یورش ہوئی تھی۔
کل سپاہ جو چار چار ٹکڑیاں ہوکر کوچ کرتے تھیں اب ایک صف میں
کر لیگئے اور سب نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کے پہاڑی پر چڑہا
دیگی۔ سب کو سخت تاکید ہوگئی کہ کوئی دوسرے جانب دیکھائی
نہ پڑسے۔
شب بھر چاند بخوبی روشن رہا اب صبح ہونے کے وقت چاندنی
دور کے پہاڑوں پر نیلی و زردی مائل نظر آنی لگی۔ رفتہ رفتہ آفتاب کی
روشنی بخوبی نمایاں ہوئی۔ گو کہیں کہیں جنگل ہیں ناہموار کوہ اپنا تھا
سپاہ مقابل کے کوہیرہ کے دور ہونے تک خاموشی سے منتظر رہے۔
مگر جب سب کوہرہ دور ہوگیا تو دریافت ہوا کہ وہاں نہ کوئی موضع ہے
اور نہ کوئی انسان ہے۔ صرف چند پہاڑی غار ہیں۔ فوج کہانا کہانے
کے لئے مقیم ہوگئی۔ شب بھر کوچ کی محنت ہونے کی وجہ سے

صبح کو خوب لطف سے کہانا تناول کیا گیا۔
قلیل عرصہ تک آرام کرنے کے بعد پھر کوچ شروع ہوا۔ تھوڑے فاصلہ میں انکو ایک قلعہ بندی کیا ہوا موضع ملا۔ حملہ کرنے کے لئے طیار ہوئے لیکن جلد دریافت ہوا کہ کل باشندگان دیہات جان بچاکر بھاگ گئے قلعہ میں داخل ہونے پر معلوم ہوا کہ موضع مربع کی صورت پر پتھر و مٹی کے دیوار و سے گھرا ہے اور چہار گوشہ میں گول برج بنے ہوئے ہیں وہ جگہہ جلا دی گئی اور برج اڑادئیگئی۔ پس فوج یورشی ۱۸ گھنٹہ کوکوچ کرکے شام کے چھہ بجے لشکر میں واپس آئے جنگ افغان کے درمیان اس قسم کی یورش اکثر ہوتی رہی۔ بعض اوقات دشمن بھی مقابلہ کے لئے طیار ہوئے مگر عموماً موقع سے بھاگ کر اپنی جگہہ چہپے جہان سے وے کل کارروائی بسلامتی بخوبی دیکھہ سکتے اور پیچھے کے آدمیون کو جب فوج آگے بڑھ گئی ہو۔ دق کر سکتے۔
سر سیمبول بردن کی فوج جلال آباد مین پہنچے اور وہان کچھہ عرصہ تک مقیم رہی جبکہ گنڈ مک پر قبضہ کر لینے کیلئے حکم آیا یہہ جگہہ یعقوب خان سے عہدنامہ لکھے جانے تک انگریزون نے دخل مین رکھی
جلال آباد میں مقیم رہنے کے ایام مین دشمنون پر کئی یورشین کیگئین۔ اسمین سے ایک میں بریگیڈیر جنرل ٹیٹلر نی فرقہ شنواری کو دیہہ سرک میں اور دوسرے میں بریگیڈیر جنرل گف نے فتح آباد میں خوجیانی فرقہ کو جنگ کرکے شکست دی۔ مقام جلال آباد کے درمیان ایسا حادثہ واقع ہوا جسمیں اسقدر نقصان جان ہوا کہ فوج خیبر کی کل جنگون مین بھی نہین ہوا تھا۔

ایک جماعت رسالہ نمبر (۱۰) نے بوقت شب دریای کابل عبور کرتے وقت
پایاب پانی کے جگہہ کو غلطی سے فراموش کردیا اور دوسرے مقام پر
گھوڑے ڈالکر عبور کرنے کا قصد کیا وہان دوبارہ دریا نہایت تیز تھا گھوڑے اُکھڑکے
بہگئے جسمین دو افسر اور پچاس سپاہ غرق آب ہوگئے۔
جب کہ فوج خیبر جلال آباد کے طرف بڑہ رہی تھی جنرل رابرٹس نے
اوس فوج کی جو مقام تھل مین جمع تھی کمان لی وہان سے کوچ کرکے ۵
نومبر ۱۸۷۸ء کو اسی قلعہ کورم پر قبضہ کیا وہان سے وادی کورم مین
بلا مخالفت مقام پیہوار تک پہنچا لارڈ لٹن نے خیال کیا تھا کہ غالبًا امیر کوم
سے آگے بڑہے ہوے فوج سے سخت مقابلہ کریگا۔ اور یہہ خیال کیا گیا
تھا کہ دشمن کو اگر یہان شکست فاحش ہوجاوے گی تو درۂ شترگردن پر
باسانی قبضہ ہوجاویگا اور وہان سے کابل پر دہاوا کرنا باقی رہ جائیگا۔
آخر جو اول سے خیال کیا گیا تھا وہی وقوع مین آیا اوّل دسمبر ۱۸۷۸ء کو
جنرل رابرٹس نے دشمن کو پیور کوتل مین قوی اور جرار فوج لئے
ہوئے مقیم پایا اور فوراً حملہ شروع کردیا لیکن افغان نہایت جوانمردی
سے لڑے۔ اور وہ جگہہ ایسی مضبوط خیال کیگئی کہ دشمن کا وہان
سے ہٹانا قریب غیر ممکن سمجھا گیا۔ ڈسمبر کو دوسرے روز
جنرل رابرٹس نے گھوم کر فوج کے ایک حصہ کو دشمن کے پیچھے کہڑا کیا
اور سامنے اور بغل کے جانب سے حملہ شروع کیا افغان اس چہار طرف کے
خونخوار حملہ کو برداشت نکرسکے۔
آخر کو ۱۸ توپیں اور بہت سامان حرب چھوڑکر بھاگے۔ دشمن کے طرف کے
بہت آدمی کام آئے انگریزی فوج مین دو افسر مارے گئے دو زخمی ہوگئے

اور پچاس سپاہی مجروح ہوئے اور کام آئے دشمن دربستہ گردن سے ہو کر بھاگے - اس فتح سے کل ملک درہ کوہ تک انگریزون کے قبضہ اقتدار مین ہو گیا اس مقام سے آگے جنرل رابرٹس نہیں بڑہا کیونکہ اوسکو یہا تک ملک کو سر کرنے کے لیئے حکم ہوا-

اس جنگ مین فوج افغان ولی محمد خان امیر شیر علی خان کے علاتی بہائی کے زیر کمان تھی - مابعد یہہ شخص مسند کابل کے لئے دعوی دار تہا مقام پیور کوتل مین افغانون کی شکست ہونے کے قبل رابرٹس کو دریافت ہوا کہ سرکاری فوج کے چند افغانی سپاہ نے دشمن سے کچھ خط وکتابت کی ہے ان سپاہیون کے لیئے کورٹ مارشل بیٹھا جرم کے ثابت ہونے پر سرغنہ کو پھانسی دی گئی اور باقی کو سزا مختلف قید وغیرہ ہوئے -

۲۶ ڈسمبر ۱۸۷۸ع کو جنرل رابرٹس نے سرداران کورم کے نام باین مضمون اشتہار جاری کیا کہ سرکار انگریزی نے یہہ قصد کرلیا ہے کہ آیندہ سے کورم عملداری سرکار مین شامل رہیگا -

اگرچہ فی الحال یہہ نہین کہا جاسکتا کہ کس قسم کے حکومت وہان مقرر کیجاویگی صرف اسوقت اسقدر کہا جاتا ہے کہ آیندہ کسی افغان امیر کو اسپیر دخل ندیا جائیگا سر رابرٹس کا اشتہار مضبوطی و واجب لحاظ کے ساتھ جاری کیا گیا اسنے سرداران افغان کو ہدایت کی کہ ہر قسم کی بدعملی و بندوبست رفع کیا جاوے آپ اسکے جایداد وجان ومال کی خاطر خواہ حفاظت کیجاویگی اور حتی الوسع ملک کی اقبال مندی کو ترقی دینے کی تدابیر عمل مین لائے جاوینگی لیکن ہر قسم کی سرکشی و ضرر رسالی کی جو سرکار کے خلاف ظہور مین

آئیگی نہایت سختی کے ساتھ سزا دیجاویگی۔
جنرل رابرٹس فوج کے ایک حصّہ کو ہمراہ لیکر وادیئے خوشت تک آگے
بڑھا اگرچہ بلیون کے سردارونے جنرل کو آکر رسد دی - مگر تاہم دشمنون
نے آکر اسکو چہار طرف سے محاصرہ کر لیا - انکو اسنے ایک خفیف جنگ مین
شکست دیکر ہٹا دیا وہ ایک جماعت کو ایک مضبوط قلعہ بندی سے کئے
ہوئے مقام مین چھوڑکر واپس آیا - مگر اسکے روانہ ہونے کے بعد دشمن
نے اسکو گھیر لیا لہذا وہ اسکے مدد کیلئے فوراً واپس آیا اور یہ دیکھکر
کہ تھوڑے سے فوج وادئی خوشت کو اپنے علاقہ مین نہ رکھ سکیگی اسنے
اس مقام کو ترک کر دیا۔
اب ہم تیسرے فوج کی کارروائی کا ذکر کرینگے جو قندہار کے برخلاف
روانہ کیگئی تھی جب سرحد پر امیر کے دشمنی کے لحاظ سے فوج جمع ہوئی تو
جنرل بڈلف کو حکم ہوا کہ اوس فوج کی جو کوئٹہ میں جمع ہے کمان کرین کوئٹہ
جسکو انگریزون نے بلوچیون سے عہد و پیمان کرکے حاصل کر لیا تھا سڑک
قندہار پر سب سے آگے کا مقام تھا - یہہ خیال میں رکھنا چاہئیے کہ گذشتہ
جنگ افغان مین جب سرکار انگریز کو دریافت ہوا کہ خان قلات نے اسکے
ساتھہ دوستی ظاہر نہین کی اور اکثر حملے جو سرکاری آدمیون پر ہوئے
خان کی دغابازی کے باعث سے ہوئی لہذا ۱۸۳۹ء کے آخر مین اسپر
فوج کشی کی گئی اور اس فوج نے جو جنرل ولٹ شائر کے زیر کمان تھی
سخت جنگ کرنے کے بعد قلات کو فتح کر لیا تھا اس جنگ میں خود خان
قلات مارا گیا تھا - سرکار نے بلوچستان کے مسند پر دوسرا خان بٹھایا
اس وقت سے سرکاری افسرون کی کارگذاری سے خصوصاً [illegible]

وسیجر جیکب صاحب کی جانفشانی کے بدولت ایک عہدنامہ لکھا گیا جسکی
وجہ سے نہ صرف اندرونی فساد جو خان سابق کے وفات کے بعد بپا
برپا تھا دور ہوا بلکہ خان اور سرداروں نے وعدہ واثق کیا کہ شاہ راہ
تجارت کے واجب حفاظت اور صلح قایم رہیگی - علاوہ برین یہہ بھی
تجویز ہوئی کہ چونکہ قلات سب سے اوّل سرحدی مقام ہے - لہذا وہان
ایک انگریزی فوج کی چھاونی اور ایک سرکاری ایجنٹ بھی مقیم رہی -
یہہ مقام جو بہت کم صرفہ و خون ریزی سے حاصل ہوا جنگ حال مین
نہایت کارآمد ثابت ہوا - اسکی وجہہ سے سرکار انگریز اپنی فوج کو بلا اندیشہ
حملۂ دشمن ایک دشوارگذار ریگستانی ملک کے درمیان ہوکر لے گئے اور
ایسے مقام پر جمع کیا - جہان سے افغانستان کے ایک نہایت مضبوط
شہر پر بلا کسی دقت کے حملہ ہوسکے ۲۳ ستمبر کو کوئٹہ مین فوج جمع ہونے کے
لئے کوچ شروع کیا گیا اس کوچ میں ریگستان عبور کرنے مین نہایت دقت و تکلف
و تکلیف ہوئی سخت گرمی پڑنے کی باعث آدمیون اور جانورون کو چلنے
مین زیادہ محنت پڑی نہ صرف گرمی سے بلکہ ایک فاصلہ کثیر تک بھاری
توپون کے پہیے ریتی میں دھس جاتے ہین - اسوجہ سے اکثر زیادہ مقام
کرنا پڑا - بڑی خیریت یہہ ہوئی کہ گرد نواح کے کل لوگ اور سردار صلح
پسند اور دوست تھے ان وقتون کو طے کرکے فوج ٦ نومبر ۱۸۷۸ء کو
کوئٹہ پہنچے -
کوئٹہ سے جنرل بڈلف آہستہ آہستہ ملک کی کیفیت دریافت کرتا
اور نقشہ اوتارتا اور دشمن کی فوج وغیرہ کا بھید لیتا ہوا وادی خوجک
تک پہونچا - یہان یہہ دقت پیش آئی کہ راہ صرف پگ ڈنڈی سے تھے

شکل تھی پہیئے دار گاڑی کے چلنے کے لایق نہ تھی۔ تاہم نہایت محنت سے توپیں بلندڈھالو پہاڑی راہ پر چڑہائی گئیں ایک مقام پر اونکو اتار نے کے لیئے راستہ بنانا پڑا اِس اسطور سے بدقت یہہ راہ طے ہوئی جبکہ جنرل بڈلف کے زیر کمان فوج خوجک کی راہ طے کرچکے تھے جنرل اسٹورٹ نے وہان پہنچکر کل فوج کو اپنی زیر کمان کیا اس درہ کوہ کے درمیان ایک درست سڑک تیار کیگئی۔ تاہم گاڑی اور جانوروں کے لیئے اس راہ میں اور درہ بولان کے درمیان چلنے میں نہایت دقت پیش آئی۔ آمدورفت بحفاظت قائم رکھنے کے لیئے سبی کے چھوٹی مگر نہایت کارآمد ضلع پر سرکاری فوج نے اوّل سے دخل کررکھا تھا۔ چونکہ ضلع پشین کو دشمن خالی کرکے بھاگ گئے تھے لہذا اسپر بھی قبضہ کرلیاگیا۔ ایک فوج جلد قلات غلزی روانہ کی گئی اور قلعہ میں ایک جماعت متعین کردی گئی۔

۵ جنوری کو اس فوج کا اول مقابلہ دشمن سے ہوا۔ کرنل کنڈی نے افغانون کے ایک رسالہ پر حملہ کرکے بھگا دیا۔ بھاگتے ہوئے انکا میجر اور پندرہوین رسالہ کے ایک جماعت سے مقابلہ ہوگیا۔ غنیم کے سپاہ مین سے اکثر قتل ہوئے کچہہ قید کرلئے گئے اور باقی پراگندہ کردئیے گئے۔ ۸ جنوری کو کل فوج زیر کمان جنرل اسٹورٹ بغیر روک ٹوک قندھار مین داخل ہوئے

سڑک ملے کنارے کے چند فرقون نے انگریزون کے چوکیون پر جو آمدورفت کے محفوظ رکھنے کے لیئے قائم کی گئی تھی حملے کئے۔ لیکن اونکا بندوبست جلد کردیا گیا۔ ہم اوّل ذکر کرآئے ہین کہ سر سمبلو بون

رہیر کسان فوج سے جلال آباد پر قبضہ کر لیا تھا۔ پس قندھار اور جلال آباد
افغانستان کے دو بڑے شہرون پر اب انگریزون کا قبضہ ہوگیا
ان دونون شہرون کے باشندون کو انگریزون کے عمل دخل سے
چند دن کے بعد کچھہ خیال ہوا اور عام صلح پسند تجار و باشندگان بہی
انگریزی عملداری سے ناخوش نہ تھے۔

قلیل عرصہ تک قندہار مین آرام کرنے کے بعد جنرل اسٹورٹ نے فوج کو
دریای ہلمند کی طرف بڑہایا۔ دریا ارگنداب کو۔ عبور کرنے کے لیئے راہ
بنائی گئی۔ ۲۳ جنوری کو فوج عطا کربز پہنچی۔ اس کوچ مین دریاے ارگنداب
و دوریکے گرد نواح اور دوآب کے ملک کا نقشہ بنایا گیا۔

عطا کربز سے فوج گرشک کی جانب بڑہی۔ یہہ دریاء ہلمند کے دوسری
طرف ایک عمدہ مقام ہے یہان قلعہ کی مرمت کر کے اور ایک جماعت کو
متعین کر کے باقی فوج میدان کے جانب بڑہی گرشک مین دریا تین
یا چار فٹ عمیق تھا لیکن دہارہ تیز تھا اس سبب سے ایک کنارے
سے دوسرے تک دریا پر رسونکا پل بنایا گیا۔ جو نہایت کارآمد ثابت
ہوا۔ غنیم کا حال دریافت کرنے اور ملک کے حالت دیکھنے کے لیئے
چارون طرف فوج انگریزی کے دستے ۲۳ فبروری تک روانہ کیگئی
پہر اوسوقت اوس تجویز کے بموجب جو کچھہ کہ اول افغانستان کے
چھوڑنے کی نسبت ٹہری تھی فوج انگریزی قندہار کو واپس گئی۔
قندہار روانہ ہونے کے وقت یہ تجویز ہوئی کہ کرنل ملکمسن مقام
زمیندادر سے پایاب راستہ کی نگرانی کرے۔ کیونکہ اندیشہ تھا کہ دشمن
یہان حملہ کرے اور پہر سب سے پیچہے وہ بہی اپنی جماعت کو لیکر پار اوترے

۲۶ فبروری کو شنک نخد مین بلکسن پر غنیم نے یکایک حملہ کیا لیکن
ڈیڑہ سو آدمی کے مارے جانے پر وے جان بچا کر بھاگ گئے۔
شروع مارچ مین فوج نے قندہار کو ترک کردیا۔ اور بلوزی کے راہ سے
وادی پوسے اور تال چوتیالی کی طرف یعنے شمال و مشرق کوئٹہ کے
مشرق سے کوچ کیا۔
اثناء راہ مین وادی ستمالن مین میجر کین کے جمعیت پر حملہ ہوا لیکن
غنیم بہت آدمی کہیت میں چھوڑ کر شکست کہا کر بھاگا دریاء سندہ تک
کی کوچ مین بہی ایک حملہ دشمن کے جانب سرکاری فوج پر ہوا۔
اب جنگ دراصل اختتام کو پہنچی۔ امیر افغانستان حد شمال یعنے بلخ کو
بھاگ گیا۔ اسنے اپنا قصد ظاہر کیا کہ وہان سے اپنے معاملات کو
سینٹ پٹرسبرگ پہنچکر شاہان یورپ کے روبرو پیش کرے۔
لیکن زار روس نے معاملات افغان مین دست اندازی کرنے سے
گریز کیا۔ لہذا امیر اپنے انتقال کرنے تک مزار شریف مین مقیم رہا وہ ۲۱
جنوری ۱۸۷۹ء کو راہی عدم ہوا امیر کے بھاگ نے کے قبل روسی قاصد
کابل سے بلخ چلا آیا تھا۔
یعقوب خان پسر امیر نے کابل مین کاروبار بادشاہت اپنے ہاتھ
مین کرلیا اسکو ترغیب دی گئی کہ مقام گندمک مین انگریزی لشکر کے
درمیان آوے۔ وہان ۲۶ مئے ۱۸۷۹ء کو لوئیس کیوگزی نے اس سے
عہدنامہ پر دستخط کروائے جن کے مطابق اسنے سرکار انگریز کے حوالہ
وہ کل قطعہ زمین کردیا جو درست و محفوظ سرحد قایم کرنے کے لئے مناسب
سمجھا گیا تھا۔ شرایط عہدنامہ حسب ذیل ہیں۔ حاکم افغانستان اور سرکار انگریز کے

درمیان صلح قائیم رہیگی۔
امیر کلیتہً اپنی اوس رعایا کو معاف کردیگا جسنے فوج سرکاری سے معاملت رکھی تھی۔
امیر کسی غیر سرکار سے بلا خواہش و صلاح سرکار انگریز کے کچھ تعلق نہ رکھے اور نہ کسی غیر سرکار سے بلا رضامندی سرکار مذکور کے کسی قسم کی جنگ کرے۔ اس شرط کی بنا پر سرکار انگریز امیر کو بیرونی حملہ سے محفوظ رکھنے کے لیئے حسب ضرورت جب وہ مناسب سمجھے گی زر نقد و ہتیار اور فوج سے مدد کریگی۔
اگر فوج سرکار انگریز بیرونی غنیم کے خلاف امیر کی مدد کے لئے۔ افغانستان مین داخل ہوگی تو اپنا کام کرنے کے بعد فوراً واپس چلے جاویگی۔
ایک انگریزی رزیڈنٹ کابل مین مقیم رہا کریگا اور سرکار انگریز کو اختیار حاصل ہوگا کہ سرحد افغان پر اپنے کارندون کو تصفیہ کے لئے متعین کرے۔
انگریزی افسرون کی حفاظت جبتک وے امیر کی عمل داری مین رہین اسکے ذمہ رہیگی۔
امیر کسی قسم کی مزاحمت انگریزی رعایا کے تجارت مین نہ کریگا جو بغرض سوداگری اسکے ملک مین آمد و رفت رکھتے ہین۔
امیر سوداگرون کے حفاظت کے لیئے خاطر خواہ انتظام کریگا اور معمولی افغانستان کی شاہ راہون مین مال کی بحفاظت آمد و رفت کے لیئے بخوبی بندوبست کریگا۔
ان سڑکون کے درستی اور مال کے محصول جمع کرنیکا بندوبست و قون

سرکارون کے مشورہ سے ہوگا۔
سرکار انگریزی زیر محافظت امیر تار برقی کابل اور کورم کے درمیان قائم کریگی۔
سرکار انگریزی بجز اضلاع کورم وپشین وسیبی کے کل مفتوحہ ملک معہ قندھار اور جلال آباد کے امیر کو واپس دیگی - یہ اضلاع سلطنت افغانستان سے جدا نہ سمجھے جائینگی بلکہ عارضی طور پر سرکار انگریزی کے قبضہ مین رہین گی اور ان کے کل محاصل مین سے اخراجات انتظام دیوانی منہا کرکے جو کچھہ باقی رہیگی وہ امیر کابل کے خزانہ عامرہ میں داخل کردیجائیگی۔
سرکار انگریز درہ خیبر اور مچنی اپنے قبضہ مین رکھی گی اور انکے گرد و نواح کے کل خود مختار کے معاملات و تعلقات بھی اسکے ہاتھہ مین رہینگے۔
سرکار انگریزی امیر کو اپنے اختیارات قائم رکھنے کے لیئے چھہ لاکھ روپیہ سال بطور امداد دوستانہ ادا کرتے رہیگی۔
اس عہدنامہ پر دستخط کرکے امیر کابل واپس آیا۔ اور یہ تجویز ہوئی کہ سر لوئس کونگنری ایک جماعت کے ہمراہ دار الخلافت میں داخل ہوگا۔
اس عہدنامہ کے شرط کے مطابق درہ خیبر جو کابل جانیکی راہ ہے انگریزون کے تحت میں ہوگیا۔ اس راہ سے جانے کے لیئے اب کسی قسم کی مزاحمت نہ رہی۔
کورم کابل سے صرف پانچ منزل پر ہے۔ یہ کابل جانے کی سب سے قریب راہ ہے۔ لیکن راہ موسم سرما مین ناقابل گذر ہوجاتی ہے عہدنامہ کے شرط کے مطابق وہ بطور چند روزہ انگریزون کی سپردگی مین کردیگئی لیکن چونکہ یہان کے باشندے افغان لوگون سے مذہب و قومیت

دونون میں اختلاف رکھتے ہین لہذا اغلب ہے کہ وے انگریزون کے
دوست بنے رہینگے۔
وادی پشین کی راہ بھی مثل شترکورم کے پھر انگریزون کے تحت مین
ہوگئی۔ انہون نے قندہار خالی کردیا۔ کوئٹہ اور درہ بولان خان قلات
کے قبضہ مین رہا۔
باشندگان وادی پشیں عموماً کاشت کار ہین وے انگریزی عملداری کو
پسند کرینگے۔ لیکن تاہم ملک مین اکثر وحشی اقوام آباد ہین۔ جو غالباً شروع
میں سرکار کو دق کرینگی۔ اولاً یہ تجویز ہوئی تھی کہ سرکار ہرات پر قبضہ
کرنے کے لیئے ایران کو مدد دی لیکن یہہ راے قابل پسند نہ سمجھی گئی
اور اغلب ہے کہ اب اس پر عمل درآمد نہ ہو۔
اس جنگ کے درمیان جو اب اختتام کو پہونچے غنیم نے بہت کم مخالفت
کی۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اسکو انگریزون سے کھلے میدان مین یا مضبوط
موقعون پر مقابلہ منظور نہ تھا۔ عموماً بار برداری میں فوج سرکاری کو بہت دقت
پیش آتی ہے۔ لیکن افسران کمسریٹ کی جانفشانی نہایت قابل شکر ہے
کہ ہمیشہ فوج کے لیئے کافی رسد مہیا رہے۔ گو شک نہین کہ جانورون سے
سخت محنت لینی و زیادہ بوجھ لادنے و کم خوراک دینے کے وجہ سے
انکا بہت زیادہ نقصان ہوا اور صرف بھی کثیر پڑا۔ تاہم اس قسم کی شکایتین
یہان نہ ہونے پائین جیسے جنگ کریمیا مین ہوی تھین اور جن کے بارے مین
پنچ اخبار نے بیان کیا تھا۔ کہ ایک آدمی کی باحتیاط محفوظ رکھی ہوئی خوراک
دوسرے آدمی کے لیئے زہر ہو جاتی ہے۔
عہدنامہ تحریر ہو جانے کے بعد اب افغانستان میں فوج کے رہنے کی

کوئی ضرورت نہ رہی - بجز اون مقامات کے جہان سے سرحد محفوظ رکھنے کیلئے ضرورت سمجھی گئی فوج کل جگہہ سے طلب کر لی گئی - اب فوج کے ہٹنے مین بہت نقصان ہوا کیونکہ کل پہاڑی درے خصوصاً خیبر موسم گرما مین مہلک آب وہوا سے پر ہو جاتا ہے -

۲۴ جولائی کو میجر کیوگنری معہ سپاہ اردلی جس مین جنکن صاحب متعلق سیول سروس پنجاب و ڈاکٹر کیلی اور لفٹننٹ ہملٹن متعلق فوج گائیڈ ۲۶ سوار اور پچاس پیادہ سپاہ شامل تھے کابل مین داخل ہوا -

کابل تک کے سفر مین اس عمدہ انتظام سے جو امیر نے سفیر سرکار کے خاطر داری کے لئے کیا سر پولس کیوگنری اور جنرل رابرٹس نے اپنی دلی خوشنودی ظاہر کی اول الذکر نے رپورٹ کی کہ ۲۴ جولائی کو کابل مین نہایت تزک و احتشام سے اسکا استقبال ہوا -

۳ آگسٹ کو کابل سے کیوگنری نے اطلاع کی کہ ہرات سے چھ افغان رجمٹ پیادگان آئے ہین -

۵ مئی میں جو ہرات سے خطوط موصول ہوئے ان مین تحریر تھا کہ کل شہر پریشانی کی حالت میں ہے - سوداگرون نے اپنے مال و زر کو بدعملی کے باعث پوشیدہ کر کے دکانیں بند کر دی ہین اور سڑک پر رہزنی ہوتی ہے -

۶ آگسٹ کو ہرات کی لوگون نے گستاخی و نافرمانی کی ۲۴ کو امیر اور سردارون کے ناچاقی کے بارے میں کیوگنری نے رپورٹ کی کہ ستمبر مین امن قایم رہا اس تاریخ کو تین پلٹنون نے بغاوت کر کے رزیڈنسی پر حملہ کیا خونریز جنگ ہونے کے بعد جس مین غنیم کے بہت لوگ مارے گئے -

رزیڈنسی میں دشمنون نے آگ لگاکر کیوگنری اور اوسکے کل ہمراہیون کو
ایک ایک کرکے قتل کرڈالا۔

یہہ معلوم ہوتاہے کہ ۲ ستمبر کو تین رجمینٹ بلاہتیار تنخواہ طلب کرنے کے لیئے
جمع ہوئی تھی۔ بقایاء تنخواہ کے بارے میں کچھہ تکرار ہوئی۔ وہ اسکا دعوی
کرتے تھے مگر امیر نے اسکو دینا منظور نہ کیا اس سے برافروختہ ہوکر انھون نے
امیر سفیر انگریز پر اپنا غضب ظاہر کیا اون چند اصلاحون نے اوس ناراضی کو
اور بھی زیادہ بڑھایا جنکے جاری کرنے کی تجویز ہوئی تھی گو ہنوز ان پر عملدرآمد
نہین ہوا تھا وہ اصلاحات سفیر انگریز کی صلاح سے تجویز ہوئے تھے۔

باغیون نے رزیڈنسی و مکان داؤد خان سپہ سالار افغان اور امیر اول
پتھر پھینکنے شروع کیئے۔ انگریزی سپاہ نے یہہ حال دیکھکر دروازہ بند کرلیا
اور حملہ سے محفوظ رہنے کی بندش کرنے لگے باغی دوڑکر اپنے ہتیار لے آئے
اور باقاعدہ رزیڈنسی پر حملہ کرنے لگے لوئیس کیوگنری گولی سے زخمی ہوا
اور بعد کو مکان کے گرنے سے دب کر مرگیا۔ آخر سب مکان میں آگ لگادی
گئی لفٹننٹ ہملٹن وجنکنس وڈاکٹر کیلی نے کئی مرتبہ خوب دلیری کی ساتھہ
دہاوے مارے دونون گورے و دیسی سپاہیون نے نہایت شجاعت کے
ساتھہ جنگ کی۔ یہان تک کہ یا تو قتل ہوئے۔ یا زخمی ہوکر گر پڑے۔ مگر پھر بھی
اوس باہمت گروہ نے دشمن کے چارسو آدمیون کو مارا۔ یہہ حملہ صبح کے آٹھہ بجے
سے شام تک ہورہا تھا۔ باغیون کو توقع تھی کہ رزیڈنسی مین بہت کچھہ غنیمت
ہاتھہ لگیگی۔ لیکن وہ مایوس ہوئے کیونکہ مکان مین آتش زدگی ہونے کے
باعث کل مال واسباب غارت ہوگیا تھا کسی قدر نقد روپیہ ملا مگر جب
امیر کو خبر لگی تو اسنے کل زر نقد چھین لیا۔

اس مین شک نہیں کہ گو اولاً اس حملہ کے بارے مین کوئی بندش نہین ہوئی - تاہم استعانت دئے دی گئی جماعت سفیر کے لیئے ہر دم خطرہ بنا ہوا تھا - مفسد ذرا تحریک پر حملہ کرنے پر آمادہ ہو جاتے تھے - امیر انکی حفاظت نہین کرسکتا تھا - اور خود امیر کے بارے مین اوسکو شبہہ تھا - کہ آیا وہ انگریزون کا صادق دوست ہے یا نہین - رزیڈنسی بالا حصار مین واقع تھی - وہان نہ تو عرصہ دراز تک سپاہ اپنی حفاظت کرسکتی تھی اور نہ وہان پانی کے لیئے خاطر خواہ بندوبست تھا -

یہہ قرین قیاس نہین کہ امیر نے اس حملہ کے لیئے تحریک کی ہو مگر یہہ ضرور ہے کہ اگر وہ حتی الوسع پوری کوشش کرتا تو اتنی جانین ناحق تلف ہونے سے محفوظ رہتین - اسنے اگر کچھہ کیا تو صرف یہہ کیا کہ داؤد شاہ خان کو باغیون کو سمجھانے کے لیئے روانہ کیا - اور یحییٰ خان اور چند سید اور ملاؤن کو قرآن دیکر بھیجا - مگر اس تدبیر کا کچھہ انجام نہ ہوا - باغیون نے داؤد شاہ خان کو پیٹا اور زخمی کیا -

سر لوئیس کیونگنری کو وقتاً فوقتاً خطرہ کی اطلاع دیگئی مگر اسنے اسپر کچھہ توجہ نہین کی - اسنے ہمیشہ جوانمردی سے یہی جواب دیا کہ کتّے جو بھونکا کرتی ہیں کاٹتے نہیں - اور اگر ہم چار آدمیون کو کوئی مار بھی ڈالیگا تو سرکار انگلشیہ کا کیا بگڑ لیگا - اسکی ملازمت مین ہمارے مثل بہت بے شمار افسر موجود ہین جنکو ہماری جگہہ بھیجدیگی -

میجر کیونگنری کی چھوٹی سے سر اور تیز آنکھون مین جنکو وہ ہمیشہ عینک سے ڈھکی رکھتا تھا ایک نہایت تیز عقل اور پختہ مزاجی و ہمت بھری ہوئی تھی اسکو اقوام سرحدی سے عمدہ واقفیت حاصل تھی جسکی وجہ سے وہ ایک قلیل

جماعت کے ہمراہ بلا اندیشہ و خوف جہان ضرورت ہوتی چلا جاتا تھا - میجر کیوگنری کی اکثر تعریف ہوتی رہی کہ اسنے نہایت لیاقت و خوبی کے ساتھ اپنا کام پورا کیا - افغانستان کے معاملات اسنے اکثر اوقات ایسی خوبی سے طے کئے کہ سرکار نے نہایت خوش ہوکر اسکی بڑی قدردانی کی اور لارڈ ڈفرن نے اسکی ذاتی دوستی رکھنے کا دم بھرا گذشتہ واقعات سے تجربہ حاصل کرنے پر براہ دوراندیشی یہہ مناسب تھا کہ قبل اسکے کہ اسقدر قیمتی جانون کو خطرہ میں ڈالا جاتا امیر کو اپنے نئے اختیارات بخوبی جمانے دیتے کیونکہ ازروی عہدنامہ کے سرکار کو اختیار حاصل ہوگیا تھا کہ جب چاہتی اپنے سفیر کو روانہ کردیتی - یہ یقینی تھا کہ میجر کیوگنری کے کابل مین قیام کرنے سے امیر کی قوت یا ہردلعزیزی کو ترقی ہوتی - اگرچہ خاص امیر کی مرضی سے افغانستان کے کسی دوسرے شہر مین رہنے کے بہ نسبت کابل مین قیام کرنے کے لئے تحریر کیا گیا لیکن لاکلام امیر کو یہہ پسند ہوتا کہ سفیر ذرا دیر کرکے ساتھ روانہ کیا جاتا کہ وہ عام افغانستان پر بے اس اظہار کے کہ وہ انگریزون کا آوردہ ہے انکی طاقت کو ظاہر کرکے اپنا رعب و داب قایم کرلیتا -

جس وقت کہ میجر کیوگنری اور اوسکے ساتھیون کے قتل کی خبر ہندوستان مین پہنچی فی الفور اسکا انتقام لینے کے لئے بمستعدی تیاریان کی گئین -

جنرل رابرٹس جو ابتک کمیشن فوج کے باعث ہندوستان میں موجود تھا فوراً کورم کی طرف روانہ ہوا -

جنرل سٹیوارٹ کو درہ شترگردن اور جنرل اسٹارٹ کو قندھار پر قبضہ کرنے کے لئے حکم ہوا بریگیڈیر جنرل میسی کے زیرکمان چھہ ہزار پانچ سو سپاہ کو خیبر کی راہ پر مقیم رہنے کے لئے حکم ہوا اسکو صرف یہہ حکم ہوا کہ پشاور سے

گنڈمک تک راہ محفوظ رکھے اور جماعت روانہ کرکے جگدلک پر قبضہ کرلے که کابل کی آمد و رفت قائم رہے۔
فوراً آگے بڑھنے کو اس لئے حکم نہین ہوا کہ جانور بار برداری کے لیئے کافی موجود نہ تھے۔ بدقسمتی سے وہ اُس قدر تیار نہین رکھے گئے جس قدر کی ضرورت تھی۔
یہہ ضروری معاملہ معلوم ہوا کہ انتظام بار برداری درستی کے ساتھ ہو۔ اِس مقصد کے لئے ایک عہدہ مقرر کیا گیا۔ لفٹننٹ جنرل سر مکائیل کینڈی آر۔ ای۔ کے۔ سی۔ اس۔ آئی۔ محکمۂ کمسریٹ کا کنٹرولر جنرل مقرر ہوا
۲۹ ستمبر کو جنرل رابرٹس سے جو حال مین پہنچا اور کورم کی فوج کو زیر کمان کیا امیر نے ملاقات کی۔ وہ صرف چند سپاہ اردلی لئے ہوئے مقام کشتی لشکر انگریزی مین وارد ہوا فی الفور افغانستان کی اقوام کو فوج انگریزی کی آمد کی اطلاع پہنچگئی اور امیر نے سرداردن کے نام خطوط روانہ کیے کہ فوج کے کوچ کرنے کے لیئے سب سامان طیار کرین۔
اس یورش دویم کا شروع کسی قدر اوّل یورش کے مثل تھا گو دونون کے مقاصد علیحدہ علیحدہ تھے اول چڑھائی سے غرض تھی۔ کہ سرکار ہندوستان مین اپنی مضبوطی کرے اور اپنی سرحد کے باہر ایک خطرناک سازش ہونے سے روکی اور اپنے ہمسایہ سے ایک ذلت کا انتقام لے اور اس پر رعب وداب قائم کرے۔ اب دوسری چڑھائی سے مقصد یہہ تھا که نهایت شرمناک و نامردانہ طور پر جو افسران سرکار کے قتل کئے گئے اونکا انتقام لیا جاوے اس غرض کے لیئے مناسب سمجھا گیا کہ عین موقع پر فوج روانہ ہو اول چڑھائی صرف حاکم ملک کے خلاف کیگئی تھی نہ باشندگان کے

خلاف اول مین صرف یہی مقصود تھا کہ ضرورت سے زیادہ فوج ملک مین نہ بڑھائی جاوے - اگرچہ حملہ کرنے کی کل ترکیب مثل اوّل چڑھائی کے کہی گئی تھی فوج انگریزی کو حکم بالکل مختلف دئے گئے تھے - چونکہ جنرل رابرٹس کابل کے سب سے زیادہ نزدیک تھا لہذا اسکو حکم ہوا کہ فی الفور وہان پہنچے اور زیادہ مضبوطی کرنے کے خیال سے جنرل ہگس کو حکم ہوا کہ قندہار سے قلات غلزئی مین لشکر قائم کرے - قندہار میں بھی مناسب فوج موجود رہی فوج خیبر جنرل برایٹ کے زیر کمان کردیگئی تاکہ جنرل رابرٹس کے ساتھ ملکر کارروائی کرے اور جب شُتر گردن کی طرف جاڑے کے باعث راہ قابل گذر نہ رہی تو اس طرف اوس کی فوج کی آمد و رفت کے لئے راہ محفوظ رکھی گئی ملک اب نہایت بدعملی کی حالت مین تھا - خود امیر کو نہایت پریشانی تھی لوگ سمجھے ہوے تھے کہ وے اب بھی انگریزی فوج کو اسی طور غارت کردینگے جیسا الفنسٹن کی فوج کو نیست و نابود کردیا تھا -

ہرات سے خبر پہنچی کہ وہان فساد برپا ہوا - لفٹننٹ کنلوج مقام تہل کے قریب راہ میں قتل کرڈالا گیا منگل اور غلزئی لوگون نے جنرل رابرٹس کی فوج پر حملہ کیا - لیکن وہ نہایت سخت نقصان جان کے ساتھ پراگندہ کردئے گئے - فوج کورم نہایت تیزی کے ساتھ بڑھی - اور ۲۶ اکتوبر کو اس جماعت نے چوچار سیاب سے دشمن کا بھید لینے کے لئے روانہ ہوئی رپورٹ کی کہ غنیم کابل اور اوس جگہہ کے درمیان لڑنے کیلئے تیار کھڑا ہے یہان سڑک اور دریا لوگر ایک تنگ پہاڑی راہ کے درمیان واقع ہے - اور دونون طرف پہاڑ سے گھری ہوئی ہے -

یہان فوج غنیم زیر کمان ہیک محمد خان برادر شیر علی خان انگریزی فوج کے

مقابلہ کے لئے طیار کھڑی تھی۔ دشمن کی تدبیر یہ تھی کہ جب افغانی سپاہ
اور باشندگان کابل جنرل رابرٹس کے مقابل پہاڑی پر مورچے
جمائیں اور اسکے دارالخلافت پر بڑہنے کو روکیں تب غلزئی لوگ اسکی فوج
کے بغل و پیچھے سے حملہ کریں اور جنرل میکفرسن کے ہمراہ سپاہ کو جو محافظت
کے لئے آتے ہیں غارت کر ڈالیں۔ جس مقام پر دشمن۔ مورچے جمائے
ہوئے تھے وہ نہایت مضبوط تھا۔ لہذا جنرل رابرٹس نے انکو اور زیادہ
پختگی کرنے سے روکنے کے لئے فی الفور حملہ کرنے کے لئے حکم دیا۔ ایک قلیل
جماعت زیر کمان میجر وایٹ دشمن کے خلاف روانہ گیگئی۔
اسنے بڑی پہاڑی سے انکو مار کر ہٹا دیا۔ اسی وقت جنرل رابرٹس نے
گھوم کر بغل کی طرف سے حملہ کیا اور فوراً سخت جنگ ہونے لگی۔ انگریزی
فوج کے حرکات ایسی نہایت جوان مردی و تیزی سے ہوئے کہ دشمن کے
قدم اوٹھ گئے اور سخت جنگ کرنے کے بعد دو نشان اور ۲۰ توپون کو چھوڑکر
نہایت پریشانی کے ساتھ میدان سے بھاگ گئے افغانون کو اس شکست پر
کامل تعجب ہوا خصوصاً انگریزی فوج کی ایسی تیز رفتاری پر۔ انکو توقع نہ تھی
کہ قبل گذرنے موسم سرما کے وہ کابل تک بڑہنے کی جرأت کرینگے انہین
وجوہ کے باعث یہہ فتح اس قدر جلد حاصل ہوگئی کیونکہ ہنوز افغان
حسب خواہ طور پر جمع نہین ہونے پائی تھی۔ اور خاص کر اسی سبب سے امیر
رابرٹس کو تاخیر کرنے کی صلاح دیتا رہا دشمن سے اسکی خط وکتابت برابر
جاری تھی ۷ اکتوبر کو جنرل رابرٹس کابل سے ۹ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن
ہوا۔ یہان خبر لگی کہ۔ دشمن بالاحصار کے پیچھے مقیم ہے فوراً تجویز ہوئی کہ
ان پر حملہ ہو اور انکے پناہ لینے کی راہ بند کر دیجائے۔ لیکن ۸ اکتوبر کی شب کو

فوج غنیم ۱۲ توپین اور چہاؤنی شیرپور مین ۷۸ توپیں چھوڑکر پراگندہ ہوگئی
رسالہ زیر کمان جنرل میسی اور جنرل ہگ گف تعاقب کرنے کو روانہ ہوا لیکن
وہ اسطور پر پراگندہ ہوگئے تھے کہ نہایت قلیل جماعتیں راہ مین ملین -

۱۲ اکٹوبر کو جنرل رابرٹس بالاحصار پہونچا اور ۱۳ کو بلا مخالفت کابل مین داخل
ہوا - امیر طبعیت کے ناساز ہونے کے حیلہ سے فوج کے ہمراہ شہر مین داخل
نہ ہوا -

بالاحصار مین ایک مقدار کثیر بارود اور بہت توپ وگولہ وبندوق اور خزانہ
ملا - لیکن رزیڈنسی کی جگہہ صرف چند جلی ہوئی دیوارین کہڑی ہوئی تھین -
میجر کیوگنری اور اسکے ساتھیون کی لاشین تلاش کیگئین لیکن شناخت نہ ہوسکی -

۱۳ اور ۲۰ اکٹوبر کے درمیان علی خیل اور شترگردن مین سرکاری فوج
پر نہایت سخت حملے ہوئے - ایک مرتبہ فوج شترگردن کے قریب شکست
کہانے کے ہوگئی لیکن جنرل گاف اسکی مدد کو فوراً پہنچ گیا - اور دشمن
پراگندہ کردئے گئے علی خیل پر بہی غنیم نے نہایت خونخواری سے یورش
کی - لیکن وہ ہٹا دئے گئے اور بریگیڈیر جنرل گارڈن نے تعاقب کرکے اسکو
بالکل پراگندہ کردیا اسطور سب کام یہان تک بخیریت انجام کو پہونچا -

فوج خیبر ۱ اکٹوبر کو جلال آباد پہنچی اور ۴ نومبر کو فوج کابل سے آکر ملگئی -
جنرل رابرٹس کو صرف رسد کم ہوجانے کا اندیشہ تھا انگریزی فوج کی تیزرفتاری
کی وجہ سے دشمن خاطر خواہ مقابلہ نہ کرسکے اور نہ جمع ہونے پائے -

امیر نے اپنی تکلیفات سے نہایت تنگ ہوکر اپنی مرضی سے تخت کابل کو
ترک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا - جنرل رابرٹس کو اس امر مین کامل شبہہ تھا
کہ آیا حملہ رزیڈنسی پر اسکی تحریک سے ہوا یا نہین اور یہہ دیکہکر کہ وہ اپنی

موجودہ افسردگی و رنج وملال کی حالت مین حکمرانی کا کام نہ کرسکیگا - لہذا انسنے اسکا
استعفای سندنشینی منظور کرلیا اور ایک عام اشتہار جاری کردیا کہ کل
احکام و سرداران ملک اپنے اپنے کاروبار منصبی مین مشغول ہون - تا وقتیکہ
سرکار انگریز کابل کی حکمرانی کا کوئی دوسرا انتظام نہ کرے وہ کاروبار سلطنت کا
انصرام خود کریگا - اور خزانہ کل اپنی سپردگی مین کرلیا ہے -

قبل اس اشتہار کے جنرل رابرٹس نے جنگی قانون کابل کے گرد دس
میل مین اجرا کرکے اشتہار جاری کردیا - کہ جو اشیا رزیڈنسی سے
لوٹ لی گئی ہین واپس کیجاوین اور جو شخص مجرمان قتل کا سراغ لگادیگا
اور نیز انکا پتا بتلاویگا جو ۳ ستمبر سے امیر کے ہمراہ سرکاری فوج سے لڑا اوسکو
سرکار سے انعام عطا ہوگا کیونکہ اسطور اپنے امیر کے خلاف لڑنے سے وے
باغیون مین شمار ہوئے -

یہہ بھی حکم ہوا کہ کوئی شخص ہتیار لیکر نہ چلے اور ایک حصہ کابل کا مسمار کردیا
جاے - اور ایک رقم کل شہر سے بطور جرمانہ جمع کیجاوے - یہہ اوس بدذاتانہ
و بزدلانہ حملہ رزیڈنسی کی سزا ہے -

ایک قلیل فوج بالاحصار مین اور باقی سب شہر سے باہر مقیم ہوگئی -

بالاحصار کی فوج مین قریب بیس سپاہی کے معہ کپتان شفتو کے ۱۶ اکٹوبر کو
بارود مین اگ لگجانے سے جل کر مرگئے - اس مین ہنوز شک ہے کہ آیا بارود مین
دیدہ و دانستہ اگ لگادی یا اتفاقیہ لگ گئی -

لیکن اغلب یہی ہے کہ یہہ حادثہ اتفاقیہ ہی ہوا کیونکہ بارود چہار طرف
بکھری ہوئی پڑی تھی -

دو کمیشن بیٹھین ایک مجرمان قتل کے لئے اور دوسری تفصیل و اسباب قتل کے

دریافت کے لئے۔ انکے تحقیقات سے سپہ سالار سیف الدین اور کوتوال اور چند دیگر کے ذمہ جرم ثابت ہوا اور پھانسی دیگئی۔ مختلف مقامات مین جنگ خفیف ہوئین ان مین سے ایک مین جو قلات غلزی کے قریب ہوئی صاحب جان ایک مشہور رہزن کو شکست دیگئی اور وہ قتل ہوا اکثر گرد اُن چوکیون اکثر حملے ہوے مگر علی العموم ان سب مین دشمن مار کر ہٹا دئے گئے۔

۲۹ اکتوبر کو جب سردی کے باعث راہ بند ہوگئی تو وہان سے فوج ہٹالیگئی اور عرصہ قلیل کے بعد آمد و رفت جاری کیگئی۔ اور براہ لتا بند جلال آباد اور پشاور کے درمیان راہ جاری ہوئی اب جنرل رابرٹس نے اشتہار کے اوس حصہ کو جسمین ان باغیون کے گرفتاری کے لئے انعام عطا ہونے کا وعدہ تھا جو ۴ ستمبر سے فوج سرکاری سے لڑے تھے منسوخ کرکے اشتہار دیا کہ وے کل باغی معاف کردیجاوینگے۔ جو اپنے ہتیار رکھکر اپنے اپنے گھر چلے جاوینگے اسکا انجام یہ ہوا کہ قریب سات ہزار کے بندوقین اور توپین سرکار مین داخل ہوئین اور ۱۵ نومبر تک ۸۷ مجرمان کو پناہ دیگئی غزنین اور ہرات مین نہایت بدعملی جاری تھی۔ ایوب خان غزنین مین اور مسک عالم ہرات مین انگریزون کے برخلاف لوگون کو جنگ کرنے کے لئے تحریک کررہا تھا۔ مُلّا کے وعظ و شہرت دینے کا انجام یہ ہوا کہ عرصہ قلیل مین ایک بہت بڑا شمار دشمنون کا ہوگیا جس پر خود جنرل رابرٹس اور لشکر کے کل دیسی سردار ان کو کمال حیرت ہوئی کسی کو توقع نہ تھی کہ اس قدر شمار کثیر ہوجاویگا۔

مخالفت کے آثار نمایان ہونے پر جنرل بیکر کو حکم ہوا کہ میدان کی جانب کوچ کرے۔ اس ضلع کے ایک سردار کو جب حکم ہوا کہ حاضر ہوا ور جب وہ موجود نہ ہوا اور ۲۶ نومبر کو اس قلیل گروہ پر جو اُسکو ہمراہ لانے کے لئے

گیا تھا گولیان سرہوین تو دوسرے روز کافی فوج وہان روانہ کیگئی کہ قلعہ
پر قبضہ کرے لیکن اسکے پہنچنے کے قبل سب بھاگ گئے تھے لہذا سرکاری فوج
سے اس جگہہ کو آتش زدگی سے غارت کرڈالا۔ یہی جنگ کا آغاز ہوا۔ اب
چہار طرف سے خبرین آنی شروع ہوئیں۔ کہ جنرل رابرٹس کے گرد کل ملک
مین آتش فساد برپا ہے اور انگریزون کے دوست اور جماعتون پر جابجا
حملے ہوتے ہین۔ جبکہ یہ روشن ہوا کہ دشمن بڑے شمار مین ہوکر انگریزون سے
جنگ کرینگے۔ اور گئے ملک کے مختلف حصّون سے مختلف جماعتین نشان
دین کے نیچے جاکر جمع ہوتی جاتی ہین یہ تجویز ہوئی کہ انکو باہم ملنے سے روکا جاوے
اس غرض سے جنرل بیکر چاردہ کے راہ سے غزنین کے دشمنون کے پیچھے
اور جنرل مکفرسن دریائے ارگندہ کی راہ سے سامنے کی طرف سے
مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ تاکہ جب شکست کھا کر دے بھاگین تو
جنرل بیکر کی فوج انکو غارت کرے اور وہ کوہستانی لوگون سے
ملنے نہ پاوین ۔

۱۰ تاریخ کو جنرل مکفرسن نے فوج غزنین پر حملہ نہین کیا جیسا کہ اول ارادہ
کیا گیا تھا بلکہ فوج کوہستان پر کیا۔ اسکو شکست دیکر وہ غزنین کے طرف چلا
جہان جنرل مسی کو اسکے ساتھ ملجانے کے لئے حکم ہوا۔ جنرل مسی رسالہ
و توپ خانہ کو ساتھ لئے ہوئے وادی کے درمیان ہوکر چلا لیکن بلا احتیاط
وجانچ کئے ہوئے چلنے سے وہ ایک نہایت مشکل گذر قطعہ زمین پر پڑگیا جہان
بہت جہیرے و ندیان روان تھین اور دس ہزار دشمن مقابل مین جمع تھے
اسکے رسالہ نے ایک دہاوہ کیا مگر دشمن سے پیش نہ گئی آخر کو وہ بہت نقصان
برداشت کرنے کے بعد میدان مین چار توپین ترک کرکے پیچھے ہٹ آیا۔ لیکن

لیکن وہ توپین قلیل عرصہ کے بعد جنرل رابرٹس اور کرنل گرگیر نے پھر چھین لیں۔

غنیم نے چاہا کہ شیرپور مین لشکر کے درمیان گھس جائے لیکن ۹۲ ہر ہالنڈری کے دو کمپنی نے انکو آگے بڑھنے سے روک دیا۔

۱۲ دسمبر کو دشمن کو پہاڑی پر سے ہٹانے کے لئے حملہ کیا اگرچہ ایک طرف کامیابی ہوئے لیکن دوسرے طرف شکست ہوئے کیونکہ افغانون کا شمار بہت زیادہ تھا اور وے لایق سردارون کے زیر کمان ہوکر جوان مردی سے لڑتے تھے یہ حال دیکھکر جنرل رابرٹس شیرپور مین واپس آگیا۔ دشمن نے کابل پر قبضہ کرلیا۔ جہان کل خزانہ اور سامان حرب انکے ہاتھ لگ گیا۔ اولاً اسکو لینے یا غارت کرڈالنے کی کچھ فکر نہ کی گئی تھی لشکر شیرپور مین ایک مضبوط قلعہ بندی کئے ہوئے مقام پر جمایا ہوا تھا۔ اسکو شیر علیخان نے تعمیر کرایا تھا وہ ۲۵۰۰ گز طول اور ۱۰۰۰ عرض قایم الزاویہ متوازی الاضلاع کے صورت مین بنا ہوا تھا اسکی جانب جنوب جو کابل کے طرف تھی ایک سلسلہ بارک کا بنا ہوا تھا اور راونکے اوپر منڈیر پر مورچے لگے ہوے تھے اور باہر کے طرف ایک ۱۶ فٹ بلند مٹی کی دیوار اور خالی خشک خندق تھی۔ دیوار پر جا بجا برج بنے ہوئے تھے۔

اس متوازی الاضلاع کے جانب شمال بھمیرے پہاڑی واقع تھی یہ میدان کابل کے درمیان ایک تنہا پہاڑی ہے شیر علی کا قصد تھا کہ اس پہاڑی کے گرد کل دیوار تعمیر ہو جاوے مگر وہ اسکو پورا نکرسکا بھمیری پہاڑی کے وسط مین ایک تنگ راہ ہے جو لشکر شیرپور کی ایک راہ ہے اسکی حفاظت کے لیئے ایک قطار عمارت بنی ہوی تھی اور دوسرے جانب مین بھی اسی طور

حفاظت کی ہوئی تھی - لیکن قلعہ بندی کمزور تھی - جنرل رابرٹس نے
لشکر پہنچکر مرمت مکان کرانا شروع کیا لیکن ۲۳ ڈسمبر کو دشمن نے
زیر کمان محمد خان حملہ شروع کیا - اسنے عام پر روشن کیا کہ وہ معزول شدہ
امیر کے وارث موسیٰ جان کی طرف سے جنگ کرتا ہے -
اوس تاریخ کو علی الصباح چھہ بجے اشارے کے لئے آگ روشن
کر دیگئی - اور عرصہ قلیل کے بعد لشکر جنوبی و مغربی گوشہ کی طرف مغالطہ
دیکر دشمن نے حملہ کیا - لیکن اسکا کچھہ انجام نہوا - پھر شمالی و مشرقی گوشہ
کی طرف بھیمرو موضع کے قریب سے حملہ کیا -
کچھہ عرصہ تک نہایت شجاعت و پختگی کے ساتھہ غنیم نے جنگ کی نہایت
زور و شور سے گولے چلے - انگریزون کی طرف سے ذرا احتیاط کے
ساتھہ چلا دیجاتی تھین - کیونکہ اندیشہ تھا کہ مبادا سامان حرب کم ہوجاوے
لیکن جب دشمن نے دیکھا کہ انکے حملے سے فوج انگریزی پر ذرا بھی اثر
نہین پہنچا وہ جنگ سے پھر گئے -
پھہ مناسب موقع سمجھکر جنرل رابرٹس رسالہ کی پلٹنون کو لیکر باہر نکلا اور
غنیم پر حملہ کیا اور بھگا دیا بے شمار افغان بھاگتے ہوئے انگریزون کے
تلوار کے شکار ہوئے - یہہ ایک جنگ عظیم تھی - جو اس مرتبہ دشمن نے
کی جنرل رابرٹس نے پھر کابل پر قبضہ کر لیا -
افغانون نے اپنے قبضہ کے عرصہ قلیل مین کابل مین نہایت ظلم وستم
کیا - اور بالاحصار کو لوٹا یہہ انگریزی فوج کے لیئے نہایت نازک موقع تھا -
ایک مرتبہ اندازکیا گیا کہ تیس ہزار آدمی انگریزی فوج سے لڑنے کے لئے ایک جا
جمع ہین اور مارنے اور مرنے کے لیئے قصد مصمم رکھتے ہین - یہہ دیکھکر جنرل رابرٹس نے

مجبوراً گل چو کیون کے سپاہ کو جو آمد و رفت محفوظ رکھنے کے لئے جابجا مقیم و متعین تھے اپنے پاس طلب کر لیا اور جنرل گاف کو بھی اپنی مدد کے لئے بلُایا۔ سرکار ہند نے کیپ سے ایک پلٹن طلب کی اور ان رجمنٹون کے روانگی ملتوی رکھی جو انگلنڈ جانے کے لئے جہاز پر چڑہنے کو تیار تھین۔

جس زمانہ مین جنرل رابرٹس کابل پر دخل قایم کرنے کے لئے سخت جنگ کر رہا تھا ملک قندہار اور جلال آباد کے گرد و نواح مین امن تھا وہان لوگون کو کابل مین دشمن کے اجتماع کی خبرین سُنکر کچھ فکر و اندیشہ نہین ہوتا تھا۔ جتنا انگریزون کے ملک کو چھوڑکر چلے جانے کی خبر سے ہوتا تھا۔ جنرل رابرٹس کے اوپر بھی صرف دشمن نے حملہ کرکے قناعت نہ کی ۲۲ دسمبر کو جگدلک کوتل پر اور ۲۴ کو جنرل نورمن پر اور ۲۶ کو گنڈمک پر غنیم نے یورش کی۔ اخیر موقع پر عصمت اللہ خان وادی لگمن کے دو ہزار غلزی لوگون کو لیکر انگریزی فوج پر چڑھ آیا لیکن مار کر ہٹا دیا گیا دشمن کے بہت آدمی کہیت رہے اس عرصہ مین سر یعقوب خان و یحیٰ خان و کریا خان وزیر ہندوستان قید کرکے روانہ کر دئیے گئے۔ اور ان پر روشن کر دیا گیا کہ تحقیقات قتل سے جیسا کچھ نتیجہ ہوگا انکے بارے مین کارروائی کیجاویگی یہ خیال کیا گیا کہ ان کے ملک سے باہر کر دئے جانے پر سرکار انگریزی کو افغانستان مین تقویت و مضبوطی پہنچیگی کیونکہ وے ہنوز اپنی عالی مرتبہ قوی الشبہہ ہونے کی وجہہ سے نہایت خطرناک دشمن ہو سکتے تھے۔

مارچ ۱۸۸۰ء مین جب جنرل رابرٹس کو بامن کابل پر قبضہ رکھے ہوئے عرصہ ہو گیا تو یہ مناسب خیال کیا گیا کہ آیندہ ملک مین شور و فساد روکنے کے لئے غزنین مین جو ایک گروہ سرکش لوگون کا جمع ہے پراگندہ کر دیا جاوے

اس کام کے لئے جنرل اسٹورٹ کو حکم ہوا کہ قندھار سے غزنین کو کوچ کرے ۲۶ مارچ کو اول برگیڈ قندھار سے روانہ ہوا - اور باقی پلٹن بھی پیچھے روانہ ہوئی - ۶ اپریل کو لشکر سرکاری قلات غلزی پہنچا اور ایک جماعت جو ایام سرما مین یہان متعین تھی ہمراہ کرلیگئی - دوسو چالیس میل کے فاصلہ تک فوج بلا مخالفت کوچ کرتی چلی گئی - لیکن جب ۱۶ اپریل کو صبح پانچ بجے کوچ شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ تھوڑے فاصلہ پر دشمن مقابلہ کرنے کے لئے جمع ہین اخیر شام کو خبر پہنچگئی تھی کہ دشمن کے جماعتین جابجا نظر پڑتی تھین - جنرل اسٹورٹ نے فوراً حملہ کرنے کا ارادہ کردیا ۹ بجے دشمن دو میل طول جگہہ پر صف باندہے اور دائین طرف سوارون کو لئے ہوئے نمایان ہوا -

جنرل اسٹورٹ اپنی مراسلہ مین ارقام کرتا ہے " توپون سے گولے چھوٹنے پائی ہی نہ تھے کہ آناً فاناً بے شمار سوار دکنی غول نشان ہاتھ مین لئے ہوئے ہمارے مال و اسباب پر حملہ کرنے کے لئے جاتے نظر پڑے انہین سے اکثر اوقات افغانی پیادہ تلوار ہاتھ مین لئے ہوئے دائین و بائین پھیل رہے تھے - فوج انگریزی کے سوار دائین طرف ہوگئے اور انکی مدد پر ۱۹ بنگال لانسر کی ایک جماعت تعینات کردیگئی - پلٹن لانسر دہاوہ نہین کرنے پائی تھی کہ وہ نالون مین ہوکر دشمن نے حملہ کردیا جس سے ہماری پلٹن دائین اور پیچھے کی طرف ہوگئی اور گورکھہ رجمنٹ پیادگان بائین طرف ہوگئی دشمن کے اس وزادہ یر کی کامیابی ہونیسے ہماری حالت نازک ہوگئی کیونکہ ہمارے سوارون کا غول جمع نہ ہوسکا جبتک وہ پیادگان کی قطار دائین طرف نہ پہنچے گی جو اس وقت دشمن سے تنگ آکر بھاگنے پر تھی -

پر عقب سے شمشیر بند افغانون کا ہلا ایسے زور و شور سے ہوا کہ ضرور ہوا کہ کل فوج ردیف توپ خانہ پر مقرر کردیجاوین - دو کمپنی سا ایپر کہ نصف پلٹن ۱۹ پنجاب نیٹو انفنٹری اور دو کمپنی جو لفٹننٹ جنرل کے اردلی مین تھین توپون کے حفاظت کے لئے بائین طرف کردیگئین دشمن تاہم توپون سے چند گز فاصلہ پر ہٹکر کے پہنچ گئے چونکہ گولی کم ہو گئی تہی لہذا دونون توپخانے دو سو گز کے فاصلہ پر پیچھے ہٹائے گئے اخیر تک جس شجاعت سے سیاہ توپخانہ اپنے مقام پر کام کرتے رہے اور جس ترتیب و طریق سے وہ پیچھے ہٹے وہ افسر اور سپاہ دونون کے لئے نہایت قابل تعریف ہے -

اس وقت پلٹن پیادگان جو دائین طرف مقیم تہی پیچھے کی طرف ہٹادی گئی اور دوسرے مناسب جگہہ پر کہڑی کردیگئی - اے جی - چہارم رایل ارٹلری کی دو توپین بیچ مین کرلیگئین پہر کل توپخانہ وہان سے ہٹا لیا گیا -

۴۰ پونڈر اور ۶ - ۱۱ - رایل ارٹلری کے خوب درست نشانی کے ساتھ گولہ سر ہونے سے دشمن کے سوار ہمارے دایین طرف حملہ کرنے سے باز رہے -

ایک گہنٹہ تک جنگ نہایت سرگرمی سے ہوتی رہی -

اس اثنا مین بریگیڈیر جنرل بارٹر کی فوج نے وسطہ کی مدد کی -

دس بجے دشمن کو شکست فاحش ہو گئی اور وہ چہار طرف جان بچا کر بہاگے اونکے آدمی دو تین ہزار کے درمیان مارے گئے - انگریزی فوج مین سترہ کہیت رہی اور ۱۲۴ زخمی ہوئے فوج غنیم کا اندازہ سرسری طور پر تیرہ ہزار کیا جاتا ہے - اور انگریزی مین دو ہزار چہ سو پچاس سپاہ اور بارہ توپین تہین - دشمن کے آدمی اور بہت مارے جاسکتے اگر رسالہ کو زیادہ دور تک تعاقب کرنے کی اجازت دیجاتی - لیکن جنرل نے اسکو مال و اسباب کے

حفاظت کے لئے رکہنا مناسب سمجھا۔
دوسرے روز سرکاری فوج بلامخالفت غزنین داخل ہوئی اس جنگ مین افغانونکی قوت کی بخوبی جانچ ہوگئی کیونکہ انگریزی فوج کی ثابت قدم اور توپ خانہ کی درست ہونے پر بہی دشمن قطار فوج مین گہس آیا۔ دائین طرف افغان سوار یکایک ۱۹ انبگال لانسر پر چڑہ آئے اور انکو پیچھے ہٹادیا۔ اور پیادہ پلٹن کے درمیان گہس آئے جوانگریز مربع صورت بنائی ہوئے صف باندھے کہڑے تھے۔
نمازی لوگ کچھہ سوار اور کچھہ پیادہ دائین طرف سے انگریزی فوج مین گہس آئے لیکن مارکر ہٹا دیگئے۔
جبکہ فوج انگریزی غزنین پہنچی تو انکو یہان آکر معلوم ہوا کہ شہرپناہ اسقدر مستحکم نہ تھی جیسا کہ وہ سمجھے ہوئے تھے شہر کے گرد و نواح چند ایسے مقامات تھے جہان سے توپین بخوبی لگائی جاسکتے ہین۔
غزنین پہنچنے کے بعد چند روز جنرل اسٹورٹ کو خبر پہنچی کہ قریب مین افغان جمع ہین ۔۱۹ اپریل کی شکست نے انکو بالکل پراگندہ نکیا۔ پس ۲۳ اپریل کو علی الصباح ایک جماعت اس قصد سے روانہ ہوی کہ یکایک پہنچکر دشمن کو شکست دی۔
انکا وہان پہنچنا تو دشمن کے لئے غیر مترقبہ ہوا لیکن وے ایک موضع مین نہایت پختگی کے ساتھہ مقیم رہے۔ وہان ممکن نہ تھا کہ یہہ قلیل جماعت کامیابی کے ساتھہ دشمن پر حملہ کرسکتے تا وقتیکہ انکی مدد کے لئے اور سپاہ نہ آئی تاہم دہاوا کیا گیا۔ دشمن چہار طرف جان بچاکر بھاگنے لگے جن مین سے اکثر کو سوارون نے بہاگتے ہوئے قتل کیا۔ دو روز بعد جنرل اسٹورٹ

لشکر کو لیکر غزنین سے کابل روانہ ہوا۔
جبکہ سرکار انگریز اس تشویش مین تھی کہ کابل کی مسند پر کسکو بٹہائے عبد الرحمن خان نمایان ہوا۔ اول ذکر ہو چکا ہے کہ وہ افضل خان کا بیٹا اور امیر شیر علی خان کا بھتیجا تھا۔ وہ امیر کے خلاف بغاوت مین اپنے والد اور چچا کے شریک تھا۔ لیکن جبکہ ۱۸۶۹ء مین خانہ جنگی رفع دفع ہوئی تو عبد الرحمن خان سرحد ملک سے نکلکر باہر چلا گیا اور یقین کیا جاتا ہے کہ سرکار روس نے اسکی گذر اوقات کے لیے کچھہ وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔
یہہ شہزادہ اور چند ہمراہیون کو لیکر اب پھر ملک مین داخل ہوا۔
چونکہ شیر علی خان کے عہد حکومت مین اسنے حکمرانی کی کچھہ لیاقت اور بہادری ظاہر کی تھی۔ لہذا سرکار انگریز کی طرف سے عبد الرحمن خان کے ساتھہ معاملات شروع ہو گئے۔ اگرچہ خان مذکور سے مسند نشینی کیلیے کہا گیا۔ تاہم اسکو منظور کرنے مین پس و پیش رہا۔ ایک عرصہ تک اسمین بہت کچھہ شبہہ رہا کہ انگریزون کے خلاف وہ جنگ کرنے کے لیے کوئی تدبیر و حکمت عملی تو نہین کرتا۔ اسنے اکثر سرداران ملک کے نام خطوط جاری کیے جسمین انگریزون کے خلاف جوانمردی کا اظہار تھا لیکن یہہ صرف اسکی حکمت عملی تھی کیونکہ عرصہ قلیل کے بعد اسنے مسند کابل پر بیٹھنا قبول کیا۔ لہذا رسوم مسند نشینی ادا کیے گئے اور فوج سرکار نے تھوڑے عرصہ مین ملک خالی کر دینے کا وعدہ کیا۔
جب کابل اور اوسکے گرد و نواح مین یہہ واقعات گذر رہے تھے اوسوقت ایوب خان برادر یعقوب خان کا ہرات مین موجود تھا شیر علی کے عہد مین یعقوب خان اور ایوب خان اپنے والد کی حکومت سے

آزاد ہو کر ہرات پر حکومت کرتے تھے لیکن جب یعقوب خان کو دم
مین لاکر کابل مین طلب کر کے شیر علی نے قید کر لیا تو یعقوب خان ایران
بھاگ گیا جہان وہ فوج سرکار انگریزی کے کابل مین پہونچنے پر شیر علی
کے بھاگنے تک مقیم رہا۔
ایوب خان ہرات واپس آیا اور ملازم شیر علی سے وہان کا قبضہ
حاصل کر کے خود مالک بن بیٹھا۔ اس نے اوس عہدنامہ کو پسند نکیا
جو مقام گنڈمک مین سرکار اور یعقوب خان کے درمیان تحریر ہوا
وہ بالذات علیحدہ بنا رہا اور اپنے اختیارات کو مضبوط کرتا رہا اسوقت
ہرات پر نہایت بدعملی تھی۔
جب ایوب خان نے سنا کہ اسکا برادر مسند کابل سے برطرف کر دیا گیا
اسنے ظاہرا والی قندہار پر جو انگریزون سے رفاقت رکھتا تھا یورش
کرنے کے لیے فوج جمع کرنی شروع کی۔ وہ ۱۸ جون کو ہرات سے
روانہ ہوا۔ اسمین شک ہے کہ آیا اسکا انگریزون پر حملہ کرنے کا قصد
تھا یا نہین لیکن اسکی کل کاروائی صرف اپنی مضبوطی کرنیکی غرض سے
تھی۔ اسکی خواہش یہہ تھی کہ کل زمین کی مالگذاری وصول کرلے جہان جہان
ہو کر وہ گذرا۔
جسقدر وہ آگے بڑھتا گیا اوسکی فوج بھی زیادہ ہوتی گئی دریاے ہلمند
پہنچنے تک اسکے پاس بہت زبردست فوج اور توپین ہوگئین اسوقت
جنرل پرمروز چار ہزار فوج لیے ہوے قندہار مین مقیم تھا۔ اسقدر
سپاہ اس شہر اور گرد و نواح کی حفاظت کے لیے کافی سمجھی گئی تھی۔
شیر علیخان والی تسلیم ہوچکا تھا اور اسکے ماتحت ایک فوج افغان تھی

لارڈ رپن نے جو لارڈ لٹن کے بعد ہندوستان کا نائب السلطنت مقرر
ہوا۔ وزیر ہند کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ ایوب خان کے حملہ آور ہونیکی
خبر آئی ہے ہماری تجویز ہے کہ جنرل پرمروز کو ہدایت کر دیجاوے
کہ دریاے ہلمند عبور کر سکے والی خود اپنی حفاظت کرنے کے لیے
اس سے جنگ کرے۔ لیکن اگر ایوب خان فرہ تک آ جائیگا تو مناسب
فوج گرشک کو روانہ کی جائیگی تاکہ دشمن کو دریا عبور کرنے سے باز رکھے
لہذا فیر صاحب کی فوج بجپت مین سے مدد کے لیے چند سپاہ کو روانہ
کرنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تا وقتیکہ بالکل ہی ضروری نہ سمجھا جائیگا
فوج کو روانہ ہونے کے لیے حکم نہ دیا جاویگا۔ یہہ پیغام تار برقی
نائب السلطنت نے ۲۷ جون ۱۸۸۰ء کو وزیر ہند کو روانہ کیا۔
جب ہندوستان مین یہہ خبر پہونچی کہ ایوب خان کے آگے کی
فوج فرہ پہنچگئی تو نائب السلطنت نے وزیر ہند کی خدمت مین تار دیا
کہ پرمروز صاحب اور فیر صاحب کو فوج بڑہانے کے لیے ہدایت کر دیگئی
ہے اس سے عیان ہے کہ سرکار ہند اور سرکار انگلنڈ دشمن کی قوت
کا بخوبی اندازہ نہ کر سکی اور یہہ یقین کیے رہی کہ جدید والی قندہار ہی سے
مقابلہ کرنے کے لایق ہے۔ یہہ غلطی قابل افسوس ہے۔ سرکار ہند
یہہ بھی بخوبی جانتی تھی کہ جب فوج قندہار سے ہلمند کو روانہ ہوگی تو
ضرور ہوگا کہ قندہار کو دوسری فوج مدد کے لیے روانہ کیجاوے
تاہم اس امر کا لحاظ ذرا نہ کیا گیا کہ جنرل فیر صاحب کا سامان باربرداری
ایسا درست نہین ہے کہ حکم کے پہونچتے ہی اسکا لشکر فی الفور کوچ کرنیکو
طیار ہو جاوے۔ اسپر بھی لارڈ رپن نے یہہ اطلاع دی کہ کوئی فوج روانہ

نہ کیجاوے گی تاوقتیکہ کامل ضرورت نہ ہو۔ یہہ صاف آشکارا ہے کہ یہہ ایک سخت غلطی تھی کیونکہ جنرل فیر فی الفور فوج کو نہ بڑہا سکتا تھا۔ پس جب ضرورت پیش آئی وہ جنرل رابرٹس کے ماہ سیٹمبر مین پہونچنے کے دو ماہ بعد پہونچا۔ اسطرحکی تہوڑی سی کفایت کے خیال سے بہت زیادہ صرف کرنا اور نقصان اوٹھانا پڑا

۱۱ جولائی کو بروز تین ہزار سپاہ ہمراہ لیکر قندہار سے ہلمند روانہ ہوا یہان بدبختی سے حکم ایسا صادر ہوا کہ جسکی وجہ سے سرکاری فوج دریا عبور کرنے سے باز رہی۔ جدید والی قندہار اپنی فوج لیے ہوے دریاے ہلمند کے پار مقیم تھا جب ایوب خان قریب پہونچا تو والی قندہار نے جنرل بروز کو اطلاع دی کہ میری سپاہ مین چند آثار بیوفائی اور برگشتگی کے نمایان ہین اور خود بھی جنرل کے پاس چلا آیا اور درخوست کی کہ آپ دریا پار جاکر باغیون سے ہتھیار رکھوا لیجیے۔

چونکہ جنرل بروز کو دریا پار جانے کا حکم نہ تھا لہذا اس نے وہان جانے سے انکار کیا۔ آخر کو یہہ تصفیہ ہوا کہ والی قندہار اپنی فوج کو جنرل کی فوج کے قریب لے آوے تاکہ اگر ضرورت ہو تو باغی افغانون کے ہتھیار لے لیے جائین۔

دوسرے روز ۱۴ جولائی کو جب والی نے اپنی فوجکو ہٹ چلنے کا حکم دیا تو کابلیون کی پلٹنین علانیہ باغی ہوگئین توپ اور مال و اسباب کو چھین لیا اور والی اور اوسکے رسالہ کو دریا پار بھگا دیا۔

کابلی باغی پلٹنین اسطور پر کامیابی حاصل کرکے لشکر سے چلی گئین کسقدر عرصہ کرکے جنرل بروز چند سپاہ لیکر دریا عبور کرکے انکے

تعاقب کو روانہ ہوا اور انپر حملہ کرکے لوٹین اور اسباب چھین لیا اور چند
لوگون کو قتل کیا اور آخر کو سب کو پراگندہ کر دیا۔ اسمین کلام نہین کہ
انمین سے بہت ایوب خان کی فوج مین آکر مل گئے۔ یہہ دیکھکر کہ کل رسد
جو والی نے فوج سرکاری کے لیے جمع کی تھی لوٹ لی گئی اور اوسوقت
دریا کے اوتر جانے سے سب جگہہ پایاب پانی ہوگیا ہے۔ جنرل دریا کے
ہلمند کے کنارے سے اپنے لشکر کو ہٹا لایا۔ جنرل واقف تھا کہ خشک
نخود دریا سے ۳۰ میل ہنگر قندہار کی سڑک پر ایک نہایت مضبوط
مقام ہے لہذا اسنے وہان قیام کرنے مین مصلحت سمجھی۔ وہان رسد
بکثرت میسر اسکتی تھی راہ نہایت تنگ ہے سڑک کی ایک طرف پہاڑ
ہین اور دوسری طرف ریگستان وہان بلامعلوم کا گذر جانا غیر
ممکن تھا۔

کئی مرتبہ تجویز ہوئی کہ خشک نخود مین ایک قلعہ تعمیر ہونے سے نہایت
پختگی ہوجاویگی۔ اس مین ذرا کلام نہین کہ اگر جنرل بروز اس مضبوط
مقام پر خیمہ زن رہتا اور مناسب قلعہ بندی کر لیتا تو ایوب خان کو
ہرگز آگے نہ بڑھنے دیتا لیکن اس نے دو مرتبہ اپنے لشکر کو ہٹا لیا۔

دوسری مرتبہ اس غرض سے کہ ایک احاطہ تعمیر کرکے بیمار سپاہ اور
سامان رسد کی دشمن کی ذات سے حملہ کرنے کی حفاظت کرے
اس طور کچھہ عرصہ تک وہ تکلیف مین رہا کیونکہ وہ احاطہ کل فوج کے بسنے کے
لیے کافی وسیع نہ تھا آخر ۲۷ جولائی کو جب خبر پہونچی کہ ایوب خان
قریب پہونچگیا تو وہ اوسکے مقابلہ کو روانہ ہوا

جنرل بروز کے ساتھہ حسب ذیل کل دو ہزار سات سو سپاہ تھی جو بمبئی کا

رسالہ و ۳ سندہ کا رسالہ و ۶۶ رجمنٹ کی چھ کمپنی اول بمبئی گرنڈیر و ۳۰ بمبئی نیٹو انفنتری و توپ خانہ (ای) اور برگیڈ آر۔ ایچ۔ ای اور چند دیسی سورنگ لگانیوالی فوج۔ دشمن کا شمار اٹھارہ اور پچیس ہزار کے درمیان اندازہ کیا جاتا ہے اور تیس توپین اسکے ہمراہ تھین جنرل بروز کی فوج مین کل بارہ توپین تھین جس مین چھ سرکاری اور چھ کابلی تھین جنکو والی قندہار نے باغیون سے چھینا تھا۔ ان مین ۶۶ رجمنٹ کی سپاہ والنٹیر ہوکر کام کرتی تھی جنرل بروز مراسلہ مرقومہ ۳۰ اگست سنہ ۱۸۸۰ء مین رقمطراز ہے کہ فوج ۲۷ جولائی کو صبح کے چھ بجے معہ کل سامان حرب وخورش لیکر روانہ ہوئی۔ کل سامان کا ساتھ لیے چلنا اسلیے ضرور تھا کہ گرد و نواح کا کل ملک ہم سے بدظن ہو رہا ہے اس سبب سے خوف تھا کہ پیچھے چھوڑ دینے سے سامان لٹ نجاوے علاوہ برین اب سپاہ بھی اسقدر زیادہ نہ تھی کہ سامان حرب اور خورش کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیجاتی جنرل کا قصد تھا کہ موضع میونڈ تک جو لنگر سے ۱۰ میل فاصلہ پر تھا پہنچے لیکن تھوڑے فاصلہ تک پہونچنے پر معلوم ہوا کہ دشمن فوج تیار کیے ہوے مقابلہ کو کھڑا ہے جنرل نے فورا ایک میدان پر اپنی فوج کو قطار مین کھڑا کیا رسالہ کو بائین اور توپون کو وسط مین اور پلٹن پیادگان کو داہنی جانب کھڑا کیا بمبئی گرنڈیر اور جیکب رفل پیادگان کو توپون کے پاس متعین کیا مال و اسباب جو دو ہزار جانورون کے اوپر لدا ہوا تھا پیچھے ایک موقع مین چند پور وپین اور دیسی سپاہ کی حفاظت مین رکھا گیا۔

دونون جانب سے گولہ اندازی ہونی شروع ہوئی دشمن رفتہ رفتہ صف مین بہنے لگے غنیم نے سپاہ پیادہ کو وسط مین اور داہنی طرف

رسالہ اور بائین طرف غازی لوگون کے شمار مین کیا بہت زیادہ فوج
بیچمین رکھی گئی اور توپین کل قطار مین تھوڑے فاصلہ پر کھڑی کی گیئن
توپون کی لڑائی کے درمیان اور جبکہ پلٹن پیادگان خاموش کھڑی
ہوی تماشہ دیکھہ رہی تھی غازیون نے دومرتبہ فوج محافظ کے مال و
اسباب پر حملہ کیا اور دونون مرتبہ دشمن ہٹادیا گیا اسکے بہت آدمی مارے گئے
قریب دوبجے دشمن اپنی دو توپون کو انگریزی فوج کی داہین طرف
ایک ایسے مقام پر لے گیا جہان سے وہ درست نشانہ لگا کر سپاہ پر
گولہ برسانے لگے ہم سے یہہ مقام صرف ۴۰۰ گز کا فاصلہ تھا۔
اب انگریزی فوج کی پیادہ پلٹن نے افغانون پر بندوقین چلانا شروع کیا
لیکن باوجود اسکے غنیم نے نہایت تیزی کے ساتھہ گولے برسائے
سوارون کا بہت نقصان ہوا۔ انکی حفاظت کے لیے وہان کوئی آڑ
نہ تھی لیکن دشمن نالون کی راہ ہوکر سرکاری فوج پر یورش کرنے لگے
قریب تین بجے غازیون کی ایک مضبوط سپاہ نے توپین چھیننے کیلیے
دبادہ مارا اور فوج کے داہین بائین دونون طرف سے حملہ کیا لفٹنٹ
میکلن جو نہایت بہادری سے تمام دن توپین سر کرتا رہا اب دشمن
کے ہاتھہ پڑ گیا۔ باقی دونون توپین میدان سے ہٹا لیگئے بمبئی گرینڈیر
۶۶ پلٹن کے پاس بھاگ کر آ گئے۔ وہ پلٹن اسوقت غازیون کو ہٹانے
مین مصروف تھی اب نہایت سخت پریشانی چارون طرف طاری ہوگئی
غازی و گرنڈیر اور انگریزی پیادہ سپاہ سب درہم برہم ہوکر ملگئی
اس سے ۶۶ پلٹن بھی اضطرابی مین پڑ گئی
جنرل بروز اور چند دیگر افسرون نے اس بے ترتیبی کو دفع کرنیکی

بہت کوشش کی لیکن کچھ نہ ہوسکا اب کل اسباب اس پریشانی کی
حالت مین مال واسباب کو لیکر لشکر کی طرف روانہ ہوئی جو آپ قندہار
کی طرف روانہ ہونے لگا تھا اب فوج ردیف کے دبا وہ مارنے کا
وقت تھا مگر وہان ردیف مین کچھ بھی فوج نہ تھی جنرل خود دبا وہ مارنیکا
حکم دینے کے لیے گیا مگر یہہ ہنوز صاف نہین معلوم ہوا کہ فوج نے
حکم کی تعمیل کیون نہین کی یا تو اوسکو ٹھہرنے کا حکم دیا گیا تھا اسلیے وہ
رک گیا تھا جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا یا عرصہ دراز کی گولہ اندازی سے وہ تنگ
آ گئے تھے یا انکو خونخوار غازیون کی تلوارون کے سامنے جانے سے خوف ہوا
افغانستان کی کل جنگون مین صرف اسی جنگ مین افغانون نے
انگریزی پیادہ پلٹن کی قطار کو شکست دی یہہ دبا وہ مخص ناکام ہوا۔
گو اس مین نقصان زیادہ نہ ہوا رسالہ ہٹ آیا اور توپخانہ کے ساتھ ملگیا
افغانون کی توپین گھوڑون کے قتل ہونے کے باعث یکے بعد دیگری
غنیم کے ہاتھ پڑ گیئن توپخانہ کی ترتیب مین ہنوز کوئی نقصان واقع نہین
ہوا تھا۔ اسنے کئی مرتبہ مقیم ہوکر دشمن کو تعاقب کرنے سے روکا۔
دیسی سپاہ سرنگ لگانیوالی فوج بھی [illegible] رہی کئی گھنٹے تک توپخانہ
اور رسالہ بلا بالی عطا کریزی جانب بھاگا چلا آیا دوسرے روز قندہار
پہنچے جہان جنرل بروک جو انکو ساتھ لانے کو روانہ کیا گیا تھا ملا۔ اس جنگ
مین پیادہ پلٹن کا بھاگنا بلا درستی واجب سبب کے نہایت قابل افسوس
تھا۔ وے جانوران باربرداری کے ساتھ ساتھ برابر چلی آئی ۶۶ پلٹن صرف
بترتیب رہی اسنے ایک احاطہ دیوار مین مورچے جا کر افغانون پر خوب ہی
گولیان سرکین جس سے انکی طرف کے بہت سپاہی مارے گئے لیکن

دشمن کی توپون نے اب انکو نہایت زچ کر ڈالا آخر ان کو وہان سے
ہٹ آنیکا حکم ہوگیا۔ اس بار کی شکست مین بہت سپاہ ضایع ہوئی اگرچہ
پیچھے کی طرف حفاظت کرنے کے لیے ایک جماعت قایم کر دیگئی اور
کئی مرتبہ غنیم کے حملے ہٹا دیے گئے تاہم ماندگی اور تشنگی کے باعث
بہت زیادہ آدمی ضایع ہوے فوج اوس راہ سے آئی جسمین ان ایام
مین کل پانی کے چشمے اور کوئین خشک ہو جاتے ہین پس میدان جنگ
سے چالیس میل فاصلہ پر اگر دوسرے روز صبح کو ۶ بجے پانی نصیب
ہوا۔ اگرچہ اس شکست کا الزام جنرل برووز پر لگایا جاتا ہے تاہم کل خبرون سے
ظاہر ہے کہ اسنے سخت و نازک موقعون پر نہایت جوانمردی و ہمت کی
کام کیے۔ اسکے تین گھوڑے زخمی ہوگئے جبکہ وہ سوار تھا۔ وہ ایک سے
زیادہ افسرون کو اسنے ساتھ گھوڑے پر سوار کراکر بچا لایا۔ انگریزی فوج
مین کل قریب ایک ہزار آدمی ضایع ہوے بہت کم زخمی فند بار تک زندہ
بچے ہوے پہونچے۔ اس یورش مین صرف یہی ایک شکست سرکاری
فوج کو برداشت کرنی پڑی۔

جنرل پرمروز اپنے مراسلہ مین ۶۶ پلٹن کی نہایت تعریف لکھتا ہے
اسنے اس جنگ مین نہایت بہادری و شجاعت ظاہر کی۔ وہ لکھتا ہے
کہ کل ۴۰۶ سپاہ اور افسرون مین جو یورش مین گئے تھے ۱۰ افسر
اور ۲۷۵ سپاہی مارے گئے اور ۳۲ زخمی ہوکر آئے یہہ کل افسر اور
سپاہی نہایت شجاعت کے ساتھ جنگ کرتے ہوے اپنے ملک اور
بادشاہ کے لیے کام مین آئے۔ قریب ایک سو سپاہی اور افسرون
نے ایک باغ مین مقیم ہوکر نہایت مستعدی و جوانمردی سے غنیم کا مقابلہ

گیا انکو کل فوج افغان نے گھیر لیا انھون نے دشمن کی بہت سپاہ کو قتل کیا
اور لڑتے گئے۔ جب صرف گیارہ آدمی باقی رہگئے انھون نے آخر باغ سے
باہر نکلکر دھاوہ مارا اور دشمن سے لڑتے ہوے کٹ مرے مگر پیٹھ ندکھائی
انکا دھاوہ اس زور و شور کا تھا اور چہرے پر وہ شجاعت کا رعب تھا کہ گو
کل اون کے چہار طرف غازی جمع تھے مگر کسیکی جرات نہ ہوتی تھی کہ انپر
تلوار چلانے کے لیے آگے قدم بڑہاوے۔ جیسی شجاعت ۲۷ جولای ۱۸۸۰ء
کو ۶۶ رجمنٹ کی سپاہ نے ظاہر کی ہے اسکی دوسری مثال کل تواریخ
مین ملنا دشوار ہے۔ ذاتی شجاعت کی بہت مثالین زیر قلم کی گئی ہین۔
کرنل گلرستہ کمانڈر رجمنٹ مارا گیا۔ جب کہ وہ اپنی سپاہ کے ساتھ ساتھ جنگ
کر رہا تھا کپتان ایم ماتھہ بھی اسکے ساتھ ہی کھیت مین رہا۔ دوسرا لفٹنٹ
بار اپنے نشان کو ہاتھ مین لیے ہوے گولی کھا کر گر گیا۔ اور کپتان گریٹ
اور کلن اپنی اپنی کمپنی کی قواعد ایسی سہولت سے کرتے ہوے گویا وہ
معمولی پریڈ پر ہین کام مین آگئے۔ لفٹنٹ ہنی وُوڈ جب نشان کو بلند
کیے ہوے یہہ نعرہ مار رہا تھا۔ اے بہادرو کیا اسکے محفوظ رکھنے کیلیے
جنگ نہ کروگے۔ گولی کھا کر گر گیا
سرجنٹ میجر کیچ جب باغ سے باہر نکلکر نشان لیکر گیا تو مارا گیا۔
ان کل افسرون کا تفصیلوار ذکر کرنے مین جو اس مصیبت انگیز و آفت خیز
روز کام آئے نہایت طول ہو جائیگا۔ صرف اسیقدر کہنا کافی ہے کہ وے
کل باوجود دشمن کے بے شمار ہونے کے نہایت جوانمردی سے جنگ کرتے
ہوے کھیت رہے۔ ایک دوسری مثال فوج بمبئی کی ایک بہادر سپاہی کے
مراسلہ مین درج ہے کہ جب وہ سخت زخمی ہو کر گر پڑا تو مرتے مرتے اسنے

اپنے ساتھی سے کہا کہ کارتوس کی تھیلی میرے پاس کر دو تاکہ مین دشمن پر نشانہ
لگاتا رہون۔ آخر کو جب اسکا دم نکلگیا تو وہ سب گولیان سر کر چکا تھا۔
صرف ایک کارتوس اسکے پاس بچا ہوا ملا۔

اگرچہ یہہ روز انگریزی فوج کے لیے نہایت پر مصیبت تھا تاہم اسمین کوئی
ایسا واقعہ نہین گذرا جسپر کوئی انگریز شرماسے بلکہ وہ ایک جاے فخر تھا
اس مصیبت انگیز جنگ مین یہہ بخوبی آشکارا ہوگیا کہ ایام جنگ واٹرلو اور
کریمیا سے بہادری مین انگریزی جوان کچھ کم بھی نہین ہوے ہین۔ انہون نے
جم غفیر غنیم کے مقابل بھی ہٹ نہ دی اور لڑتے لڑتے کٹ مرے۔

اسمین کلام نہین کہ میدان جنگ مین عمدہ موقع تلاش نہ کیا گیا وہ زمین جہان
فوج کھڑی کی گئی تھی پانی کے چشمون سے جا بجا کٹی ہوئی تھی جس سے رسالہ
سامنے کی جانب بازادی دہاوہ نہین مارسکتا تھا اور زمین ایسی ناہموار تھی
کہ سوارون کو دشمن کے لوگون سے بچنے کے لیے کہین بھی پناہ نہ تھی۔

جنرل بروز انگریزی عمدہ قواعد سے کچھہ زیادہ فایدہ نہ نکال سکا۔ اس نے
غلطی سے دشمن کی بڑی صف سے اپنی چھوٹی صف کو مقابل کردیا جس سے
غنیم کو اسکی سپاہ کے گھیر لینے کا موقع ملگیا۔ اسنے اولاً دشمن کے شمار کی
بخوبی جانچ نہ کی علاوہ برین اس نے دشمن کی گولیون کی بارش کے نیچے سپاہ
کو خاموش پڑے رہنے کے لیے حکم دیا جس سے دیسی رسالہ کے بہت آدمی
ضایع ہوگئے اور باقی بیدل ہوے اگر جنرل بروز کو اپنی محافظت کے لیے
جنگ کرنا ضرور تھا تو اسکو لازم تھا کہ مناسب موقع تلاش کرکے مقیم رہتا تاوقتیکہ
ایوب حملہ آور ہوتا۔ اگر اسکا دشمن پر حملہ کرنے کا قصد تھا تو مناسب تھا کہ اولاً
دشمن کی مضبوطی کے بارے مین کامل واقفیت حاصل کرلیتا اور فی الفور

افغانون پر حملہ شروع کر دیتا۔
جب قندہار مین جنرل بروز کی اس مصیبت اور شکست کی خبر پہونچی جنرل پرمروز نے فوراً چھاونی خالی کر دی اور شہر مین فوج لے آیا اور جنرل بروگ کو روانہ کیا کہ جنرل بروز کی باقی زندہ بچی ہوئی سپاہ کو لے آوے اور نائب السلطنت ہند کو اس آفت کی خبر بذریعہ تارون کے دی ہے ایک قندہار مین چھاونی خالی کر دینے پر عموماً اضطرابی پیدا ہو گئی اور بدظنی و برگشتگی کے آثار نمایان ہونے لگے۔ اگرچہ عام باشندون مین خبر پھیلی ہوئی تھی کہ ایوب خان کا بہت زیادہ نقصان ہوا اور اب وہ مقابلہ کرنے کے لایق نہین ہے تاہم انگریزی جنرل نے دشمن کے مقابلہ کرنیکی جرات نہ کی۔ یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر جنرل پرمروز جوانمردی سے اسکا فی الفور مقابلہ کرتا تو یقین کامل تھا کہ ایوب خان پھر قندہار پر جہان صرف تین ہزار سپاہ تھی حملہ کرنے کی جرات نہ کرتا۔ بعدہ وہ میدان جنگ کے معائنہ کرنے سے ظاہر ہوا کہ انگریزی فوج کے لوگون سے دشمن کے بیشمار گھوڑے اور سپاہ ضایع ہوئی۔
جبکہ چھاونی خالی کر دی گئی تو ہندوستان اور قندہار کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ دشمن نے تار توڑ ڈالا اور چوکیون کی سپاہ کو حملہ کر کے ہٹا دیا۔ اس عام مصیبت کے وقت نائب السلطنت ہند کو خان قلات کے پاس سے یہہ پیغام تار برقی وصول ہونے سے نہایت اطمینان ہوا کہ جہان تک میرے امکان مین ہے کل سامان رسد و جانوران باربرداری سرکاری فوج کی مدد کے لیے دونگا مین سرکار انگریزی کے لیے شرکت دینے سے انکار نکرونگا۔ میوند کی جنگ کے بعد ایوب خان آہستہ آہستہ قندہار

پہونچا اور شہر سے تین میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ اسنے گرد و نواح کے
مواضعات پر قبضہ کرکے محاصرہ کرنے کے لیے مورچے جمائے۔ فوج
قلعہ نے بھی جہانتک ممکن تھا اپنی مضبوطی کرنا شروع کی۔ شہر مین جو لوگ
بدظن و برگشتہ معلوم ہوتے تھے باہر کر دیے گئے اور باولیان کھدوالی
گئین کیونکہ شہر مین پانی کی قلت تھی لیکن خوش قسمتی سے سامان خورش کم
نہ تھا لہذا فوج کو کامل اطمینان تھا کہ اب ایوب خان کے کل حملون کو
ہم ہٹا سکینگے۔

چونکہ جنرل فیر کافی جانوران باربرداری کے نہونے سکے سبب قندہار
کی طرف کوچ کرنے کے قابل نہ تھا اور ہنوز فوج کثیر کابل مین بر کمان
جنرل اسٹوارٹ اور رابرٹس موجود تھی لہذا یہ طے ہوا کہ اب
حسب وعدہ افغانستان سے فوج باہر لیجانا چاہیے جنرل اسٹوارٹ
خیبر کی راہ سے پشاور سے کوچ کرے اور جنرل رابرٹس کسی سے
خط و کتابت نکر سکتا تھا۔ اگر جنرل اسٹوارٹ کابل مین رہتا تب بھی جنرل
رابرٹس سے خط و کتابت نہین ہوسکتی تھی کیونکہ قریب ۳۰۰ میل کے
فاصلہ طے کرنا تھا۔ جنرل رابرٹس کے پاس اس قدر زیادہ فوج نہ تھی کہ وہ
خاص خط و کتابت قایم رکھنے کے لیے کچھ آدمی معین کرسکتا۔

۹ ر اگست کو اس پر خطر کوچ پر جنرل رابرٹس روانہ ہوا۔ صرف گورہ
پلٹن کے لیے تو سامان رسد ہمراہ لیا اور باقی سپاہ کے لیے تو سامان
راہ مین جمع کر لینے کا قصد کیا چونکہ یہہ راہ نہایت ناہموار تھی لہذا جنرل
نے کوئی پہیے دار گاڑی ساتھ نہ لی کل سامان باربرداری جانورونکی
پیٹھ پر لادا گیا۔ توپون تک کو ہاتھیون پر لادا۔ اسکی فوج مین کل نو ہزار

سپاہی تھے قریب تین ہفتہ تک جنرل رابرٹس اور اوسکی فوج کی کچھہ
خبر نہ ملی لہذا ہندوستان اور انگلنڈ مین اسکی طرف سے بہت فکرین
ہونے لگین تاہم فوج بامن کوچ کرتی چلی باشندگان گرد و نواح
صلاح پسند اور انگریزون کے دوست تھے سامان رسد ہر مقام
پر بخوبی ملتا گیا۔ اسی راہ ہوکر اولاً بھی فوجین آئی تھین امیر حتی الوسع
رسد جمع کرانے مین ساعی تھا قلات غزنین مین سامان رسد بخوبی جمع
کیا گیا اور اس مقام کی فوج قلعہ بھی قندہار کیلیے طلب کرلی گئی۔
جنرل رابرٹس کو یہہ اندیشہ تھا کہ آیا میری فوج پہونچنے تک فوج
قندہار دشمن کا مقابلہ کرتی رہیگی یا نہین لیکن یہہ خوف غلط ثابت ہوا
کیونکہ ایوب خان شہر کے محاصرہ کرنے مین بجز چند مرتبہ گولی سر کرنیکے
وہ کوئی اور مضبوط کاروائی نہ کر سکا ہان صرف گرد و نواح کے دیہات پر
قبضہ کیے رہا جنرل پرموز نے قلعہ سے باہر آکر اس غرض سے دشمن
پر حملہ کیا کہ وہ مقام اس سے خالی کرائے کہ جسطرف سے جنرل رابرٹس
کی فوج وارد ہونے کو تھی اور دوسرا مقصد اسکا یہہ تھا کہ دشمن پر
فتح ہونے سے اسکی سپاہ کی تسلی اور دلجوئی اور دشمن کی مایوسی ہوگی۔
چنانچہ اسنے موضع دیہہ خواجہ پر جو شہر سے ملا ہوا تھا حملہ کیا گو یکایک
حملہ ہونے کی وجہ سے دشمن کی سپاہ بھاگ گئی مگر انگریزی فوج موضع کو
بالکل غنیم سے صاف نہ کر سکی لہذا وہ دوبارہ بہت زیادہ ہوکر پھر موضع
مین چلی آئی اور انگریزی سپاہ کو ہٹا دیا کل جوانون مین سے جو حملہ کرنے
گئے تھے دو سو کمیت رہے
اس اثنا مین انگریزی فوج نے مقام کو خالی کر دیا۔ ۱۱ اگست کو جنرل سر ڈونلڈ

اسٹوارٹ نے امیر سے دوستانہ ملاقات کرکے جولشکر مین رخصت کرنے کے لیے خود آیا تھا شیرپور کو خالی کر دیا یہہ نہایت قابل اطمینان ہے کہ امیر خود اپنی مرضی سے لشکر مین انگریزی جنرل سے ملاقات کرنے آیا اس سے صاف عیان ہے کہ جنرل مذکور نے نہایت خوبی کے ساتھہ کل معاملات افغانستان طے کیے تھے جنرل اسٹوارٹ کے ساتھہ جو لشکر چلا اس مین قریب تیس ہزار آدمی اور بیس ہزار جانور بار برداری کے تھے وہ سڑک لتابند کی راہ سے جلال آباد ہوتا ہوا پشاور روانہ ہوا یہہ کوچ بلا کسی قسم کی مخالفت کے ہوا۔

جنرل بروز کی شکست ہونے کے وقت سے جنرل فیر حتی الوسع اپنی فوج کو کوچ کی تیار کرنے مین نہایت ساعی تھا اگرچہ مقام سیبی تک ریلوی جاری ہو جانے سے اسکو بہت مدد حاصل ہوئی لیکن تاہم باربرداری کے جانورون کی ایسی قلت تھی کہ جنرل رابرٹس کے پہونچنے کے قبل قندہار کو نہ پہونچ سکا۔

۳۱ اگست کو دو منزلین طے کرکے اور فوج کو کچھہ آرام دیکر جنرل رابرٹس قندہار پہونچا۔ اسی روز جنرل ہوگف و کرنل چیپ مین کی زیر کمان ایک رسالہ دشمن کی مضبوطی وغیرہ کا بھید لینے کے لیے روانہ کیا گیا انہون نے بلا کچھہ نقصان برداشت کیے دشمن سے ہر چہار طرف کی توپین دغوادین جس سے اسکی کل مورچہ بندی ظاہر ہوگئی۔

دوسرے روز اول ستمبر کو حملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ غنیم قندہار سے جانب شمال تین میل فاصلہ پر ایک سلسلہ پہاڑی پر مقیم تھا وہ جنوب و مغرب سے شمال و مشرق کی طرف دوڑے ہوئے تھے اسکے درمیان

ہین دو راستے ہین ایک باباولی اور دوسرا مونچا نام سے مشہور ہے یہان ایوب خان نے اپنی فوج کو مقیم کر رکھا تھا اور اوسکی کل ۳۲ توپون مین سے زیادہ تر یہان لگی ہوی تھین اس سلسلہ پہاڑی کے پیچھے اور قریب اسکے متوازی دریا ارگنداب بہتا تھا۔

اس دریا اور پہاڑی سلسلہ کے جنوب و مغرب کے آخیر وسط مین ایک تنہا پہاڑی واقع تھی اسپر ایوب خان نے اپنی توپون کے مورچے جمائے تھے اور اس پہاڑی کے پیچھے اور دریا اور پہاڑی کے درمیان غنیم کا کل لشکر خیمہ زن تھا۔

جنرل رابرٹس نے ترکیب ذیل سے جنگ شروع کی۔ اس نے پہاڑی سلسلہ کی برابر دشمن کے سامنے کی طرف حملہ کرنے کا حیلہ کیا اور اس غرض کے لیے فوج قلعہ قندہار اور پہاڑی توپ خانے کو وہان کھڑا کیا۔ اسیوقت اس نے جنرل ہوگفرڈ کے زیر کمان رسالہ کے بڑے حصہ کو دشمن کی داہین طرف دریاے ارگنداب کے نزدیک اس غرض سے روانہ کیا کہ دشمن گرشو کی طرف بھاگ کر پناہ لینے سے روکا جاوے۔ جبکہ تین برگیڈ کو زیر کمان مکفرسن و بیکر اور مکگریگر کر کے اور سب کو جنرل راس کی سپردگی مین رہنے کا حکم دیکر پہاڑی کے جنوب و مغرب اور دشمن کی داہین طرف حلہ کرنے کا حکم دیدیا گیا۔ قریب ۹ بجے جنگ شروع ہوئی۔ انگریزی فوج نے گولون کی بارش کرنا شروع کر دی۔ افغانون نے بھی دریا مالی پر سے خوب جواب دیا۔ اس عرصہ مین ۹۲ ہای لنڈرا اور ۲ گورکھہ رجمنٹ نے موقع صاحب داد پر جہان دشمن کا شمار کثیر جمع تھا اور جوانکے اور پہاڑی

کے درمیان واقع تھا حملہ کیا موضع پر گولون کی بارش کی گئی اگرچہ دشمن کی
سپاہ نہایت جوانمردی سے لڑی تاہم وہ انگریزی فوج کے حملے کے سامنے
نہ ٹھہر سکی جان بچاکر بھاگی اور آخر کو وہ موضع سرکاری فوج کے قبضہ مین
ہوگیا۔ اب ایک دوسرے موضع بنام پیر پایمال پر حملہ کیا گیا۔ یہ پہاڑی
سلسلہ کے اخیر مین واقع ہے۔ اسیوقت ایک تیسرے موضع بنام گندیگین
پر حملہ کیا گیا دشمن نے مجبور ہوکر اسکو ترک کردیا موضع پیر پایمال کو
سر کرکے سرکاری سپاہ آگے بڑھی چلی گئی۔ افغان ہر دیوار پر جمے ہوئے تھے
اور ہر پناہ کی جگہہ پر دخل کیے ہوے تھے جس سے انکو گولون سے پناہ حاصل
تھی۔ لیکن بارہا سپاہ کے حملون سے تنگ ہوکر وہان سے ان کو ہٹنا پڑتا تھا
یہان فوج سرکاری کی بہت سپاہ ضایع ہوئی تھوڑی سی جنگ کے بعد وہ کامیاب
ہوئی۔ اب غنیم کا ایک لشکر موضع پیر پایمال کے پیچھے واقع تھا اور تمام
پہاڑی انگریزون کے ہاتھہ مین آگئی اب دشمن کا مقابلہ ختم ہوا۔

جنرل گف نے رسالہ کو لیکر دشمن کے تعاقب کو چلا۔

ایوب خان کا کل لشکر انگریزون کے ہاتھہ مین آگیا۔

اور بمبئی کا رسالہ جو جنرل برونز کے زیر کمان بابا ولی کے مقابل مقیم تھا
وادی ارگنداب کی طرف دشمن کے تعاقب کو چلا۔ دوپہر تک کل جگہہ
انگریزون کے ہاتھہ مین آگئی اور دشمن کی کل سپاہ پراگندہ ہوگئی انگریزون
کو کامل فتح حاصل ہوئی جنرل رابرٹس نے خود فوج کی جوانمردی کا
شکریہ ادا کیا۔ بیچارہ میکلین جو جنگ میوند مین دشمن کی قید مین ہوگیا
تھا اس خیمہ کے نزدیک جسمین وہ قید تھا نہایت وحشت و بیدردی
سے قتل کیا ہوا پایا گیا۔ دشمن کے قریب ایک ہزار آدمی مارے گئے اور ۳۸

توپین سرکار کے ہاتھ مین آئین سرکاری فوج مین قریب دوسو سپاہ کے کام آئے اس جنگ کی کامل فتح مین صرف اس قدر کمی رہگئی کہ دشمن کی سپاہ صاف نکل گئی پلٹن پیادگان بہت تھک گئی تھی سوار ایسے موقع پر تھے کہ وہان سے کچھ نکرسکے ورنہ دشمن اس طور پامال ہوجاتا کہ پھر کبھی مقابلہ کرنے کے قابل نرہتا۔ اس کامیابی کا انجام خاطرخواہ ظہور مین آیا چہار طرف سے رسد مہیا ہوئی اور کل ملک مین امن ہوگیا میدان جنگ میوند معاینہ کیا گیا اور مقتولونکی لاشون پر پتھر چن دیے گئے۔ جنرل رابرٹس اور اسکی فوج کے نام چارون طرف سے تہنیت نامے آئے قندہار مین مناسب فوج چھوڑکر باقی کل ہندوستان روانہ کی گئی۔

انگریزون کی فوج نے اب درہ خیبر خالی کردیا اور جو قلعے لنڈی کوتل اور علی مسجد مین تعمیر کرائے گئے تھے آفریدی دوستون کے سپرد کردیے گئے۔ اور اونکے لیے تنخواہ مقرر کردی گئی کہ وہ رعایاے سرکار کے واسطے اس راہ کو محفوظ رکھین اس طور پر کوہستانی لوگون کی سپردگی مین قلعہ کا دینا نہایت خطرناک سمجھا گیا کیونکہ یہہ لوگ کسیطور قابل اعتبار نہین سمجھے جاتے۔

کورم دوسری ایک رفیق قوم کے حوالہ کردیا گیا پس سنہ ۱۸۸۰ء کے آخر مین صرف قندہار اور اوسکے گرد و نواح کا راستہ انگریزون کے ہاتھ مین رہگیا۔

ہنوز اس مین شک ہے کہ قندہار خالی ہونے پر پشین پر قبضہ رکھا جائیگا یا نہین۔ اسمین بھی کلام ہے کہ قندہار ترک کرنے مین اوس قلعہ پر قبضہ رکھنے سے کچھ مطلب برآری ہوگی یا نہین۔

اب یہہ سوال باقی رہگیا کہ ملک افغانستان کی نسبت کیا کیا جاے اس

سوال کے حل کرنے مین بہت تدابیر بیان کیے گئے ہین ان مین سے خاص درج ذیل ہین۔

اول یہہ کہ انگریز کل ملک کو معہ ہرات کے اپنی عملداری مین ملحق کرلین

دوم یہہ کہ انگریز ملک مین ایک یا زیادہ سردارون کو محفوظ طور پر قایم کرادین اور آپ بترتیب سرحد کے پار چلے آوین اور قندہار پر خواہ قبضہ رکھین یا نہ رکھین

سوم سرکار انگریز کل ملک کو خالی کردے اور صرف اپنی سرحد پر قابض رہے جو آجتک اسکے دخل مین چلی آتی ہے

پہلی تدبیر مین یہہ مشکل ہے کہ اگر سرکار انگریزی کل افغانستان کو اپنی عملداری مین شامل کرلے تو وہان کی آمدنی اسقدر نہین کہ وہان کے کل انتظام کا خرچہ ادا ہوسکے۔ علاوہ برین چند سال تک خاص خاص مقامات پر فتنہ انگیز اور مفسد لوگون کو زیر رکھنے کیلیے بڑی فوج رکھنی پڑیگی اور آخر مین **ہندوکش** تک سرحد قایم کرنی پڑیگی جسکو روس سے جنگ ہونے کی حالت مین بخوبی حفاظت کرنیکی ضرورت پیش آویگی۔

اسطور پر سرکار انگریز کو ہندوستان سے ۶۰۰ میل دور تک اپنی سرحد بڑہانی پڑیگی اور اوس حالت مین سرکار کو افغانستان کے پار ایسے راستون مین ہوکر رسد وغیرہ لیجانے کی حاجت ہوگی جس مین نہایت ناقابل اعتبار لوگ آباد ہین جو تمام دنیا مین نہایت دغاباز و فریبی مشہور ہین یہہ کب ہوسکتا ہے کہ وے لوٹ کا موقع پاکر اپنی طامع طبیعت کو ضبط کرسکین۔ چونکہ **ہرات۔ قندہار** سے ۳۰۰ میل فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے لہذا اسکا ایام جنگ مین محفوظ رکھنا نہایت دشوار ہوجائیگا کیونکہ

سرکار انگریز کو نہ صرف ہندوستان سے قندھار تک کل آدمی اور سامان
کو لیجانے کی ضرورت پڑیگی بلکہ ہرات تک اس کل ۶۰۰ میل فاصلہ کی
زمین کو جو ہرات اور قندھار کے درمیان واقع ہے سرکاری فوج سے حفاظت
کرنے کی حاجت ہوگی۔ کیونکہ روس اور سرکار انگلشیہ کے درمیان جنگ
ہونے کی حالت مین دشمن انگریزون کے خلاف کل ملک کو برگشتہ کرنیکی
کوئی حکمت و ترکیب باقی نہ چھوڑے گا اگر اس کل دوری کے درمیان
ریلوی بھی تعمیر کرائی جاوے تاہم باشندون سے اسکی حفاظت کرنیکی
ضرورت پڑیگی ہان اگر ریلوے تعمیر کرائی جاوے تو البتہ امید کیجا سکتی ہے کہ
اوس سے کچھ آمدنی ہو الغرض وہ کل دقتین جو روس کو ہندوستان تک
پہونچنے مین پیش آوینگی سرکار انگریز کے حصہ مین آجاوینگی۔
یہان بڑی بھاری دقت جو ایام جنگ مین پیش آسکتی ہے باربرداری کی ہے
پس مذکورۂ بالا وجوہات سے افغانستان کا الحاق ایک سخت غلطی ہے اس سے
خطرہ و خرچہ تو بہت زیادہ ہوجاویگا مگر اسکا معاوضہ کچھہ نہ حاصل ہوگا۔
دوسری جانب یہہ دلیل پیش کیجاتی ہے کہ اگر انگریز ہرات پر دخل نہ کرینگے
تو روس ضرور کرلیگا جنگی کارروائی کے لحاظ سے ہرات نہایت عمدہ مقام
ہے وہ ایک ایسے موقع پر واقع ہے جہان سے ایک فوج بہت بڑا سامان
رسد و توپون کو لئے ہوئے بآسانی ہندوکش کو عبور کرسکتی ہے۔
علاوہ برین ہرات کے گرد و نواح کا ملک نہایت زرخیز ہے وہ دشمن کے
ہاتھہ مین اگر ایک ایسا مقام بن سکتا ہے جہان سے وہ بسہولت ہندوستان
پر حملہ کرسکتا ہے۔ چونکہ ہرات ایک بڑا بازار ہے یہان تجاران کے
ذریعہ سے کافی سامان رسد میسر آسکتا ہے پس اول تدبیر یہہ ہونا واجب ہے

کہ وہ غنیم کے ہاتھ مین نہ آنے پاوے چونکہ ہرات پر قبضہ کرنا اُن صاحبوں
کی غرض ہے جو کل ملک کو ملحق کرنا واجب سمجھتے ہین اس طور پر انکے لیے
یہہ ایک بڑی مشکل ہے کہ ہرات کے لیے کیا بندوبست کرین جو باقی
اور دو تدابیر کے موئید ہین اگر ہرات موجودہ حالت مین ترک کر دیا جاوے
تو یہہ روشن ہے کہ روس کی عملداری قریب ہے وہ جلد موقع پاکر اسپر
اپنا قبضہ جمانے کی کوشش کریگا روس و انگلنڈ کے درمیان جنگ شروع
ہونے پر روس اول ہرات پر قبضہ کریگا اور جب ایک مرتبہ اسکا قبضہ وہان
جم گیا تو پھر انگلنڈ کو اوسکا وہان سے ہٹانا دشوار ہو جاوے گا اور جب ہرات
روس کے قبضہ مین ہو جاوے گا تو وہ اپنا موقع دیکھتا رہیگا جب وہ اپنے
تئین انگلنڈ سے جنگ کرنے کے قابل سمجھیگا اور جسوقت وہ چاہے گا
ہند پر چڑھ آویگا اس صورت مین سرکار انگریزی کو روس سے اوسوقت
جنگ کرنا پڑے گا جسوقت وہ اپنا بخوبی موقع سمجھے گا دونوں کے درمیان
اول مقابلہ یا تو قندھار کے سامنے غالباً خشک نخود مین اور یہہ وہی مقام
ہے جہان جنرل بروز ایوب خان کی یورش کا منتظر ہو کر مقیم تھا یا دریاے
ہلمند کے کنارے ہوگا یہہ دریا اکثر طرف پایاب ہو جاتا ہے لہذا
محافظت کے لیے درست سرحد نہین ہو سکتا گو جب طغیانی پر ہوتا ہے
تو ایک نہایت زبردست روک ہو جاتا ہے اگر قندھار کے پیچھے جنگ ہو تو
دشمن کو رسد جمع کرنے کے لیے عمدہ موقع حاصل ہو جائیگا اور اوس
صورت مین وہ اس شہر کو اپنے لشکر کا صدر مقام بنائیگا اسمین کلام
نہین کہ جب روس قندھار تک پہنچ جائیگا تو کل ہندوستان پر بد اثر پیدا
ہوگا یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر انگریز روس کی آگے بڑہتی ہوئی فوج کو

قندھار کے شمال مین شکست دینگے تو اوسکی چڑھائی وہان سے ختم ہوجائیگی لیکن اگر جانب جنوب شکست دیجائیگی تو انگریزون کو نہ صرف قندھار واپس لینا پڑےگا بلکہ اون کل مقامات پر جنگ کرنا پڑےگا جہان تک کابل کی طرف غنیم اپنی فوج کو بڑھا لایا ہوگا۔

ان وجوہات کے لحاظ سے ملک کو فی الحال سرکاری عملداری مین کرنا عبث ہے گو یہہ نہایت ضرور ہے کہ ہرات کا حاکم سرکار کا سچا دوست ہو اور سب طرح سے قوی و مضبوط ہو اور دل مین یہہ بخوبی یقین کیے ہو کہ سرکار اسکی کاروبار حکمرانی مین مطلق دخل نہ دیگی تاوقتیکہ وہ اسکا رفیق رہیگا اور وہ ہمیشہ سرحدی معاملات سے سرکار کو برابر اطلاع دیتا رہے۔

اور جسکو سرکار روس کے حملہ ہونے پر زر و ہتھیار و سپاہ سے مدد دے ایوب خان فی الحال ہرات کا حاکم ہے وہ صرف سرکار کا قاتل دشمن ہی نہین بلکہ سخت ظالم بھی ہے ہرات پر فی الحال بدعملی طاری ہے۔

کابل کے گرد و نواح کے ملک کو عملداری سرکار مین شامل کرنے سے بعوض فایدہ کے بہت زیادہ نقصان ہوگا کیونکہ وہان بہت بڑی فوج کے رکھنے کی ضرورت ہوگی لہذا بہت زیادہ صرف کرنے کی بھی حاجت ہوگی اور اسمین کلام نہین کہ ایک مدت مدید تک مختلف اقوام کے خلاف یورش کرنیکے بعد اختیارات سرکاری خاطر خواہ قایم ہونگے اس مین شک نہین کہ وہ درہ خیبر اور شترگردن پر قبضہ رکھنے سے سرکار کا رعب و داب حاکم کابل پر بخوبی قایم رکھہ سکتا ہے۔ یہہ کل نقص افغانستان کو سرکاری عملداری مین ملحق کرنے کے مختصراً بیان کیے گئے۔

دوسری تدبیر یہہ ہے کہ افغانستان مین ایک یا زیادہ سردار کو بخنگی کے

ساتھ قایم کرکے سرکار انگریز اپنی فوج کو باترتیب سرحد کے پار لے آوے
اور قندہار کو خواہ قبضہ مین رکھے خواہ نہ رکھے۔ باترتیب سرحد کا خط کھینچنے مین
وہ کل ملک آجائیگا جو خیبر سے کوئٹہ تک ہے اور جسمین رہگذر خیبر اور
اضلاع کورم و سیبی و پشین شامل ہین۔
سر رالینس کی رائے ہے کہ سرکار انگریز کا اصل مدعا یہہ ہے کہ ہندوستان
کی شمالی و غربی سرحد پر ایک مضبوط و آزاد و دوست حاکم رہے مگر اوسکی
طرف کوئی زیادہ بھاری ذمہ داری سرکار پر نرہے عہدنامہ گنڈمک
کی روسے سرکار انگریز کے قبضہ مین باترتیب سرحد آگئی یہہ ایک ایسی درست
بھاری سرحد ہوگئی ہے کہ جسکے باعث کل افغانستان پر ان کا رعب قایم رہیگا
اور امیر ہمیشہ انگریزون کا دوست بنا رہیگا۔ وہ انکی صلاح اور رعب کے
باعث اپنی بادشاہت مین سابق حکام ملک کی نسبت زیادہ مضبوطی کے ساتھ
حکمرانی کرسکیگا۔ اوسوقت یہہ مشکل اس طور طے ہوئی اور قندہار پر قبضہ
رکھنے کی بابت جنگی و کفایت شعاری و انتظام کے لحاظ سے رائے مین اختلاف
ہے تاہم عہدنامہ گنڈمک تحریر ہونے کے وقت سرکار نے اس خیال
سے کہ امیر ناراض ہوگا اور ہرات پر مضبوطی کے ساتھ قبضہ نہ کرسکیگا۔
قندہار پر دخل رکھنے کے قصد کو ترک کردیا باترتیب سرحد پر دخل رکھنے سے
یہہ مشکل معاملہ طے ہوا جس دلائل کی بنا پر ۱۸۷۹ء مین قندہار ترک کردیا گیا
وہ اب موزون نہین رہین کیونکہ اب کوئی ایسا نہین جسکے تحت مین قندہار
چھوڑا جاوے۔ بدنصیبی سے امیر کے اختیارات ہنوز ملک مین خاطر خواہ قایم
نہین ہوے مالگزاری ملک سے وصول نہین ہوتی اسکا دارالخلافت بھی
محفوظ نہین۔ لہذا وہ فی الحال ایسے حالت مین نہین کہ اگر سرکار قندہار

خالی کردے تو وہ اسپر اختیار قایم رکھ سکے۔ ایوب خان غالباً چند مہینون مین قندہار پر یورش کرکے دخل جما لیگا اور امیر کو اسنے شکست دی تو ملک ایسے حاکم کے تحت مین ہو جائیگا جو انگریزون کا جانی دشمن ہے۔ پس اس قدر جنگ و جدال کے بعد یہ کیسا بد انجام ہوگا۔ اگر انکو افغانستان مین دوست اور مضبوط حاکم بنانے کی حاجت ہوگی تو ضرور ہے کہ کسی نہ کسی صورت مین وے اوسکی مدد کرینگے اگر وے اسکی امداد نہ کرین تو یہ ممکن نہین کہ کوئی آیندہ حاکم افغانستان ان کا دوست ہو کیونکہ موجودہ امیر انکی اعانت کا زیادہ مستحق ہے اگر سرکار خاطر خواہ اسکی امداد کرے تو غالباً ضرور ہوگا کہ وہ دوسری جنگ مین مبتلا ہو۔ اگر صرف زر و ہتھیار سے ہی امیر کی امداد کی جاویگی تو بھی حالت ملک سے اطلاع دینے کے لیے سرکار کے ایجنٹ رہنے کی حاجت ہوگی۔ ہنوز جو کچھ خبر کابل سے ملتی ہے نہایت ناقابل اعتبار اور اطمینان ہوتی ہے۔

ذیل مین چند رائین **قندہار** کے بارے مین درج ہین

سر رچرڈ ٹمپل کی راے ہے کہ قندہار کا موقع ایسا ہے کہ بہر صورت اسپر دخل قایم رکھا جاوے اسکے گرد و نواح کی زمین کل ایشیا مین سب سے زیادہ زرخیز اور قابل کاشت ہے وہان کی پیداوار نہایت خوب و بکثرت ہوتی ہے **جنرل بڈلف** نے ایک لکچر مین جو لرایل یونائیٹڈ سروس انسٹی ٹیوشن) کے جلسے کے روبرو دیا گیا۔ اپنی یہہ راے ظاہر فرمائی کہ سرکار کی عملداری کی سرحد مین قندہار شامل رہنا چاہیے اور دریاے ہلمند تک وجوہات ذیل کے لحاظ سے حد بڑھا لینا مناسب ہے

اول یہہ کہ جو دشمن ہندوستان پہ حملہ آور ہوکر آویگا وہ کل ہلمند

کے گرد و نواح پر قبضہ کریگا یہان خاص مقام گرشک ہے لیکن یہہ باآسانی محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ دشمن اسکو ترک کرے اور دریاے ہلمند کے شمال مین جاکر اسکو عبور کریگا مگر اسکی فوج کا دایان حصہ محافظون کی توپون کا نشانہ بنے گا لہذا اسکو اس جگہہ پر دخل کرنا واجب ہو گا

ہلمند اول حملہ کے لیے پہلی روک ہو گی۔ اور خشک نخود رسیدا اور عطا کرریزہ دوسری روک۔ انکی وجہ سے محافظون کے دخل مین قندہار اور اوسکے گرد و نواح کا زرخیز ملک بنا رہے گا اور حملہ آور فوج ایک بنجر اور اوسر پہاڑی ملک مین رہے گی۔ اور اوسکو سامان خورش ہرات کے علاقہ سے طلب کرنا پڑیگا۔ مذکورہ صدر وجوہات پر جنرل ہڈلف کی راے ہے کہ قندہار پر دخل رکھنا نہایت ضرور ہے اگر ہمکو قندہار کو ترک کردینا ہو تو اوسکے بعد دوسرا ضروری مقام خواجہ عمران کا پہاڑ ہے یہہ سلسلہ جو کوئٹہ سے پشین کی طرف واقع اور جسکے درمیان ہو کر خاص خاص سڑکین درہ بولان اور قندہار کو گئی ہین اصل روک ہو سکتا ہے۔

جنرل ہڈلف کہتا ہے کہ میدان پشین کے شمال و مشرق کے گوشہ مین بلوزی سب سے زیادہ ضروری و عمدہ مقام ہے یہان سے خوبصورت وسیع وادی کوئٹہ اور پشین کی جانب شروع ہوتی ہین اس مقام کے قریب وہ رہگذر کوہستان ہین جہان سے زوب و بورے اور تال کو جاتی ہے کوئٹہ کی سڑک پر تیرا میل جانب جنوب مقام گوال سے سیبی اور تال کی سڑک شروع ہوتی ہے کوئٹہ سے ان درون پر خاطر خواہ اختیار نہین رہتا مگر بلوزی پر دخل رہنے سے بخوبی رہتا ہے

یہان پیدا وار بکثرت ہوتی ہے اور آب و ہوا بھی صحت بخش ہے۔
علاوہ ان اصحاب کی راے کے جنہون نے بچشم خود ملک مین ہر موضع کو دیکھا
ہے اور جو اس بارے مین راے دینے کے بخوبی لائق ہین لارڈ نیپیر مگدالا
اور کرنل ہملی کی بھی یہ صلاح ہے کہ جنگی کارروائی کے لحاظ سے قندہار
نہایت ضروری مقام ہے۔ اسپر دخل رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ
اسپر دخل رکھنے سے خط سرحد شکست ہوتا ہے تاہم وہ موقع نہایت عمدہ
زرخیز زمین پر واقع ہے۔ باشندگان صلاح پسند اور دوست ہین یہان
سے ہرات کی کارروائی پر بھی بخوبی نگاہ رہ سکتی ہے۔
لارڈ لٹن سابق نائب السلطنت اور چند دیگر صاحب کی بھی یہی راے تھی
کہ اس مقام پر دخل رکھا جاوے۔ قدیم سرحد کی نسبت باترتیب سرحد حال
کے حاصل کرنے سے سرکار کو بہت عمدہ موقع نصیب ہوگا۔ ایام صلح مین
عمدہ موقع حاصل کرنے و قلعہ بندی و آمد و رفت کی سڑک درست رکھنے
اور ریلوے طیار ہوجانے سے بوقت ضرورت سرکار بہت کم تکلیف اور
صرف سے اپنی فوجون کو جہان چاہے گی فی الفور پہونچا سکے گی اور علاوہ برین
ملک کے ہر گوشہ سے و نقطہ سے واقف رہے گی حملہ آور غنیم کو اپنے
صدر مقام سے کئی سو میل فاصلہ پر ان تنگ کوہستان درہ و گھاٹی اور
خندقون کے درمیان جنکی باسانی حفاظت کر سکتی ہے حملہ کرنا پڑیگا یہ مقامات
اکثر یورش مین قابل ثابت ہوے ہین گو دیگر حملہ آوران ہند ان کو
بلا شکل عبور کرکے چلے آئے تھے۔ شاہان سلف نے ان پہاڑی مقامات پر دخل
رکھنے کی مشکل و صرف کے خوف سے یہان حملہ آور غنیم کو روکنے کے کبھی
کوئی فکر نہین کی بلکہ اپنی افواج کثیر کے بھروسے پر رہے۔ یہ بھروسہ

اکثر غلط ثابت ہو چکا ہے یہان یہہ اظہار کرنا واجب ہے کہ انگریز اپنے
شایستہ حکام و قوت و سامان حرب کی بدولت شمالی و مغربی سرحد کو
بہ نسبت دیگر سابق شاہان ہند کے بہت کم دقت و صرف سے حفاظت کر سکتے
ہاہین۔
تدبیر سوم جسکو گورنمنٹ حال کیا چاہتی ہے یہہ ہے کہ جسقدر ملک اب
فتح کر کے عملداری سرکار مین ملحق کر لیا گیا ہے ترک کر دیا جاوے اور
قدیم سرحد قایم رکھی جاوے اس پالیسی کی بنا اس خیال پر ہے کہ وہ
ترتیب سرحد اور قندہار ایسی ہین کہ جب سرکار چاہیگی ان پر آناً فاناً
مین دخل کر لیگی لہذا ان پر برابر دخل رکھنے کا اور سال بسال صرف کثیر
کرنے کی بہ نسبت بہتر ہے۔ کہ جب ضرورت ہو ایک مرتبہ خرچ کر کے دخل
کر لیا جاوے۔ یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنگ گذشتہ سے سرکار کی قوت
کا اظہار افغانستان پر بخوبی ہو گیا ہے اور سب کو یقین کامل ہو گیا ہے
کہ حکام افغانستان کی بہر صورت اس مین بہتری ہے کہ وے سرکار کے
خیر اندیش اور دوست بنے رہین۔ اس دلیل کے آخیر حصہ کے بارہ مین یہہ
جواب دیا جا سکتا ہے کہ گو حکام افغانستان سرکار سے رفاقت رکھنے
کے فواید سے بخوبی آگاہ ہو گئے ہین مگر مختلف اقوام افغان ان فواید کو
تسلیم نہین کرتے انہون نے باوجود جنگ گذشتہ مین متواتر شکست کہانیکی
کچہہ نصیحت حاصل نہین کی۔
یہہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر یہہ اقوام مناسب طور پر قواعد جنگی مین تعلیم
دیجاوین اور زبردست ہتھیار پاوین اور لایق سرداروں کے زیر کمان
رہین تو نہایت زبردست دشمن ہو جاوین یہہ صرف اس حالت مین سرکار

سکے اختیارات سے خائف ہو سکتے ہین جب کہ سرکار وہان ہمیشہ رہ کر
مضبوطی کے ساتھ حکمرانی کرے اور ہر حکم عدولی کی واجب سزا دیتی
رہے ہمیشہ اسمین بڑا فرق رہتا ہے کہ ایک حاکم ہمیشہ زبردست حکومت
رکھے اور دوسرا گاہی ماہے یورش کرکے اپنی قوت کا اظہار کرے
یہہ اغلب ہے کہ جلد یا دیر کرکے سرکار پھر ان مقامات پر قبضہ کرے
اور جب وہ سرکار کے دخل مین آجاوینگے تو سرکار پھر اسیحالت مین
ہوجاویگی جیسے جنگ گذشتہ کے وقت مین تھی ہان البتہ اب سرکار
اس ملک سے اور اوسکے کل معاملات سے ایسی ناواقف نہین ہی جیسے
اوسوقت تھی جب کہ اسکی پالیسی تھی کہ وہان کچھہ سروکار نہ رکھا جاوے
لیکن تاہم سرکار کو بوقت ضرورت یاور رفیق میسر نہ آوینگے بلکہ برعکس
اوسکے دوبارہ ملک پر دخل کرنے سے باشندگان انگریزون سے
برگشتہ ہوجاوینگے اور افغان ان سے نہ صرف نفرت ہی کرینگے بلکہ
جب ہندوستان پر حملہ کرنیکی امید ہوگی تو دشمن کے شریک ہوجاوینگے
اس سے سرکار انگریز کا خطرہ اور بھی بہت زیادہ ہوجاویگا
یہہ بھی ظاہر ہے کہ اگر سرکار اسوقت افغانستان کو ترک کردے تو
پھر خانہ جنگی شروع ہوجاوے اور باشندگان مثل زمانہ سابق کے
مفسد و قزاق ویسے شروع ہوجاوین لیکن اب یہہ یقین ہے کہ سرکار
کی حکومت سے وہان کے باشندگان جان و مال کی حفاظت حاصل
کرکے اور تجارت مین سہولت پاکر رفتہ رفتہ صلح پسند ہوجاوینگے
جبکہ وہ جنگی اقوام جو صلح کے فنون و کاروبار کے عادی نہین ہین
سرکار کے ماتحت جنگی قواعد سیکھکر عمدہ سپاہی بن جاوینگے اس تدبیر

ہین یہہ ایک اور ہے کہ جب ضرورت پیش آویگی ملک پر دوبارہ دخل کرنا پڑیگا کیونکہ روس سے سرکار کو یہہ خوف نہین ہے کہ وہ ہندوستان پر عظیم الشان فوج چڑہالاویگا بلکہ یہہ ہے کہ جب اوسکو انگلنڈ سے مخالفت کرنا منظور ہوگا وہ سپاہیون کی ایک قلیل فوج کو افغانستان کو روانہ کردیگا اور سرحد ہند کی طرف بڑہتا ہوا دیسی لوگون کی فوجین قایم کرلیگا اور وہان کے سردارون سے رفاقت کرکے جنپر سرکار کا کچھہ اختیار نہین ہے اون کو زچ اور تنگ کریگا اور چہار طرف اپنے ایجنٹ روانہ کرکے سرکار کے خلاف بدظنی اور مخالفت و برگشتگی پیدا کردیگا اور ان تمام فسادون سے وزراسینٹ پیٹرزبرگ اپنے تئین بری بیان کرینگے بس اس طور سے وہ سرکار کے لیے سخت بےچینی پیدا کردیگا اور جنگ کے لیے طیار ہونے کو مجبور کریگا اور افغانستان پر پھر قبضہ کرنے کے لیے صرف کثیر کرائیگا اور یہہ سب صرف اس خیال و انداز سے ہوگا کہ یورپ مین جنگ ہونے کا یہہ احتمال ہے اس مین روس کا ایک حبہ صرف نہ ہوگا مگر انگلنڈ کی قوت زیادہ زایل ہوجائیگی۔ ان امورات پر سر جمیس سٹفن اور سر بارٹل فریر اور چند دیگر لایق مدبرون نے نہایت لیاقت کے ساتھہ تحریرات کیے ہین۔

دوسری دلیل جو لبرل گورنمنٹ نے **قندہار** ترک کرنے کے لیے پیش کی ہے دخل رکھنے کا خرچہ کثیر ہے **کورم** اور **خیبر** فی الحال ترک کردیئے گئے۔ مگر ہنوز کوئی درست و قابل اطمینان تخمینہ نہین ہوا کہ وہان دخل رکھنے مین کیا صرف پڑیگا۔ بعض صاحبون کی راے ہے

کہ کل انتظام کا صرف خود اسی ملک سے وصول ہو جائیگا اور بعض کہتے
ہین کہ ہندوستان کی آمدنی مین سے وہ سب ادا کرنا پڑیگا وہان خاک
نہ وصول ہوگا اس مین کلام نہین کہ اولاً قندہار تک ریلوے تعمیر ہونے
سے صرف کرنا پڑیگا اور اسکی آمدنی بہت نہ ہوگی لیکن چند عرصہ مین
سبب قندہار بخوبی تجارتی مقام ہو جائیگا تو دونون ملکون کی تجارت
کو ترقی ہونے سے آمدنی مین اضافہ ہوگا۔ ضروری سڑکون کی تیاری
کرنے مین بہت زیادہ مشکل پیش نہ آویگی کیونکہ کپتان ہولڈنے جسکی
سپردگی مین افغانستان کی پیمایش ہوئی ہے رایل جاگرفیکل سوسائیٹی
کے روبرو بیان کیا کہ سڑک تعمیر کرانے مین کوئی مشکل نہین ہے بلکہ
ہندوستان کی سرحد باہر ہوتی ہے اور زیادہ آسانی ہے۔
یہہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بہت صورتون مین سرکار کی اس عرصہ
قلیل کی حکمرانی مین قندہار مین بیشمار ترقیان ہوگئین اور رقبہ
آراضی مزروعہ کا دوچند ہو گیا ہے۔
ملک کو ترک کرنے کے لیے دوسری یہہ ایک دلیل پیش کی جاتی ہے
کہ پہاڑی راہین نہایت دشوار گذار ہین لہذا یہہ مناسب ہے کہ یہہ مشکلات
دشمن کو طے کرنے کے لیے چھوڑ دیتے جاوین اور سرکار خود اُنسے
محفوظ رہے اسکے جواب مین یہہ کہا جاسکتا ہے کہ سرکار کبھی خاموش
ہوکر نہ بیٹھے گی جب کہ دشمن قندہار و کابل اور جلال آباد مین
فوجین جمع کرتا رہیگا اور سرکار اگر سکوت اختیار کرے تاہم دشمن کیلئے
ان مشکلات کو طے کرنا کچھہ دشوار نہین کیونکہ ایک راہ خیبر کے درمیان ہوکر
بہت نزدیک ہے جمرود اور داکا کے درمیان پہاڑی راہ کا کل

طول صرف ۸۲ میل ہے اسمین عمدہ ہموار سڑکین نبی ہوئی ہین دوسری راہون کے گذرنے مین بھی کوئی بڑی مشکل نہین ہے بشرطیکہ کچھ مخالفت نہو

ابھی حال مین لارڈ نیپیراف مگڈالا نے قندہار پر دخل رکھنے کے بارے مین ایک یادداشت ارقام فرمائی ہے جس سے جناب ڈیوک اف کمبرج اور دیگر صاحب تجربہ لوگون نے اتفاق ظاہر کیا ہے۔

کورم اور خیبر کی راہون کے ترک کرنے مین اسقدر ہرج نہین ہے جیسا قندہار کے ترک کرنے مین متصور ہے۔

خیبر خصوصًا اس باعث خالی کر دیا گیا ہے کہ اسکی آب وہوا موسم گرما مین نہایت مضر صحت اور مہلک ہوجاتی ہے اور وہ سرحد سرکار کابلی سے اسقدر نزدیک ہے کہ آنًا فانًا اسپر دخل ہوسکتا ہے اسی طور کورم پر دخل رکھنے مین چند نقصانات ہین اسکے اکثر مقامات جہان پر فوج رکھی جاویگی وہان کی آب وہوا نہایت ہی مضر صحت ہے اور ریلوی تعمیر ہونے کی وہان جلد امید نہین علاوہ برین موسم سرما مین شتر گردن کی راہ تین ماہ تک بند رہتی ہے ان ایام مین اس جانب سے کوچ کرنا بالکل غیر ممکن ہے اس راہ سے راولپنڈی سے کابل پہونچنے مین خیبر کے راہ کی نسبت زیادہ عرصہ لگتا ہے تاہم اگر سرکار کو روس سے جنگ کرنی پڑیگی تو وہان کچھ فوج کے مقیم کرنیکی ضرورت ہوگی۔

ان معاملات کا انجام پردہ غیب مین پوشیدہ ہے آیندہ تواریخ ظاہر کرے گی کہ جو رائین اسبارے مین ظاہر کی گئی ہین ان مین سے کون زیادہ قابل قدر اور صائب ہین لیکن تاہم ان لوگون کو جو اس ملک

کے لیے جان و دل سے لڑے ہین اور جنگ گذشتہ کا کل صرفہ
ادا کیا ہے اسمین صبر نہین آتا کہ اس طور پر فتح کیا ہوا ملک کلیتہ ترک
کر دیا جاوے کہ جب ضرورت پیش آوے تو از سر نو اسکو فتح کرنیکیلیے
محنت کی جاوے

اور یہہ اسلیے کیا جاتا ہے کہ پھر خاموشی اور سکوت کی پالیسی اختیار کیجاوے
لیکن جب روس یہان تک بڑہ آیا ہے کہ ہر وجب چاہے سیدہے
تو خود اس پالیسی کے موئید تک اب سکوت اختیار کرنے کی صلاح نہ دینگے

میدان کورم

صاحب موصوف لکھتے ہین۔ اول منزل کوہاٹ سے خواجہ خضر
کی سولہ میل ہے آدہی دور تک سڑک ہے اور میدان سبزہ زار مین
ہوکر راہ گذری ہے اسمین زرد زمین بھی اچھا ہے اور شیشم اور توت
اور لیلی مجنون اور گولر وغیرہ وغیرہ کے درخت سڑک کی دونون جانب لگے
ہین گولر کے درختون پر اکاس بیل کثرت سے پھیلی ہے باقی آدہا راستہ
نشیب و فراز کا پہاڑون پر سے ہے زرد زمین بھی یہان کم ہے۔ پہاڑون
کے نشیب مین زراعت ہوتی ہے دور دور متفرق کھیت نظر آتے ہین
جھانکڑ کے درخت پہاڑون پر خشک کھڑے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہان کی زمین بالکل خراب اور بنجر ہے اکثر جواسہ کروندا بیری کے درخت
دیکھنے مین آتے ہین۔

خواجہ خضر مین ہمارا کمپ پڑا یہہ مقام ایک با موقع خوشنما جگہہ ہے۔
ہری ہری گھانس اور توت کے سرسبز درخت سایہ دار تھے اور کمپ
کے قریب ہی ایک چشمہ جاری تھا یہہ چشمہ دریاے توی سے بہا ہے
اور بہت پانی اسکا نہرون مین ہوکر بہتا ہے۔

دوسری منزل ہنگو کی تھی جو تیرہ میل ہے چھوٹے پہاڑون کے میدان
سے یہہ راستہ گیا ہے اوسکے گرد اور بلند پہاڑون کا سلسلہ ہے یہان
پر وہی کریل اور جواسہ اور بیر کے درخت بکثرت ہین تیترا ور خرگوش
یہان بہت ہین۔ ضلع ہنگو کے باشندے بنگش افغان یعنی بنگاخ پٹھان ہین

یہہ مویشی پالتے ہین اور باغات رکھتے اور زراعت کرتے ہین ۔ موضع ہنگو نہایت
خوشنما طور سے باغات اور کھیت اور پائین باغون مین ہے ہنگو سے
کاہی سولہ میل کے فاصلہ پر ہے ۔

اس مقام کا راستہ پتھرون اور نشیب و فراز مین ہو کر گیا ہے اور دامن
کوہ اور کنزئی مین بھی یہان کا پانی بہت سی خندقون مین ہو کر ہر طرف
سے جاتا ہے ۔ ہمارا کمپ بلند مقام پر جو دو میل کے فاصلہ پر موضع کاہی
سے ہے پڑا تھا۔ یہان پر بہت سے جھوپڑے پڑے ہین اور اوسکے قریب
ہی ایک مربع قلعہ ہے اس قلعہ کے گرد حفاظت کے لیے پانچ چھ برج ہین جس سے
یہان کے لوگون کے عادات اور جان و مال کی بے امنی
ظاہر ہے ۔

مقام کاہی سے درسمند کو راستہ ہے یہہ مقام چودہ میل کشادہ
میدان نشیب و فراز مین ہے جہان تردد کم ہے یہان سے دوسری منزل
تھل کوہی یعنی تھل بلند خیل کو جو آخیر موضع برٹش عملداری مین
اس جانب ہے اور مشرقی کنارہ دریاے قرم کے واقع ہے جو یہان پر
تین سو گز چوڑا ہے اور پتھرون مین ہو کر بہتا ہے ماہ مارچ مین جب ڈاکٹر بلو
صاحب یہان اوترے تھے تو گھوڑے کے سینہ تک پانی تھا۔

اول پندرہ سولہ میل بعد اوترنے دریا کے ڈاکٹر بلو صاحب تحریر کرتے
ہین کہ ہماری راہ دشوار گذار پہاڑون مین ہو کر تھی جسکو دشت سنگ کہنا
چاہیئے مگر ادھر اودھر کچھہ سیاہی مائل پتھر نظر آتے تھے یہان پر کوئی
جاندار چیز دیکھنے مین نہین آئی چرند نہ پرند نہ انسان صرف دو تین
جھاڑیان دیکھی تھین اس ویران مقام کو طے کرکے ایک اور مقام مین

پہونچے جسکا نام سرخوا تھا اس موضع کے لوگ قوم پٹھان
خٹک سے ہین انکو خود اپنا ملک چھوڑ کر بوجہ نفاق کے یہان آباد ہونا پڑا
پچاس برس سے یہان آکر بسے ہین۔ گانون اور یہان کے لوگ بہت
مفلس ہین۔ اس سفارت نے بوگزئی مین جاکر کمپ ڈالا یہہ مقام اکیس
میل تھل سے ہے یہان پر تین چار مزرع جداگانہ ہین ہر ایک مین چار دیواری
اور برج ہین مقام سدہ یہان سے تیرہ میل کھیتون اور باغات مین ہوکر
ہین جو دریاے قرم کے کنارے ہین یہان سے کوہ سفید معلوم
ہوتا ہے یہہ بہت عمدہ سلسلہ پہاڑون کا ہے جس سے قرم کا میدان
گھاٹی خیبر سے جدا ہے یہان سے بڑہکر قلعہ کرم ہے یہہ سولہ میل
خوب آباد اور زرخیز ملک مین ہوکر ہے یہان کے باشندے توری
کی قوم سے ہین۔
قلعہ قرم سے چند میل اس طرف جس قلعہ کا نام اعظم بھی ہے ہمارا
راستہ وسیع باغ توت سے تھا یہہ درخت آسمان سے باتین کرتے
تھے۔ پہلے تو ایک پائین باغ تھا۔ اس پائین باغ کی بنا شاہجہان بادشاہ
نے کی تھی اور فیض باغ نام رکھا تھا اب صرف اوس عمدہ باغ کی علامت
پائی جاتی ہے سڑکین وغیرہ بہت کم دکھائی دیتی ہین وہان کی کھیتی سے
جوسقدر سڑکون کے نشان پائے جاتے ہین وہ بھی نہ معلوم ہوسکے
قلعہ قرم بہت وسیع ہے۔ آٹھ برج ہین اور گرد اوسکے عمیق عریض خندق
ہے اسپر پل بھی بندھا ہے۔
قلعہ قرم کے گرد کی کیفیت حقیقت مین نہایت خوشنما ہے شمالی
جانب نہایت عظیم الشان کوہ سفید ایک دیوار کے مانند ہے پشتو زبان

ہین اس پہاڑ کو اسپینگڈہ کہتے ہین۔ یہہ پہاڑ میدان کورم اور میدان
نان گوہر یعنی جلال اباد کے حد فاصل ہے جنوبی جانب اس عمدہ
پہاڑ کے تین درجہ معلوم ہوتے ہین جو درجہ سب سے اونچا ہے پہلے
اوسپر برف گرتی ہے۔ اوسکے دوسرے اور تیسرے درجہ تک
برف گرتی چلی آتی ہے دوسرا درجہ اس پہاڑ کا خوب سرسبز ہے
یہان پر جنگل ہین ہرن اور بہیڑ بکری چرتی اور رہا کرتی ہین۔ نیچے کے
درجہ مین بہت بڑا جنگل ہے جسمین بڑے بڑے عالیشان درخت ہین
بلوط وغیرہ کے درخت بہت ہین جنکی لکڑی نہایت کارآمد ہے اس
جنگل مین ریچھ اور چیتے اور لگڑبگہا یعنی گفتار اور تیندوا اور پرند جانور
بہت سے اقسام کے رہتے ہین۔
جنوبی کنارے کوہ سفید کے سرسبز میدان قرم کا ہی اور اسی
نام سے ایک دریا بھی یہان بہتا ہے اس دریا کا پانی نہایت شفاف
ہے اور بلور کے مانند چمکتا ہے چونکہ برف سے پانی آتا ہے اسلیے
یہہ چمک اور صفائی اسمین ہے چپ و راست اسکے جو ٹیلے ہے وہ
نہایت سرسبز ہے۔
قرم سے قلعہ حبیب کو سولہ میل کا فاصلہ ہے یہہ ایک سنگلاخ میدان
ہے بجز پتہرون کے اور کچھہ نظر نہین آتا۔ اسطرف یعنی درمیان قلعہ قرم
اور موضع ہیوار کے میدان قرم اٹھارہ بیس میل چوڑا ہے اس
میدان مین ہوکر دریا بہتا ہے اوسکا نام بھی ہیوار ہے دریا کے کنارون
پر بہت سی کھیتیان اور میوہ دار درختون کے باغات ہین اس فاصلہ مین
جابجا مواضع ہین اور سب مین چار دیواریان ہین ان مقامات مین جو غلہ

پیدا ہوتا ہے وہ رکھا جاتا ہے۔ جنوبی جانب میدان قرم کے نیچے پہاڑ
ہین۔ اسپر جنگل اور درخت کم ہین اور شمالی جانب کوہ سفید عالیشان
کھڑا ہوا ہے جسکی چوٹی پر برف ہے اور مقام سرسبز اور جنگل ہے اسکے
دامن مین نہایت خوشنما شاداب مقامات ہین کہ دیکھکر دلکو فرحت ہوتی
ہے اور مواضع بھی نہایت اچھے یہان لوٹ کے درخت بکثرت ہین۔
مشرقی جانب کچھ فاصلہ سے جنوبی جانب یہہ میدان گھوما ہے یہان سے
کیفیت نہین معلوم ہوتی کیونکہ سفید کوہ اور خیبر کے پہاڑون کی آڑ ہے
اور عقب مین قلعہ قرم ہے جسکے گرد وپیش مواضع ہین مغربی جانب ہمارے
کمپ کے روبرو پہاڑ پیدا رہین جنپر ہوکر ہمکو گذرنا پڑیگا۔ اس سے آگے
پڑہکر منزل علی خیل کی ہے جو یہان سے اٹھارہ میل ہے اس پہاڑ کی صورت
مثل کوہ البین کے ہے جو قوم جہیس یہان رہتی ہے اوس نے گھاٹی
سے نہ گذرنے دیا وہ بہت مخالف تھی لہذا گھومکر جانا پڑا اور وہان سے
مقام رودکین پر منزل تمام کی اوسکی نسبت یون لکھا ہے کہ جس پہاڑسے
آج گھومنا پڑا وہان ٹہرسلے لیکن یہہ کمزور معلوم ہوتے ہین کیونکہ اکثر پہاڑ
گر گیا ہے۔ رودکین کے پاس پہاڑ ایسے مل گئے ہین کہ صرف ایک تنگ گھاٹی
ہوگئی ہے یہان ایک دریا بہا ہے لیکن بہت خفیف روانی اسکی ہے اور
پانی اسکا دریاے ہرباپ مین جاتا ہے اس پہاڑ کے اوپر کے درجہ
مین تو برف بھری تھی اور دوسرے درجہ مین جنگل تھا۔
رودکین مین ایک مقام پر کمپ پڑا جہان زمین افتادہ تھی اور گرد اوسکے
کھیت مزروعہ تھے یہان سے ایک بہت بڑا دریا نکلا ہے اور گھاٹی مین
ایک بلند چوٹی سفید کوہ کی ہے جو برف سے ڈہکی ہوتی ہے اسکی بلندی

کو دیکھکر خوف آتا ہے۔ زراعت یہان کم ہوتی ہے مگر غلہ اور میوہ پیدا ہوتا ہے
روکین سے مقام ہزارہ یا اونجا مرغا ہے یہہ راستہ بالکل گھاٹی مین ہے
اور دوسو گز کی چڑہائی تک برابر جیڑہی کے درخت ہین آگے بڑہکر گھاٹی
سے ایک چھوٹا سا میدان ہے جو ملک گرد ہزارہ یا اونجا مرغا کے سب
جو نام غلزئیون نے رکھا ہے یہہ شمالی مشرقی جانب ایک برابر میدان
مین لپا ہے یہہ ملک طول مین بہت ہے اور عرض مین بہت کم۔ چھہ مہینے
سے زیادہ عرصہ تک برف باری ہوا کرتی ہے۔ ایام گرما مین یہان قومین
آتی ہین اور قیام کرتی ہین یہہ قومین غلزئی کی ہین یہان ان کے مویشیون
کے لیے چارہ خوب ہے اور خود ان لوگون کو بھی میدان کی گرمی سے
امن ہے۔

یہان سے خوشی مقام کو اٹھارہ میل کی منزل پہاڑون پر ہے یہہ گھاٹی بہت
دشوار ہے بعض مقام پر تو گھاٹی پر اسطرح پہاڑ چہائے ہوے ہین
کہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اب گرے اب گرے اون کو دیکھکر روح پرواز
کرتی تھی کہ اب یہان سے زندہ نکلنا دشوار ہے بعض بڑے ٹکڑے
پہاڑون کے ایسے ایک دوسرے سے ملے ہوے کھڑے تھے
کہ اونکے گرنے کا خوف ہوتا تھا ان سے ایک قدرتی دروازہ بنگیا تھا
اس دروازہ سے نکلکر ایک میدان ملا وہان بھی عجیب کیفیت دیکھی عرض
تو یہان اٹھارہ بیس فیٹ تھا اور طول اسی فیٹ ہوگا جب وراستہ پچاس
ساٹھہ فیٹ بلند تھا لیکن اس قدرتی دیوار کے پہاڑ پر نشیب تھا یہہ قدرتی
دروازہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی عمدہ کاریگر کا بنایا ہوا ہے یہان پر ایک چشمہ
پانی کا صاف بہتا ہے۔ اس چشمہ مین رنگا رنگ کے پتھر ہین بعض پتھر نہایت

خوبصورت تھے یہہ بات قابل غور ہے کہ پانی نہایت صاف اوسمین ایسے خوشنما سنگ ریزے پڑے ہوے تھے اوسوقت عجیب رنگ پیدا ہوتے تھے آخر کار میدان مین پہونچکر سڑک نظر آئی اور مقام خوش ملا۔ یہہ مقام خوش نہایت آسودہ ہے رسد وغیرہ بخوبی میسر آتی ہے اس مقام سے آگے بڑہکر کوئی دلچسپ مقام نہین ہے کابل یہان سے پچاس میل شمالی جانب اور غزنی ستر میل جنوبی مغربی جانب ہے۔

جیکب آباد سے قندہار تک درہ بولان کی راہ

۱۔ روجہان ۱۱ میل ۵ میل تک سڑک اچھی مضبوط ہے باقی ریتلی اور دشوار گذار ہے سڑک دونون طرف ہموار اور سر میدان ہے اور گرد ونواح کا ملک بالکل بیابان ہے سڑک کے کنارے کوئی گانون نہین پڑتا روجہان کے قریب اونٹون کے لیے کچھ چارہ ملتا ہے لیکن گہوڑون کے لیے ایک پتا گھانس کا بھی نہین ہے تین کنوئین ہین اور تینون مین پانی بکثرت اچھا ہے گانون نہین معلوم ہوتا لیکن دو کچے مٹی کے مربع قلعہ ہین اور باشندون نے اون کو چھوڑ دیا ہے یہہ حیدرا کے مغرب کی طرف واقع ہے۔

۲۔ باشور ۲۶ میل ۳۷ میل راستہ ہموار اور سر بیابان مین سے واقع ہے سبزی کا چارہ یا پانچ میل بعد سے نشان تک معلوم نہین ہوتا راستہ مین نہ کوئی گانون نہ جھونپڑا نظر آتا ہے یہہ موقع مغرب اور شمال کی طرف واقع ہے جانب جپ کوہ حالہ صاف نظر آتا ہے بارشور مین دو یا تین کچے قلعے ہین اونمین مین باشندے رہتے

ہین بیس بائیس چھوٹے کنوئین ہین جنکا قطر دو فیٹ ہوگا اور پانی بھی ایک فیٹ دو فیٹ ہوگا اور ایک نالے مین یہہ واقع ہین جب دریا طغیانی پر ہوتا ہے تو ان مین بھی پانی آتا ہے اور وہی پانی گانون کے باشندونکے کام آتا ہے۔

۳۔ ۱۴½ میل - ۳۰ گز ۵۲½ میل سڑک اوسی بیابان مین سے جسمین سے کل کوچ ہوا تھا بہت دور تک واقع ہے آخر مین کسیقدر ملک بہتر ہوتا جاتا ہے اور چند مواضع ملتے ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اون کے باشندے چھوڑکر چلے گئے ۸ چاہ نالے مین کھدے ہوئے ہین اور یہہ نالہ میرپور کے نیچے ہے۔ انتجار ثمر عشق کا ہجوم شہر کی فصیلون کی باہر ہے اور بعد دوروزکے سفر بیابان کے دلکو تازگی ہوتی ہے۔

۴۔ استاد - ۱۲½ میل ۶۵½ میل قاسم کوٹ کے نزدیک سڑک بہت خراب اور شکستہ ہے قاسم کوٹ سے گھاٹیان برابر دریاے ناری کے کنارہ راست پر کچھہ دور تک چلی گئی ہین اور بالکل بیابان ہے تا وقتیکہ استاد کے نزدیک پہونچین اسکے گرد گیہون کے کھیت نظر آتے ہین اور قبل کے بیابان کی نسبت نیا ملک معلوم ہوتا ہے ایک عمدہ صاف نہر دریاے ناری سے ہماری خیمہ گاہون کے نزدیک ہوکر گذرتی ہے اور پانی بہت عمدہ ہے مغرب کی طرف بہت اونچان پہاڑ نظر آتے ہین استاد دیگر موضع کے موافق بنا ہوا ہے اور گرد مین اونچی کچی فصیل ہے اور جا بجا فصیلین اور برج ہین تا کہ کچھران اور بلوچ ڈاکہ زنون کے حملہ سے محفوظ رہین یہہ لوگ کہار اسی او تر تی ہین اور جو کچھہ شہر مین پاتے ہین لے بھاگتے ہین۔

۵۔ بھاگ ۹ میل ۵ فرسنگ۔ ۵ میل سڑک بہت شکستہ ہے اور گڑھے پڑے ہوے ہین اول چار پانچ میل تک ملک بیابان اور غیر مزروعہ ہے لیکن بعد ازان بہت عمدہ گیہون کے کھیت نظر آتے ہین۔ چھہ میل کے بعد دریاے ناری ملتا ہے۔ بھاگ سے ایک میل ادھر خیمہ پڑے شہر بھاگ کے گرد ایک کچی فصیل ہے اور شکستہ بھی نہین ہے بازار عمدہ ہے گھاس کم ملتی ہے لیکن پانی بہت ہے۔

۶۔ میحصار ۱۹ میل۔ ۱۹ میل سڑک اچھی ہے لیکن راہ مین گڑھے نالے اور خشک نہرین ملتی ہین ان مین سے ایک کے پار ہونے مین گھوڑےکے توپخانہ کو بہت مشکل ہوئی تھی ہماری خیمہ گاہ سے آدھ میل پر ایک ندی دریاے بولان کی شاخ ہے اور اوسی کے کنارے پر موضع میحصار واقع ہے یہ ندی تیس یا چالیس گز چوڑی ہے اور وسط مین بہت عمیق ہے رسالہ کے برگیڈ کے لیے یہان گھانس خوب ملگئی۔ موضع کے گرد بہت عمدہ گیہون کے کھیت ہین لیکن اونٹون کے لیے چارا بہت کم ہے صرف جھاؤ ملتا ہے

۷۔ نوشہرہ۔ ۱۶ میل ۱۰۔۷ میل تک سڑک بہت عمدہ ہے اسکے بعد ایک پستہ سلسلہ پہاڑ مین یہ سڑک داخل ہوی ہے اور تین چار میل تک اسی گھاٹی مین چلی جاتی ہے یہان سڑک بہت خراب ہے اور دو تین گہری نہرون پر سے گذرتی ہے دریاے کھاری بھی ملتا ہے لیکن وہ اب خشک تھا اسکے بعد سڑک اچھی ہے نوشہرہ کے گانون کے سامنے سڑک کی جانب خیمہ برپا ہوے۔ نوشہرہ ایک صاف موقع پر واقع ہے اورگرد اسکے ایک کچی فصیل ہے۔ یہ فصیل شکستہ بھی نہین ہے۔ چاہ نہین ہے لیکن ایک تالاب ہی جو ہماری خیمہ گاہ کی پشت پر واقع ہے اور ہمارے

مطلب کے لیے کافی ہے حکم ہوا ہے کہ دریاے بولان کو کاٹ کر پانی
اس تالاب مین گرایا جاے اس صورت مین پانی بہت ہو جایگا۔ گھانس ملتی
ہے لیکن اونٹون کے لیے چارا نہین ملتا صرف لانا گھانس ملتی ہے اسکو
سواے پنجاب کے اونٹون کے اور کوئی اونٹ نہین کھاتا کیونکہ وہ نمکین
بہت ہے نواح کے ملک مین سبزی کا نام نہین کچھ کھیت گاون کے
گرد دکھائی دیتے ہین خیمہ گاہ سے شہر کا رخ شمال و مغرب ہے۔

۸۔ دادار ۔ ۷ میل ۔ ۱۱۴ میل سڑک اچھی ہے اور ملک کشادہ ہے سیحصار
سے ابتک پہاڑون مین کوچ کرتے چلے آتے ہین نوشہرہ سے پانچ میل
بعد دریاے بولان کو اوترنا پڑتا ہے اور مقابل کا کنارہ اونچا ہے توپون
کے چڑہنے مین مشکل ہوتی ہے باقی سڑک اچھی ہے۔ دادار ایک میدان
مین واقع ہے اور کچھ درخت بھی ہین اور عمدہ کاشت بھی ہے سڑک کے
پاس سے ہوکر دریاے بولان گذرتا ہے دہانہ بولان یہان سے چار
میل پر مغرب کی جانب ہے سڑک دریا کے کنارے کنارے گئی ہے
اور چار مرتبہ دریا کے پار ہوتے ہین مغرب و شمال کی جانب ایک اونچی
پہاڑ کی برف سے ڈہکی نظر آتی ہے۔

۹۔ کوہان و یلان ۔ ۱۱ میل ۔ ۱۲۵ میل خیمہ گاہ سے آدہ میل پر سڑک دریاے
بولان مین اوترتی ہے اور چار میل تک راہ اوسین سے ہے سڑک مغرب
کی طرف جاتی ہے اور اتنی دور مین دو ندیان ملتی ہین جو دو فیٹ گہری ہین
پانچوین میل مین سڑک بولان پہاڑون مین داخل ہوتی ہے اور دو ندیان راستہ
مین ملتی ہین بعد ازان ایک میدان سبزہ زار درابی نام ملتا ہے قافلے
یہان ٹھہرا کرتے ہین دونون طرف کے پہاڑ خشک بید رخت ہین چڑہائیان

بہت دشوار نہین آج کے کوچ مین درہ دو سو تین گز سے چوڑا کہین نہ تھا سڑک اچھی ہے توپخانہ بخوبی جا سکتا ہے۔ کوہان و یلان ایک پتھریلے کشادہ میدان مین واقع ہے دریا کے کنارے پر بھی گھانس روئیدہ ہے بعض گھوڑے اوسکو کہاتے ہین اونٹون کے لیے چارہ نہین ملتا۔

۱۰۔ قسط۔ ۱۱ میل۔ ۱۳۶ میل آج کے کوچ مین سترہ مرتبہ دریا کے پار ہوے سب سے گہری ندی ڈہائی فیٹ تھی باقی ڈیڑہ فیٹ سڑک پر توپ مین جا سکتی ہین۔ کوہان و یلان سے درہ کسیقدر تنگ ہے۔ لیکن تمام کوچ مین دونون پہاڑون مین اسّی یا سو گز سے فرق کم نہ تھا بعد چھ میل کے درہ چوڑا ہوتا ہے۔ اور قسط پہاڑ جانب شمال اور جانب مغرب مڑ جاتے ہین اور کشادہ میدان خیمون کے لیے موجود ہے۔ دریا کے نزدیک دوب گھانس ملتی ہے اور ایک چشمہ بھی ہے لوگ پانی پیتے ہین یہہ گرم چشمہ ہے لیکن فی الحال یہہ سرد ہے چارا اونٹون کے لیے ملتا ہے چڑہائیان پہاڑ کی آسان ہین۔

۱۱۔ بیبی نینی۔ ۹ میل۔ ۱۴۵ میل۔ سڑک پتھریلے میدان مین سے گذرتی ہے پانچوین میل پر پست سلسلہ پہاڑ ملتا ہے اور بیبی نینی سے کسقدر جنوب و شمال کی طرف ہے یہان گھوڑون کے لیے لمبی گھانس ملتی ہے۔ اور اونٹون کے لیے چارا بہت کم دستیاب ہوتا ہے بعض پہاڑون کے نیچے چند چھوٹے چھوٹے ببول کے درخت نظر آتے ہین مغرب و شمال کی جانب پہاڑ ہین ایک درہ ہے جہان سے قلات کو سڑک پاتین کومل مین ہوکر جاتی ہے۔

۱۲۔ ابیگم۔ ۹ میل۔ ۱۵۴ میل۔ بیبی نینی سے مغرب و شمال کی جانب واقع

سے ہے چار پانچ میل تک سڑک پتھریلے میدان مین واقع ہے۔ سڑک کے دونون طرف پہاڑ اول کوچ مین چار سو گز کے فاصلے مین ہین بعض پانچوین میل پر چوڑی ہو جاتی ہین بعدازان ابگم تک وسیع میدان وہان جاکر ساٹھ گز کے فاصلے پر ہو جاتے ہین اور چند گز کے بعد پھر کھل جاتے ہین ابگم کے قریب چڑھائیان آسان گذار ہین اور اونچی نہین ہین گھوڑون کو گھانس نہین ملتی اونٹون کے لیے تھوڑا چارا ہے

۱۳۔ سر بولان۔ ۱۰ میل۔ ۱۶۴ میل سڑک پتھریلے میدان مین سے ہے اور اسی میدان مین دریا بہا کرتا ہے پتھرون کے سبب سے توپخانہ کو بہت تکلیف ہوئی اور آٹھ آٹھ گھوڑے ایک ایک توپ مین جتتے ہین ۵ میل کے بعد دست راست کی طرف ایک کھجور کا درخت ہے اور اوسکے نزدیک چشمہ ہے چشمہ کے کنارے پر کچھ کھیت ہین خیمہ گاہ کے نزدیک بھی یہی چشمہ واقع ہے اور برابر ابگم تک چلا گیا ہے وہان جاکر یہہ چشمہ زمین مین داخل ہوتا ہے اور زیر زمین بہتا ہے یہان تک کہ دریاے بولان مین کسٹا کے نزدیک جاکر ملتا ہے۔ آج سڑک مغرب و شمال کی جانب تھی مگر سڑک مین بہت موڑ ہین آخر کے دو تین کوچ آسان و متدارج چڑھائی پر ہوے تھے۔

۱۴۔ دشت بیدولت۔ ۱۴ میل۔ ۱۷۸ میل سڑک دن بھر پتھریلی ملی چوتھے میل پر درہ بہت تنگ ہے اور پہاڑ آٹھ سات چکر کھاتے ہین انمین سڑک ساٹھ فیٹ سے سو فیٹ تک چوڑی ہے اور پہاڑ دونون طرف سیدہے اوٹھتے ہین درہ بولان کے اس مقام پر لشکر روکا جاتا تھا اور یہہ آٹھ موڑ ایک میل لمبے ہین ساتوین میل پر ایک چھوٹا چشمہ پانی کا ملتا ہے

جسکا دوسان کا موہنہ نام ہے اسکے بعد درہ دوسو گز چوڑا ہوجاتا ہے اور تاوقتیکہ چوٹی پر درہ کی نہ پہونچو اتنا ہی چوڑا رہتا ہے یہان سے چوٹی گیارہ میل ہے لیکن ایک سڑک اونچی پستلو چڑہائی چڑہتی اور پھر دشت بیدولت مین اترتی ہے۔ تین میل کے فاصلہ پر ہماری خیمہ گاہ تھی دشت بیدولت مین خوشبودار چھوٹی جھاڑیان ہین اور اونٹ اونکو بہت شوق سے کھاتے ہین بہت ببول بھی دکھائی دیے لیکن گھاس بہت کم ہے اور سیوا سے چند چھوٹے تالابون کے پانی نہین میسر آتا۔

۱۵۔ سیراب۔ ½ ۱۵ میل۔ ½ ۱۹۲ میل سڑک دشت بیدولت مین چڑہتی اوترتی ہے ملک ویسا ہی ہے جیسا پہلے بیان ہوا سیراب کے نزدیک چند کھیت ہین دریا کی جڑ پر دشمن تھا ولین پانی بہت ہے گھاس اور چارا کم جلانیکو لکڑی بھی کم ملتی ہے لیکن کئی گانون متفرق ہین اور اونکے گرد میوہ دار درخت ہین۔

۱۶۔ قطع۔ ۹ میل ½ ۲۰۲ میل سڑک ہموار و نرم زمین سے ہوکر گذرتی ہے زمین مزروعہ بہت ہے اور بہت گانون اور میوہ دار درخت نظر آتے ہین۔ قطع چھوٹا سا شہر ہے کچی فصیل گرد کچھی ہے اور دو دروازے ہین قلعہ بیچ شہر مین ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے۔ جو گیہون وغیرہ پیدا ہوتے ہین گھاس اچھی ہے اور بہت ہے جلانیکی لکڑی کا بھی یہی حال ہے لیکن چارا کم ہے۔ قطع ملک شال کا پایۂ تخت ہے اور خیل ککارکا خوان یہان رہتا ہے موقع اسکا بہت خوبصورت ہے اور چارون طرف چھوٹے چھوٹے گانون میوہ دار باغ اور کھیت واقع ہین شمال و مغرب کی طرف قطعہ سے دریاے چانا واقع ہے اسکا پانی بہت شیرین ہوتا ہے

۱۷ - کچلاق - ۱۲ میل ۱/۲ ۲۱۴ میل قطوہ سے کچلاق تک ملک پست و تر ہے بہت سی نہرین اوترنی پڑتی ہین اونٹون اور ٹٹوؤن کو بہت مشکل ہوتی ہے چھٹے میل پر سڑک آدھے میل تک بلندی پر چڑھتی ہے اور پھر یکایک ایک دریا مین اوترتی ہے یہہ دریا دو پہاڑون کے بیچمین واقع ہے اور جگہہ بہت تنگ ہے قریب سو گز کے چوڑی ہوگی اسطرح کہ یہ سو گز تک چلی جاتی ہے اوسکے بعد سڑک چوڑی سبز ملک مین اوترتی ہے وہان کچلاق کی دیہات سے ایک میل پر پہاڑ مین سے ایک چشمہ جاری ہوتا ہی اور موضع کچلاق کی نیچے سے گذرتا ہی خیمہ گاہ کے سامنے عمدہ خوش زمین پر واقع ہین گھانس اور چارا اس موسم مین کم ملتا ہے لیکن اونٹون کا چارا بہت ہے اگرچہ پانی خشک ہوگیا ہے خوشبودار جھاڑیان تمام ملک مین پہلی ہوی ہین لیکن ہندوستان کے اونٹ اونہین نہین کہاتے اور خراسانی اونٹون کو بہت پسند ہے خیمہ گاہ کے نزدیک چند بڑے درخت جلانے کے لیے موجود ہین سیدہی سڑک گانون سے دو میل پر مغرب کی جانب جاتی ہے لیکن کھیتون کے سبب سے راستہ مین دلدل ہوجانے سے ناگذار رہے۔

۱۸ - حیدرزئی - ۱/۲ ۱۰ میل - ۲۲۵ میل ہر میل پر سڑک گڑھون اور نالون پر گذرتی ہے اور اونٹون کو اور ٹٹوؤن کو بہت مشکل ہوتی ہے سڑک پست پہاڑون مین کئی چکر کھاتی ہے اور کئی مشکل چڑہاؤ اوتار بھی ہین لیکن زمین سخت اور اچھی ہے زراعت اونتی نہین ہے جتنی کل کے کوچمین دکھائی دی تھی تاوقتیکہ گانون کے نزدیک پہونچے جو پہاڑ کے نیچے واقع ہے یہان آبادی نہین ہے گھوڑون اور اونٹون کے چارہ کے لیے مشکل ہی اس مطلب کے لیے جو خریدے گئے گانون سے

ایک میل پر پانی دریا مین ملتا ہے۔

۱۹۔ ہیکل زئی۔ ۱۱ میل۔ ۲۳۲ میل کل کی بہ نسبت سڑک بہتر ہے مگر نالے اور گڑہے بہت ہین سڑک ملک پشین مین اوترتی جاتی ہے اسی ملک مین یہہ گانون بھی واقع ہے مقام بڑا ہے اور کھیت بھی اردگرد بہت ہین گھانس و چارا کم ہے پانی دریا مین بہت ہے غلہ سب قسم کا اچھی طرح ہے۔ بکری بھیڑ بھی ملتی ہے۔

۲۰۔ ارنبی کاوزہ۔ ۱۵ میل۔ ۲۵۱ میل ساٹھ میل تک سڑک اچھی ہے اور توپین گذر سکتی ہین اکثر راہ مین ملک مزروعہ ہے ساتوین میل پر دریا سے نورا ملتا ہے آج کل یہہ خشک تھا لیکن کنارے بہت گہرے ہین اور چڑہنے مین بہت مشکل ہوئی سڑک کا مگر توپین لے گئے پانی دو فیٹ گہرا تھا آدہ میل دست چپ کی طرف دریا مین سے تہوڑی محنت سے توپون کے گذرنے کے قابل پل بن سکتا تھا چونکہ تھک گئے تھے لشکر دوسرے کنارے پر ٹہرا اوسکو یہان گھانس نہ ملی اسلئے وہ آگے ارنبی کارز کو جو یہان سے آٹھ میل ہے گیا سڑک اچھی ہے گردکے ملک مین جنگل کھڑا ہے زراعت بہت کم ہے گانون کے نزدیک کسیقدر کھیت ہین دریا بھی جاری ہے گھانس چارے کا وہی حال ہے جو پہلے تھا۔

۲۱۔ چاہان چولے۔ ۲۰۔ ۲۷۱۔ میل برگیڈ الفنٹری درہ کوہ جاک پر خیمہ زن ہوئی پانی چارا قریب ملتا تھا سڑک آسان گذار ہے دو تین چشمے اوترتے پڑتے ہین کہ موضع عبداللہ کالا کو پہونچ جاتے ہین یہہ موضع جنوب و مغرب مین واقع ہے عاشق زئی قبیلہ کا سردار عبداللہ خان یہان رہتا ہے

دو میل پر خیمہ گاہ سے سڑک تنگ ہوتی جاتی ہے اور چار میل آگے تک
پتلی گھاٹی ہوتی جاتی ہو بعد ازان چھوٹا خیمہ ملتا ہے یہان اوترنے کی
چھوٹی سی جگہہ ہے ایک رجمنٹ اوتر سکتی ہے اور پانی چارا اسیقدر
ہے سڑک کی دونون طرف بلندیان ہین لیکن ان پر آسانی سے چڑہا
جا سکتا ہے اسکے بعد چڑہائی دشوار ہوتی جاتی ہے اور سڑک پہاڑ
سے گذرتی ہے توپون کے لیے نہایت دشواری ہے چڑہائی ڈیڑہ
میل ہے اور اسیقدر اوتار ہے یہہ راستہ بدتر ہے صرف ایک
توپ کو صدمہ پہونچا اس درہ کی بلند ترین چوٹی ساٹھ ہزار فیٹ
ہے اور تین میل کی سخت چڑہائی اور اوتار ہے اسکے بعد ایک سڑک
نہایت خوبصورت ملک مین اوترتی ہے درخت اور جھاڑیان بہت ہین
اور چارے کی کثرت ہے خیمہ گاہ یہان سے آگے دو میل ہے پانی
چشمون سے ملتا ہے لیکن کم ہے صرف دو تین رسالون کو ایکدن
کے لیے کافی ہے لیکن تین میل آگے بارانی تالاب ہے وہان پانی
بخوبی رسالون کو مل سکتا ہے۔ قندہار کے میدان کے یہان سی دکھائی
دیتے ہین۔

۲۲۔ ڈانڈ کوک زلی۔ ۱۴ میل۔ ۲۸۵ میل سڑک اچھی ہے زراعت
سڑک کے نزدیک ہے چارے کا وہی حال ہے پانی کم ہے قدرتی
دریا سے آتا ہے اور ایک تالاب مین جمع ہوتا ہے بارانی تالاب چند ہین
لیکن وہ خراب ہین خیمہ گاہ کے نزدیک ایک گہرا کنوان ہے پانی کم ہے
۲۳ رفتح اللہ کالا۔ ۹ میل۔ ۲۹۴ میل سڑک بہت اچھی ہے اور
راہ مین جنگلی رائی ملتی ہے یہہ چارا بہت اچھا ہے ۵ میل پر ایک بڑا ابھاری

چاہ ہے ڈہائی سو فیٹ گہرا آب اسمین پانی نہین کہتے ہین کہ جب نادرشاہ
ٹھہرا تو لشکر کے لیے پانی نہ ملا وہ یہہ کہکر سو گئے کہ جب مین اوٹھون
تو پانی ملے لشکر نے کنوان کہودنا شروع کیا جب بیدار ہوے
تو پانی بہت تھا۔ فتح کالا ایک چھوٹا سا کچا قلعہ ہے تباہ اور شکستہ
حال اوسکے پاس کنوئین ہین لیکن پانی ہمیزہ ہے اور کافی نہین۔
۲۴۔ میلا مانڈا۔ ۱۲ میل ½ ۳۰۶ میل سڑک پتھریلی اور خراب
ہے اوتار چڑہاؤ بہت ہے خیمہ گاہ پتھریلے میدان مین ہوئی
سامنے پانی چشمہ تھا گھانس اچھی ملتی ہے لیکن چارا کم رسالہ کمی آب
کے باعث آگے بڑہ گیا۔
۲۵۔ لیلی مجنون ½ ۱۵ میل ۳۲۲ میل سڑک پتھریلی خراب علی الخصوص
توپون کے لیے خیمے لیلی مجنون کے نزدیک دریاے ڈوری
کے پاس برپا ہوئے پانی بہت تھا یہان سے لیلی مجنون کا پہاڑ
شمال کی طرف ہے زراعت و چارا کم ہے لیکن جہاؤ کا جنگل
بہت ہے۔
۲۶۔ دیہہ حاجی ½ ۸ میل ½ ۳۳۰ میل سڑک معقول ہے۔ گاؤن
کے نزدیک خیمے پڑے گاؤن بڑے لیکن آبادی کم ہے گھر
اچھے بنے ہوی ہین زراعت بہت ہے پانی بھی بہت ہے اور
اچھا ہے اور گھانس بہت ہے۔
۲۷۔ کوشہر۔ ۱۲ میل ½ ۳۴۲ میل سڑک عمدہ ہموار ہے کوشہر
سے ڈیڑہ میل خیمہ پڑے اور پانی بہت ہے۔
۲۸۔ قندہار۔ ½ ۷ میل۔ ۳۵۰ میل شہر سے ڈیڑہ میل سطرف

تھا کو شہر سے سڑک پہاڑی پر سے آتی ہے۔ اور تھوڑا چڑھاو اوتار ہے لیکن ہم دست چپ کی طرف آئے۔

مخفی نرہے کہ شہر کابل قدیم آبادی ہے اور آب وہوا یہان کی ہر ایک شخص کے مزاج کے موافق ہے اس شہر کو شاہ پشنگ بن ملوربن فریدون نے آباد کیا تھا جسکی آبادی کو اب تک دو ہزار تین سو تیس برس ہوے

۲۔ قلعہ کابل نہایت استوار ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے اس قلعہ کا نام حصار عقابین ہے اور کوہ صفا بھی اسکو کہتے ہین اس قلعہ کے دامن مین شہلالہ نامی باغ ہے جسکو بابر شاہ نے ۹۲۵ھ مین نصب کرایا تھا نہایت پرفضا مقام ہے اور اوسی کے متصل جہان آرا باغ جسکو ۱۰۱۶ھ مین جہانگیر بن اکبر شاہ نے تیار کیا تھا موجود ہے

۳ لب دریا مقبرۂ بابر بادشاہ اور مرزا ہندال بن بابر و مرزا محمد حکیم بن ہمایون شاہ نہایت عمدہ عمارتین قابل دید ہین۔

۴۔ شہر کابل کے نواح مین دو دریا نہایت نامی گرامی روان ہین ایک نام دریاے السندر ہے اور دوسرے کا نام جوے یل ہتھان پانی ان کا نہایت شفاف اور خوش ذایقہ اور دافع امراض ہے۔

۵۔ لونان دامنہ کوہ نامی مقام کو کابل خورد کہتے ہین۔ اس سرزمین مین پھول اور پھل رنگ برنگ خوشبودار اور خوش ذایقہ کثرت سے ہین۔ اور مقامات لغمان اور کاہدرہ اور فرزہ اور استرنج اور استالف وغیرہ قابل دید اور لایق سیر ہین۔ یہان سلاطین سلف اکثر اوقات واسطے تفریح طبع اور سیر کے آیا کرتے ہین۔

غوربند نامی ایک دیہہ ہے وہان پر لالہ نامی پھول بہت خوشرنگ

ہوتا ہے اوسکو اہل کابل لالہ بویا کہتے ہین اور بڑی قدر کرتے ہین۔
علاوہ اسکے ۲۲ قسم کا لالہ یہان پیدا ہوتا ہے جسکی رنگت کے روبرو
لعل بھی شرمندہ ہین اور کان لاجورد بھی اوسی مقام پر ہے تہوڑے
ہی فاصلہ پر ریگذر عرف خواجہ نامی ایک مقام ہے کہ وہان گاہ گاہ
آواز نقارہ خود بخود آجاتی ہے اور مقامات توبان ضحاک اور توبان
نامیان نشانات قدما کے آثار ہین اس مقام کے دامن کوہ مین
بارہ ہزار سردابی پختہ گچ اور نقاشی سے آراستہ زمانہ قدیم
کے بنے ہین وہان کے لوگون کا قول ہے کہ زمانہ سلف کے لوگ
ایام سرما مین اپنا مال اوسمین رکھکر آرام سے گذر کرتے تھے ایک
سردابی مین ایک نعش رکھی ہے اوس سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ
کوئی سو رہا ہے۔ بزرگون کا قول ہے کہ چنگیز خان کے لشکر کے
ایک سپاہی کی نعش ہے اس مقام پر ایک قلعہ ویران پڑا ہے کہ
اوسکی تمام عمارت برباد ہو گئی فقط احاطہ کے اندر ایک تالاب موجود
ہے مگر جب کوئی آدمی قلعہ کے اندر جاتا ہے تو اوسکے بدن کی
پوشاک سبز نظر آتی ہے اور باہر آنے پر پھر اصلی رنگت ہو جاتی ہے
اور توبان غزنی عرف زابل ایک مقام ہے جو زمانہ سلف مین شاہان
خراسان کا دار السلطنت تھا اور حکیم ثنائی وہان مدفون ہے۔
اسکے متصل ایک چشمہ ہے جسکی نسبت اہل کابل کا قول ہے کہ اگر
کوئی پیشاب کر دے تو فوراً بارش و برف کا آغاز ہو جاوے
اور اوسی مقام کو جو قندہار کے قریب ہے دروازۂ ایران کہتے
ہین۔

۶۔ لوگڈہ عرف لوہارگل ایک مقام ہے کہ وہان ایک چشمہ ہے۔ اہل ہند اوسکو گنگا اور افغانی اوسکو یادہ خواب سچنہ کہتے ہین۔ اس چشمہ کا پانی مثل گنگا کے ہے اور لوہان مندر اور لوہان اوغلی نامی مقامات کو باشندگان کابل تنگ اور کافرستان کہتے ہین اور اس مقام پر قبر حضرت نوح علیہ السلام کے پدر مسمی لام کی ہے اور لوہان بحراد نامی مقام مین چلغوزہ اسقدر افراط سے ہوتا ہے کہ وہان باشندگان بجائے چراغ کے جلاتے ہین اور یہان ایک جانور اوماہ پرنام ہوتا ہے کہ وہ اپنے مسکن سے ایک دو جست پر دوائر کرتا ہے اور ایک قسم کا چوہا بنام مسکیومونش کے ہوتا ہے

۷۔ لوہان ننگ نہار ولد اونیہ پور ایک قصبہ ہے جسکا نام اکبر بادشاہ نے جلال آباد رکھا تھا اوسکے کنارہ پر انواع واقسام کا میوہ خصوصاً انار لانانی ہوتا ہے اور اس مقام سے چار میل کے فاصلہ پر قصبہ باغ صفا عرف چار باغ نام مقام ہے جہان ایک باغ بنام باغ وفا نہایت پرفضا اور دلکشا مقام بابر شاہ کا یادگار موجود ہے اوسمین انار بیدانہ بینظیر ہوتا ہے کافرورہ یہان سے نزدیک ہے۔

۸۔ لوہان بجور ثانی مقام سرحد کاشغر ہے یہان موسم گرما مین اسقدر گرمی ہوتی ہے کہ زندگی وبال ہوجاتی ہے اور سرما جاڑہ اسقدر پڑتا ہے کہ حیات محال ہے یہان دو قسم کے لوگ ہین ایک افغان اور دوسرے مغل۔ چنانچہ مغلون کا قول ہے کہ ہم اہل عرب ہین۔ جب سکندر رومی نے اپنی چھاونی یہان مقرر کی اوسکی ساتھہ ہم لوگ آکے آباد ہوے۔ اور افغانی اپنے کو قدیم باشندے

گرداتے ہین اور مقام نو مان سواد کا شغر سے متعلق ہے پہول ہند
ایران کے یہان بہت افراط سے ہوتے ہین اور نرگس و بنفشہ یہان
کے جنگلون مین ہزار ہا خودرو کہڑا ہے میوہ یہان کا شفتالو ونانپاتی
مشہور ہے اور پرند باز جرہ شاہین بافراط اور عمدہ نسل کے ہوتے
ہین اور کان آہن بہی یہان ہے اس صوبہ مین اقوام ہزارہ اور افغان
بہت ہین۔ غزنین سے تا قندہار مقام دشوار گذار اور پیچدار ہین۔

۹۔ افغان اپنے کو اسرائیل اور مورث اعلی کو افغنہ تبلاتے ہین اور
اوسکی اولاد مین سکتے ہین۔ کہ ملک طالوت کے دو بیٹے تہے ایک
کا نام ارمیا اور دوسرے کا نام برخیا جب ملک طالوت کا انتقال
ہوا اور اوسکی سلطنت پر داؤد علیہ السلام بعد قتل جالوت قابض
ہوے تو اونہین نے ارمیا اور برخیا کو حسب وصیت ملک طالوت
کے پرورش کیا۔ ان دونون کے دو دو بیٹے تہے ارمیا کا بیٹا
افغنہ اور برخیا کا بیٹا آصف ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سریرآراے
سلطنت ہوے تو آصف کو دستور اعظم نبایا۔ اور افغنہ کو سپہ سالاری
لشکر تفویض کی افغان بہی افغنہ کی اولاد ہین۔ اور وجہ بنی اسرائیل
ہونیکی یہہ ہے کہ افغنہ دسوین پشت مین اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام
سے اس طرح ہین۔ افغنہ بن ارمیا بن ملک بن طالوث بن قیس بن
ابیال بن صادر بن نکرات بن افتح بن یامین بن یعقوب علیہ السلام
قوم افغان بادشاہون اور امیرون سے ہزارہا روپیہ حق حفاظت
اور انعام پاتے ہین لیکن راہ مین مسافرون کا مال لوٹ لیتے ہین تنہا
مسافر کو پکڑ کر مثل غلامون کے بیچڈالتے ہین۔

۱۰۔ ہندوستان سے کابل تک تین راستہ گئے ہین ایک راستہ بنگشیات سے گیا ہے۔ اس سے کابل دور پڑتا ہے اور تکلیف بہت ہی دوسرا جلال آباد سے کابل تک اگرچہ شاہراہ ہے لیکن درہ کی تنگی اور نشیب و فراز و قلت آب اور افغانون کی راہزنی سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ تیسرے علی مسجد اور درۂ خیبر کے قلعہ سے جمرود کو جو راستہ گیا ہے اگرچہ درۂ خیبر کا دو کوس تک بسبب نشیب و فراز کے راستہ بدشواری طے ہوتا ہے لیکن بہ نسبت دوسرے رستون کے اچھا ہے۔

علی مسجد

۱۱۔ عرض بلد ۳۴ درجہ ۲ دقیقہ اور طول بلد ۷۱ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ارتفاع ۳۴۳۲ فیٹ یہہ ایک قلعہ گھاٹی خیبر مین ہے اور آٹھ میل کے اندر کی جانب مشرقی دہانہ سے ہے ۲۶ میل پشاور سے ہے اور ۹۶ میل جلال آباد سے۔ اس قلعہ کی وجہ تسمیہ ایک چھوٹی سی شکستہ مسجد سے ہے اور یہہ گوشہ پہاڑ پر ہے جو چھ سو فیٹ بلند ہے اور جنوبی جانب گھاٹی کے ہے ایکسو اٹھاون فیٹ طول اور ساٹھ فیٹ عرض ہے اور اسمین دو چھوٹے چھوٹے قلعہ ہین اور ایک کمزور گری ہوئی دیوار حائل ہے۔ یہہ بیضوی پہاڑی جسپر قلعہ ہے دو بڑے بڑے پہاڑون سے ملی ہوئی ہے ان مین ایک جنوبی جانب اور دوسرا مغربی جانب ہے یہان پر گھاٹی کا عرض ڈیڑھ سو گز ہے۔ مورخ لیسیج صاحب کا یہہ خیال ہے کہ یہہ بہت بلند مقام پر واقع ہے لہذا بہت کچھ کارآمد نہین ہے کہ جو فوج آگے جاوے وہ اوسکو روکے اور چونکہ

بہت بلند ہے اسلیے کوئی فوج اسپر دہاوا بہی نہین کرسکتی اور جو
فوج اوسکو لازم ہے کہ بغرض حفاظت اس پہاڑ پر چڑہا لی کرے
یہان پانی میسر نہین آتا سپاہیون کو پہاڑ کے نیچے اوترنا پڑتا ہی
اوس کنوئین سے پانی بہرنا پڑتا ہے جو درمیان قلعہ اور دریا کے
ہے مگر ہیو صاحب کا قول ہے کہ ایک نیدراسنہ کنوئین کو گیا ہے
پانی گو نہایت شفاف ہے مگر بالکل برا ہے کیونکہ آدمی بیمار ہو جاتا
ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ یہہ پانی سرنا کے پہاڑ سے ملکر آتا ہے بلکہ
بیان ہے کہ جتنا پانی اوسکے حوالی مین ہے سب کی یہی خاصیت ہی
مورکرافٹ کا قول ہے کہ ایک پہاڑی داہنی جانب اس گہاٹی کے
ہے جو کسی مقام پر ۲۰ قدم سے زیادہ چوڑی نہین ہے اور بعض
مقام پر چہ سات فٹ ہے ۔جب برٹش ۱۸۳۹ع مین اس گہاٹی کا
استعمال کرتی تہی تو ایک مورچہ اسی گہاٹی پر اوس پہاڑ کے بیچمین
تہا جو قلعہ کے سامنے ہے قلعہ سے اوس مقام تک جہان لارڈ کین کا
کمپ پڑا تہا۔ ہیو صاحب خیال کرتے ہین کہ نہایت ضروری حصہ
گہاٹی کا ہے۔ کمپ کے ردیرو مغربی جانب کچہ بلند پہاڑیان تہین
جنپر ہموار جگہہ بہی تہی اسی ہموار زمین سے قلعہ کا راستہ مغرب
جانب کمپ کا عقب مین شمالی مشرقی جانب ایک پہاڑی اور تہی
جسپر دمدمہ تہا جنوبی مشرقی جانب ایک برج اور ایک دمدمہ ہے
اس سے خاص گہاٹی کی محافظت ہوتی تہی جو بائین جانب کمپ
کے چلی گئی ہے جو فوج قلعہ مین رہتی ہی اوسکے لیے کوئی کام کا مقام
سایہ دار نہین ہے۔ بارش مین اکثر دیوارین گرجاتی ہین اسمین ممکن

ہے کہ پانسو آدمی رہ سکین بوجہ خراب ہونے پانی کے جو اوپر ذکر ہوا ہے لوگ بیمار ہو کر بہت مرے جو ۱۸۳۹ء مین وہان تھے۔ جب کرنیل ویڈ نے ۲۵ جولائی ۱۸۳۹ء کو حملہ کیا تھا تو یہہ دو کالم ہو کر لالپہ سے آگے بڑھے تھے بایان کالم فوج کا سلسلہ پہاڑون پر پڑا جسپر قلعہ واقع ہے اور اسقدر قریب پہونچے کہ سیل کے گولے قلعہ مین اوتارے اور غنیم کو ایک ڈہس سے جو نصف میل قلعہ سے تھا ہٹا یا اور داہنا کالم فوج کا شمالی جانب پہاڑ پر پڑا اور غنیم کو دہس اور برج مین سے ہٹایا جو اوس جانب ہے حالانکہ کچھ آدمی اوسکے بھی کام آئے اسیر غنیم ہٹکر اور مورچہ مین ہو رہا جو قریب قلعہ کے تھا وہان سے بھی نکالا گیا - ۲۶ تاریخکو وہ ان مورچون سے بھی نکالا گیا جہان چند آدمی رہ گئے تھے اور ۲۷ تاریخکو قلعہ خالی ہو گیا کل آدمی جو کرنیل ویڈ صاحب کے مقتول و مجروح ہوئے اونکی تعداد ڈیڑھ سو تھی اس قلعہ مین پانسو جزائلچی اور کئی سو خیبری تھے ۱۲ نومبر ۱۸۴۱ء کو ایکسو پچاس یوسف زئی برٹش گورنمنٹ کی طرف تھے اون پر دو ہزار خیبریون نے حملہ کیا شروع مین ایک برج کچھ بارود کے اوڑنے سے گر گیا اور ۱۶ آدمی اس قلعہ کے مارے گئے ۱۸ تاریخکو غنیم نے پانی کی راہ بند کر دی اور دو تین حملے بھی کیے مگر ان حملون مین زک ملی اور تمیس آدمی مارے گئے بعد اسکے روپیہ دیکر کپتان مکس نے راضی کیا اور سیل افسر کی راے ہے کہ اس قلعہ مین رہنے اور پانی پر قبضہ رکھنے کے لیے پوری پلٹن کافی ہو گی ورنہ ہرگز قبضہ نہ رہیگا ۱۵ جنوری ۱۸۴۲ء کو کرنیل مور نے کو خبرل ویلڈ نے اڑہائی ہزار روپیہ دیکر پشاور سے بھیجا تھا تاکہ قبضہ کرین ۲۳ تاریخ تک اوسپر قبضہ رہا کیونکہ رسد کم لیگئے تھے

جب فقط چار سو پونڈ آثار رہا تو یہہ واپس آئے ان کے
بتیس آدمی مارے گئے اور اوتالیس زخمی ہوے تھے۔ جب سر جارج
پالک خیبر سے گذرے تو علی مسجد مین فوج چھوڑ دی گئی تھی اور جب قطعی
طور سے افغانستان نومبر ۱۸۴۲ء مین خالی ہوا تو یہہ مقام بالکل مسمار
کر دیا گیا تھا۔ ہم نہین جانتا کہ یہہ مقام پھر بنا لیا گیا۔ صاحب کمشنر پشاور اسیا تکو
دو روز مین دریافت کر سکتے ہین۔ ہیوہ لاک خیال کرتے ہین کہ یہہ مقام علی مسجد
گھاٹی کے محفوظ رکھنے کے لیے نہایت عمدہ ہے۔

کابل سے پشاور تک کا راستہ

کابل سے اگر پشاور کو آنا چاہین تو یہہ ایک راستہ ہے جسکا مفصل حال ڈاکٹر
ملو صاحب کی تحقیقات کے موافق ذیل مین درج ہے۔
ا۔ بھنخوار ۱۰½ میل مشرق کابل سے سڑک اوترتی ہے اور ایک میدان
مین سے گذرتی ہے جو شمال و مغرب کی جانب واقع ہے۔ تین میل دست
چپ کے پل پر سے گذرتی ہے یہہ پل دریاے لوگار اور دریاے خورد
کابل پر بنی ہوئی ہین۔ اسکے بعد ایک دلدل مین سے گذرتی ہے اس مقام
پر سڑک کو اونچا کیا گیا ہے اور پتھر پڑے ہوئے ہین۔ اور گھوڑون
اور اونٹون کے لیے راستہ مشکل ہے اس سبب سے ہم ایک دوسری
سڑک سے روانہ ہوئے ہین جو اس اونچی سڑک کے دست چپ پر واقع
ہے۔ یہہ سڑک بہتر ہے لیکن تنگ ہے اور توپون کا جانا مشکل ہے چھٹے
میل کے بعد زراعت کا نشان باقی نرہا۔ اور سڑک پہاڑ کے نیچے
سے گذرتی ہے اور پتھر نہین ہے۔ کسی قسم کی سبزی نظر نہین آتی
ہماری خیمہ گاہ بھنخوار سے ایک میل آگے تھی بھنخوار ایک چھوٹی سی جگہہ ہے

خیمہ کے پاس مشرق دریاے خورد کابل ہے مقیاس الحرارت تین
بجے شام چھپنسٹھ درجہ پر تھا یہان بلندی ۷۴۲۶ فیٹ ہے ۔
۲-خورد کابل ۹ میل ایک فرلانگ - ۱ میل ۵ فرلانگ، سڑک پہاڑون کے
نیچے سے جنوبی جانب گذرتی ہے ہنجوار سے ایک سڑک قافلہ کیطرف
ہے جو درہ لاٹھہ بند سے گذرتی ہے یہہ سڑک خیمہ گاہ سے جنوب و
مشرق کی جانب پہاڑون پر سے جاتی تہی اور درہ لاٹھہ بند کے دہانہ سے
دست چپ کی جانب جاتی ہے اور ہنجوار سے تین۳ میل پر آگے نکل آتی
ہے یہہ سڑک گذر لشکر کے لیے قابل نہین ہے اور بھاری لدے
ہوئے شتر بہی نہین چلسکتے۔ خیمہ گاہ سے ڈیڑہ میل پر درہ کوہتال خورد
کابل ملتا ہے یہہ درہ دو اونچے پہاڑون کے درمیان مین واقع ہے
اور ان دونون پہاڑون کے درمیان سے دریاے خورد
کابل تنگ ہو کر گذرتا ہے جاڑا شدت سے تہا دہوپ بلند پہاڑ سے
ہم تک نہین پہونچ سکتی تہی۔ طول اس درہ کا چھہ میل ہے اور عرض
سو گز سے دو سو گز تک ہے اور سڑک تئیس۲۳ مرتبہ دریا کے پار ہوتی
ہے۔ پہاڑ مین سبزی کا مطلق نام نہین۔ درہ سے نکلنے وقت
کسقدر ریت اڑ رہی ہے۔ درہ کا دہانہ جنوب و مشرق اور ایک دہانہ
مشرق کی طرف ہے۔ مین اس درہ مین کوئی ایسی جگہہ نہین دیکھہ سکا
کہ جہان سے کوئی شخص ان پہاڑون پر چڑہ سکتا۔ چشمہ بہت جگہہ جم
رہے تھے اور پانی جو ہمارے کپڑون پر گرتا تھا جم جاتا تھا۔ درہ مین
سے نکلکر مین نے دیکھا کہ ایک شخص قریباً جم گیا تہا۔ بنظر خشکی
خیالات درہ جلال آباد سے پشاور تک لشکر کے کوچ کے روکنے

کے لیے یہہ جگہہ بہت عمدہ سڑک قافلہ کار و بار جنگی مین نہین اسکتی اور دونون مقامون پر لشکر بہت آسانی سے رک سکتا ہے۔ درہ سے نکلکر موضع خورد کابل گیارہ میل کے فاصلہ پر رہتا ہے اور سڑک دست چپ کی طرف مڑتی ہے اور کسیقدر چڑہائی بھی ہے۔ اس گانوکی بلندی ۶۶۴۷ فٹ کی ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام کو چونسٹھ درجہ پر تہا خیمہ گاہ کی پشت پر دریا تہا سامنے پہاڑیان تہین اور دست چپ کی طرف گانون ایک میل پر تہا بہت اونٹ آج یہان کہوے گئے۔

۳۔ تیزین بارہ میل ۷ فرلانگ ۲۰ میل ۴ فرلانگ سڑک تین میل تک جانب مشرق اچھی تھی کسیقدر چڑہائی اوترائی راستہ مین پڑتی ہے راستہ مین چشمے بھی ملتے ہین۔ اوسکے بعد ہفت کوتہال ملتا ہے یعنی اتنے پہاڑون پر سے سڑک گذرتی ہے یہہ گویا ساٹھ درہ ہین آثار بہت طویل ہین اور پہلو دار ہین جنمین سے دو تو بہت ہی سخت ہین آخیر مین سڑک پتہریلی ہے اور چشمون سے کٹی ہوئی ہے سڑک رود تیزین مین اوترتی ہے آخر آثار تین میل کا ملتا ہے اور بہت پھسلوان ہے آدہی دور تک سڑک ناہموار ہے اور آدہی سیدہی ہے پہلے مشرق کو جاتی ہے پھر شمال کو دشمن ایسے لشکر کو جو اس آخیر کے آثار پر سے جاتا ہو بہت ستا سکتا ہے کیونکہ لشکر کے بازو سے وہ مار سکتا ہے ایک اور سڑک دست چپ کی طرف سے ہے جو ہماری خیمہ گاہ سے آگے جا نکلتی ہے ہماری خیمہ گاہ درہ کے دہانہ کے مقابل مین ہے۔

رود تیزین درہ مین سے نکلکر تروٹی پر دریاے کابل مین داخل ہوتی ہے

اور اسی مقام پر دریاے گورنبد اور رازین ملکر دریاے کابل مین گرتے ہین یہہ تینون دریا گویا کابل جلال آباد کے مابین ہین درہ مین موضع تیزین لشکرگاہ سے ایک میل بجانب جنوب مین اس ملک مین ایک سلسلہ کوہ ہے جو چوٹی سے جڑ تک اشجار سے بھرا ہوا ہے شمال اور جنوب مین اور مشرق مین دوسرے پہاڑ ہین۔ یہہ گھاٹی ہزار گز چوڑی ہوگی اور سواے چند گھنیون کے بالکل اوسر ہے۔ پہاڑون پر کچھہ گھانس خوشبودار معلوم ہوتے تھے۔ مقیاس الحرارت تین بجے شام کو چھیاسٹھہ درجہ پر تھا۔ درہ تیزین کی بلندی ۸۱۷۳ فیٹ ہے اور تیزین گھاٹی ۱۴۸۵ فیٹ درہ سے نیچی ہے۔

۴۔ مزار فقیر دریاے تیزین پر ۸½ میل - ۳۹ میل سڑک رود تیزین مین اوتر کر شمال کی طرف گئی ہے اور ایک آدھ پہاڑ بھی چڑھنا پڑتا ہے گھاٹی ایک ہزار گز سے بارہ سو گز تک چوڑی ہے اور بہت چشمون کو راستہ مین اوترنا پڑتا ہے تمام راہ مین پتھر ہین۔ اور درہ بولان سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ اس پتھریلی سڑک کے چڑھاو اور اوتار سے بیلون کے کھر پہٹ گئے اور وہ چلنے سے رہ گئے اگرچہ بعض جا یہہ گھاٹی چوڑی ہوئی لیکن وہی پتھریلی سڑک تھی زراعت کا نام نہ تھا اور پانی بہت خراب دست راست کی جانب پہاڑ کے پار تین میل کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے سنا ہے کہ ایک مقام پر رود تیزین لوہے کی کان پر سے بہتی ہے آخیر سڑک اور بھی زیادہ خراب تھی اونٹون کے لیے چارہ بہت کم تھا کچھہ چھوٹی جھاڑیان اور خراب گھانس ملتی تھی۔ بہت سے اونٹ ضایع ہوے اور کہتے ہین کہ اکثر کسی زہریلی گھانس کے

کھانے سے مر گئے۔ خیمہ گاہ سے آگے کسیقدر گانؤن مین غلہ ملسکتا تھا

آدہی دور پر دست چپ کی طرف پہاڑ پر چھوٹا سا برج بنا ہوا ہے
تروئی پندرہ میل شمال دریائے ترنیزین کابل مین داخل ہوتا ہے
سڑک قافلہ درہ لاٹھ بند کی راہ دست چپ کے پہاڑ دن کے
نیچے اوترتی ہے اور ایک بہت پھسلوان پہاڑ پڑتا ہے یہہ مزار فقیر سے
ایک میل کے آگے ہے مقیاس الحرارت نین بجے شام کو چھپتر
درجہ پر تھا

۵ رود کاسانگ ۴ ۳/۴ میل - ۴۳ میل ۶ فرلانگ ہے ہم جانب راست
کی سڑک پر چلے جو ٹھیک مشرق کو جاتی ہے۔ آدہ میل تک تپھریلی
ہموار سڑک ملتی ہے بعد ازان چڑہائی ہے اس طرح چار چڑہاؤ کے
آخیر اور تیسرے چڑہاؤ کے درمیان مین ایک پتھریلی گھاٹی ہے اور
ایک چھوٹا سا چشمہ ہے اوسکو نارک آب کہتے ہین۔ اس چشمہ کے پاس
ایک پرانا قلعہ پہاڑ کے اوپر ہے تیسری چڑہائی سب سے پھسلوان
ہے اور آخیر آثار سب مین لمبا پھسلوان ہے تمام سڑک پتھریلی ہے
اور کابل جانے کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ جس گھاٹی مین خیمہ پڑے
تھے رود کاٹاسانگ کہلاتی ہے۔ کوئی گانؤن یا زراعت دکھائی
نہین دیتی۔ تارک آب پانچہزار تین سو تیرہ فیٹ اونچا ہے گرد و نواح
کا ملک اعزخوان کے تعلق ہے اس مین خشک پہاڑ گہری گھاٹیان
اور چھوٹے چشمہ ہین اور کبھی کبھی ایک آدہ کھیت دکھائی دیجاتا ہے
کاٹاسانگ کے پہاڑون پر سے سلسلہ کوہ برف جنوب و مشرق کی
طرف نظر آتا ہے اور کوہ سفید سب سے بلند دکھائی دیتا ہے۔

اوس مقام کا منظر بہت خوشنما ہے۔ مقیاس الحرارت تین بجے شام کو بہتر درجہ پر تھا۔

۶۔ حدیق ۱/۲ ۷ میل ۱۵ میل ۲ فرلانگ۔ سڑک تین میل تک پہاڑون پر سے ہے بعد ازان گھاٹی چوڑی ہوتی ہے اور بائین جانب ایک چوکی ہے۔ چار میل بعد درہ پاری شروع ہوتا ہے۔ اس درہ مین سے دریاے حدیق بہتا ہے یہہ طول مین ساڑہے تین میل ہے بہت تنگ اور پتھریلا ہے اور چڑہائی ہے یہہ درہ چند چکر کھاتا ہے۔ اوسط عرض اسکا چالیس سے پچاس گز تک ہے لیکن بعض مقامات مین ۱۰ فیٹ تنگ ہے اور ایک جگہہ صرف چھہ فیٹ تنگ ہے ایسا کہ اگر کوئی جانور گر پڑے تو تا وقتیکہ ہٹا یا نہ جاوے سڑک بند رہے اور دونون جانب سید ہے پہاڑ اونچے گئے ہین۔ گویا ڈر لگتا ہے کہ مسافرون پر نہ گر پڑے چند مسلح آدمی گو کیسا ہی لشکر اوسمین داخل ہو روک سکتے ہین۔ اس قدر سڑک پانی پر سے گذری ہے کہ بعض موسم مین لشکر کا کوچ مشکل سے ہوتا ہے۔ اس درہ کے مغرب مین ایک سڑک پہاڑون پر سے گذرتی ہے جس سے درہ بازو پر رہجاتا ہے یہہ سڑک برابر برابر درہ کے گئی ہے اور اوسی گھاٹی مین جاکر نکلی ہے جہان سے درہ مین داخل ہوتے ہین کہتے ہین کہ یہہ سڑک اچھی ہے مگر توپون کے لیے اچھی نہین۔ یہہ تقریباً چار میل لمبی ہے لفٹننٹ کرنل ویڈرسن سڑک پر سے گیے لیکن اونکی توپین درہ مین سے گئین۔ خورد کابل سے حدیق تک پینتالیس میل ہے اور صرف درہ اور گھاٹیان ملتی ہین اور نہایت دشوار گذار ہے ہمنے ایسی سڑک مشکل نہین دیکھی بیان

سے باہر ہے کہ ملک بھی نہایت اوسر ہے اور شترون کو بہت کم
کھانیکو ملا بیلدون کے کھر ٹکڑے ٹکڑے ہوئے

۷ سرخاب ۱۳ میل ۶۴ میل ۲ فرلانگ سڑک آدہے میل تک چڑہائی
ہے اوسکے بعد تین سو گز تک بڑی پھسلوان چڑہائی ہے جو باربرداری
کے جانورون کو بہت مشکل ہے مگر دست راست کے طرف ایک چھوٹا
سا درہ ہے اوسمین سے اگر جاے تو یہہ چڑہائی نہین چڑہنی پڑتی لیکن
یہہ راہ دورکی ہے تہوڑے سے جانور اوسی راستہ سے گئے اس
چڑہائی کی چوٹی پر دریاے حدیق کی جڑ ہے اور وہان سے تین سو
میل تک کسیقدر پھسلوان اتار ہے ساتھہ میل سے سڑک پھسلوان گھاٹیون
پر سے گذری ہے اور راستہ نہر یا ہے جنوب کی طرف چھوٹا سا
سفید کوہ نظر آتا تھا حصارک کی گھاٹی سے ایک میل تک بڑا پھسلوان اتار
ہے اور نیچے دریاے سرخاب بہتا ہے اس دریا پر ایک ڈر کا پل
بنا ہوا ہے اور اوسمین سے دریا بہت زور سے بہتا ہے اگرچہ
صرف ڈیڑہ فیٹ گہرا ہے لیکن پل کے دست چپ کی جانب اترنا
مشکل تھا اس مقام پر گاڑیان بہت دیر تک ٹھہری رہین اور تمام
رات اون پر گولیان ماری گئین غلزئی لوٹ لے گئے آدہی رات
کو باربرداری خیمہ مین پہونچی دست راست کی طرف ایک چھوٹا
قلعہ ہے خیمہ گاہ سے شمال و مشرق کی طرف ایک برج پہاڑ پر ہے
اور مغرب و جنوب کی طرف پل ہے وہان دریا مغرب سے مشرق
کی طرف بہتا ہے آگیکی راہ ہماری مشرق کی جانب تھی گھاٹی
ابھی تک پتھریلی ہے اور عرض آدہے میل سے پون میل تک ہے

جنوب اور مغرب کی جانب اور حصار کے مین میوہ دار باغ اور انگور کے باغ اور کھیت دریا کے کنارے پر ہین خیمہ گاہ مین غلہ بہوسا اور نہایت عمدہ انگور و انار و ترکاریان ہین مقیاس الحرارت تین بجے شام کو اسی درجہ پر تھا بلندی سرخاب کی ۴۲۷۲ فیٹ تھی

۸ سفید سنگ ۔ ۹¾ میل ۔ ۷ ۴ میل سڑک گھاٹی مین مشرق کیطرف گئی ۔ آٹھ ہزار گز چوڑی ہوگی اور دو میل تک نہایت بلند ہے ۔ اور نہایت اوتار چڑہاؤ ہے اور کئی چشمے اور نرلے پڑتے ہین ۔ اب گھاٹی چوڑی ہوئی ۔ چوتھے میل پر سڑک اچھی ہے لیکن چشمہ اور گڑھے ملتے ہین ایک میل پر چڑہائی پھسلوان ہے ۔ بلندی ۴۶۱۶ فیٹ ہے وہان سے سڑک اچھی ہے اور سفید سنگ سے تین میل پہلے سڑک شکستہ ہے اور اوتار چڑہاؤ بہت ہے اور دریاے گنڈمک سے اوترنا پڑتا ہے ۔ سفید سنگ پر ایک پل ہے ۔ ہماری خیمہ گاہ کی طرف سڑک پل سے دست چپ کیطرف ہی اور خیمہ گاہ تک چڑہائی پھسلوان ہی پلکی محراب ٹوٹی ہوئی ہے ۔ خیمہ گاہ جنوب و مغرب کی طرف پل سے آدہے میل پر ہے ۔

۹ فتح آباد ۱۲ میل ۶۰ میل آج سڑک شمال و مشرق کی طرف جاتی ہی اور نالا کی گھاٹی کو دست راست کی طرف چھوڑ کر پہاڑ کی طرف چڑہتی ہے ۔ یہان سے سڑک پھسلوان اوتار ہے اور زمین پتھریلی ہے ۔ اور نالا سے پرہو کر دست چپ کی طرف مڑتی ہے اور مقابل کی طرف چڑہتی ہے یہہ چڑہائی لدے ہوے اونٹون اور گاڑیون کے لیے دشوار گذار ہے ۔ چھ میل سے آگے سڑک مین اوتار چڑہاو مین اور تین

درہ ملتے ہین اور تین چشمون کے پار ہونا پڑتا ہے اور تین میل پتھریلی زمین ہے۔ بعد ازان سڑک رود قرودین داخل ہوتی ہے یہان گھانس بہت ہے۔ خیمہ گاہ فتح آباد پر پڑا اور بلندی یہان کی اٹھانوے فیٹ ہے۔ جنوب و مغرب کی طرف سفید کوہ دکھائی دیتا ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام کو اسی درجہ پر تھا۔

۱۰۔ سلطانپور۔ ۱/۲ ۷ میل ۹۳ میل ۴ فرلانگ خیمہ گاہ کی طرف ایک سڑک نالے پر سے جاتی ہے۔ بعد ازان ایک پست زمین مین گذرتی ہے پھر کسیقدر ریتی ہے جنوب کی طرف سفید کوہ دکھائی دیتا ہے شمال کی طرف ایک چشمہ ہے اس چشمہ کے کنارے پر کچھ گانون ہین اور نیشکر کے کھیت بھی ہین آخری پون میل مین گھاریٹ پڑتا ہے خیمہ گاہ سلطانپور سے نزدیک ہے بلندی یہان دو ہزار دوسو چھیاسی فیٹ ہے کسی زمانہ مین سلطانپور بڑا شہر تھا۔ دریا کے کنارے زراعت ہوتی ہے

۱۱۔ جلال آباد۔ ۹ میل۔ ۱۰۲ و میل ۴ فرلانگ سڑک اول تو ریتیلی ہی بعد ازان پتھریلی اور ریتیلی ہے جلال آباد کی جنوب و مشرق مین ریتیلا میدان ہے ایک زمانہ مین یہہ بڑا شہر تھا۔ بلندی ایکہزار نوسو چونسٹھہ فیٹ ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام کو بانوے درجہ پر تھا۔

۱۲۔ علی باغان۔ ۱/۲ ۶ میل۔ ۱۰۹ میل۔ ۲ فرلانگ سڑک مشرق کیطرف جاتی ہے پہلا حصہ ریتلا ہے اور میدان ہموار ہے اور تین میل تک زمین مزروعہ ہے بعد ازان کسیقدر پتھریلی ہے باقی سڑک اچھی ہی دو خفیف نالے اور دو تین چشمہ ملتے ہین۔ بعد ازان تن کا گھنا

جنگل ہے اس جنگل مین سے ایک راستہ ہے جو چھ میل لمبا ہے اور نالی
اور پہاڑیان ملتی ہین۔ تین بجے شام کو بیالیس منٹ پر زلزلہ آیا تھا۔
مقیاس الحرارت تین بجے شام کو ۹۲ درجہ پر تھا بلندی ۱۱۰۱۹ فیٹ ہے
۱۳۔ چار و یہہ۔ ۱۴ میل ۱۲۳ میل ۲ فرلانگ سڑک مشرق کی طرف جاتی
ہے اور تین میل تک اچھی اور ہموار ہے لیکن ایک پہاڑی پر سے چڑھکر
ایک چوڑی اور پتھریلی گھاٹی ملتی ہے جسکو سرخ دنکور کہتے ہین اسکے
گرد نیچی پہاڑیان ہین اور اپریل اور مئی مین یہان ہوا سیموں چلتی
ہے نو میل تک اس مین سے گذر ہوا اور گرد و نواح مین بربادی معلوم
ہوتی ہے ڈیڑہ میل پر خیمہ گاہ ایک مختصر شکستہ حال دیہہ مین ہے
اوسکا نام بارک آب ہے پانی کے چشمہ اوسکے نزدیک ہین لبعد ازان
سڑک ریتلی ہے پھر رود بیٹی کوٹ ملتا ہے اور کنارون پر اوس کے
زراعت بھی ہوتی ہے۔ اس دریا کے پار ہوکر بیٹی کوٹ مین داخل
ہوئے اور یہین ہماری خیمہ گاہ تھی شمال مین دریاے کابل مغرب
مین بیابان جنوب مین سپید کوہ اور مشرق مین کوہ خیبر تھا بارک آب
کی بلندی ۱۸۲۲ فیٹ ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام کو اٹھاسی
درجہ پر تھا۔

۱۴۔ ہارزنو۔ ۱۱ میل ۱۲۵ میل خیمہ گاہ سے دو سڑکین ہین۔
سب سے نزدیک کی راہ مشرق کی جانب ہے لیکن دیکھا گیا
تو راہ مین بہت نالے پانی سے بھرے ہوئے ہین دوسری سڑک
جو مشرق کی جانب جاتی ہے اور تین میل بعد دشت مین داخل ہوتی
ہے اور وہان سے مشرق کی جانب مڑتی ہے دونون سڑکین

موضع باصول ہین ہین کو چمن اول حصہ ریتیلا ملا تین میل تک بعد ایک خشک نالا ملا اور دو خشک چشمہ او تر ے وسط مین دو تین میل تک سڑک پتھریلی ہے اور کئی چشمہ ملتے ہین دشت سے گذر کر بارزنو مین پہنچتے ہین یہہ کئی گانون ہین بعض کے گرد کچی فصیل اور برج ہین اور گرد مین اچھی زراعت ہے شمال مین پہاڑ پر کالا پہاڑ ہے لوگ نقل بیان کرتے ہین کہ ہر سال وہان سے ایک سانپ نکلتا ہے اور گانون مین شکار کرتا ہے اور پھر وہین چلا جاتا ہے۔ باصول کی بلندی ۱۵۰۹ فیٹ کی ہے

۱۵۔ ڈہاکا۔ ۹ میل ۱۴۷ امیل تھوڑی دور تک سڑک پہاڑ کے نیچے نیچے گئی۔ پھر مشرق کی طرف مڑ گئی اور چار میل تک خفیف چڑہائی ملتی ہے کئی چھوٹے چشمہ ملتے ہین اور چھٹے میل سے خورد خیبر پر چڑہتی ہے یہہ درہ بعض مقامات مین بہت تنگ ہے کہ دو سوار برابر نہین جاسکتے پون میل لمبا ہے سڑک اسمین اچھی ہے اور اوتار مشکل نہین ہے۔ اگر بلندیون پر لشکر ہو تو کوئی لشکر اس درہ مین نہین جاسکتا تاوقتیکہ بلندی پر سے اوس لشکر کو نہ ہٹا لیا جاسے درہ کے بعد گھاٹی ملتی ہے سڑک گذرتی ہے اور دو میل پر ڈہاکا ہے یہہ فصیل وار گانون ہین سڑک دست چپ کی جانب ایک میل پر واقع ہے دریاسے کابل یہان مشرق سے مغرب کی طرف بہتا ہے اور اوسکو لندی کہتے ہین پہاڑون کی پشت پر جو اون مین سے سڑک گذرتی ہے بہت چھوٹے قلعہ ہین اور تمام ملک پہاڑی ہے لال پورہ پر جو دریا کے کنارے پر شمال ومغرب مین ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے سعادت خان کا قلعہ ہے

اور یہان خان اس ملک مین سب سے زبردست شخص ہے لیکن وہ ملک جو لنیا ورا اور ڈہاکی کے درمیان واقع ہے وہ آب خانہ کہلاتا ہے اسکی کچھہ حکومت نہین ہے یہان خان مسافرون سے بدرقہ لیتا ہے اور وہ تمام جنیل مین تقسیم ہوتا ہے۔ ڈہاکا مین قریب دوسو گھر کے ہونگے اور لشکر کو رسد پہونچا سکتا ہے۔ ڈہاکا کی زمین مین دریا کے کنارے پر بوتا ہے باقی گرد کی زمین پتھریلی ہے یہان پر ہمکو رسد ملی اور مسٹر بانگیس کا تازہ جمع کیا ہوا لشکر ملا۔ لال پورہ کی بلندی ۱۴۴۴ فیٹ ہے۔

۱۶۔ لنڈی خانہ۔ ۹ میل ۳ ۱۵ میل درہ کا دہانہ خیمہ گاہ سے ایک میل پر ہے سڑک جنوب و مشرق کی جانب پتھریلی چڑہائی پر واقع ہے شمال و جنوب کی طرف پہاڑ رفتہ رفتہ درہ کو کم کرتے ہین اس مین کئی چکر ہین اور پہاڑی نالا یہان بہتا ہے را دہی دور تک درہ مین سڑک اچھی ہے اور کم پتھریلی ہے عرض درہ کا سوگز سے دوسو گز تک وسط مین آخیر درہ تنگ ہوتا جاتا ہے پہاڑ اکثر سید ہے بلند ہین مگر کم اونچے ہین۔ سب سے اونچے پہاڑ پر پرانا قلعہ ہے موضع لنڈی خانہ خیمہ گاہ سے جنوب و مشرق کی طرف ہے اسکے گرد کچھہ زراعت ہے ہمارا خیمہ گاہ شمال کی طرف بلندی پر واقع ہے خیمہ گاہ کے نزدیک درہ نو میل چوڑا ہے پانی نزدیک خیمہ گاہ کے ہے۔ بلندی ۱۴۸۸ فیٹ ہے مقیاس الحرارت تین بجے شام کو اٹھتر درجہ پر تھا۔ چونکہ درہ دوسو گز سے کہین زیادہ چوڑا نہین ہے۔ گویا دونون جانب کے پہاڑون پر سے بندوق والے سپاہی درہ کو بند

کر سکتے ہین ۔

۱۷ا- علی مسجد ۱۳¾ میل ۱۹۶ میل ۲ فرلانگ لندی خانہ سے دو
سڑکین ہین جو درہ پر چڑہ کے نیچے آکے ملجاتی ہین پست راہ دریا کی
اندر سے اور بہت پہلوان ہے اس چڑہائی کا شروع خیمہ گاہ
کے نزدیک تھا اور ڈیڑہ سو گز تک بہت پہلوان تھا کہ چلنا بھی مشکل
تھا بعد اوسکے چڑہائی آسان ہے سواے اور مقام کے سڑک بارہ
فیٹ چوڑی ہے اور دست راست کی طرف گھاٹی جانب پہلوان
ہے ۔ دو میل کی چڑہائی کے درہ کی چوٹی پر پہونچتے ہین یہان
بلندی ۳۳۷۰ فیٹ ہے سڑک کا رخ چڑہائی سے مشرق کی طرف
ہے اور بعد ازان جنوب و مشرق کی طرف چکر کہا گئی ہے یہان
ایک پولیس کی چوکی ہے یہہ جگہہ قلعہ بنانیوالے نے بہت ہی عمدہ بنائی
ہے یہان کی مار اوس سڑک پر پڑتی ہے جو ادہر کو آتی ہے
اور تیز ایسا ہی اثر توپ کا اوس سڑک پر بھی ہے جو علی مسجد کو
یہان سے جاتی ہے پہاڑ سے اوتار تین میل تک ہے ۔ اور سڑک
کشادہ پہاڑ سے اوتر کر لال بیگ گڈہے مین ملتی ہے اس گھاٹی
کے دست راست کی جانب ایک پرانا قلعہ ہے اگر اسکی مرمت
ہو جاے تو لشکر کو بہت کچھہ روک سکتا ہے ۔ لال بیگ گڈہی کی
گھاٹی چھہ میل لمبی ہے اور سوا میل چوڑی ہے اور عرض دم سے
اس گھاٹی مین چشمے کم ہین اور دو تالاب ہین اور گانون مین کنوئین
ہین سڑکون کے کنارہ پر چھوٹے گانون ملتے ہین اخیر
مین گھاٹی کی سڑک کی طرف دو برج ہین یہہ جنیبریون کے ملکون

کے ہین۔ اس گھاٹی سے نکلتے ہوئے سڑک مغرب کی طرف مقام
لوہوارگوگئی ہے کہتے ہین کہ یہان چھاؤنی خوب ہوسکتی ہے۔ یہان
سے علی مسجد ڈیڑھ میل ہے اوسکے بعد سڑک تنگ ہوتی جاتی ہے اور
ستر فیٹ کی رہگئی ہے اور علی مسجد کے نزدیک بھی زیادہ چوڑی نہین
ہے ایک مقام پر چالیس یا پچاس فیٹ سے زیادہ چوڑی نہین ہے
علی مسجد سڑک سے دست راست کی طرف پہاڑ پر واقع ہے۔ ہم اسکے
مشرق کی طرف خیمہ زن ہوئے۔ مقیاس الحرارت تین بجے شام کو
بائیس درجہ پر تھا۔

۱۸۔ قدم۔ ۱۰ میل ۱۷۶ میل ۶ فرلانگ دست راست کی طرف تہا
برج جاگیر جانب چپ کی طرف رہتا ہے وہان دو اور برج ہین تین
میل تک درہ دوسو سے ڈیڑھ سو گز تک چوڑا تھا بعض وقت ڈیڑھ
سو یا دوسو فیٹ رہجاتا ہے اوسکے بعد ساٹھ یا اسی گز تک چوڑا
رہجاتا ہے۔ اول تین میل تک پہاڑ اونچے ہین اوسکے بعد نیچے
ہوتی جاتی ہین اور زیادہ سیدھے ہوتے جاتے۔ تین میل تک سڑک
پتھریلی ہے اور دریا کے پار ہوتے ہی دریاے چوراس دریا مین
سے نکلتا ہے اور قدم کی گھاٹی کو سیراب کرتا ہے یہان سے
ایک بیدل راستہ پہاڑون پر سے ہوکر آتا ہے اور اصل سڑک
سے تین میل چھوٹا ہے لیکن یہان سے توپین نہین جاسکتین۔
مقیاس الحرارت چھیاسی درجہ تین بجے شام کے تھا۔

۱۹۔ کول سیر۔ ۷ میل۔ ۱۸۳ میل۔ ۱ فرلانگ سڑک کا رخ مشرق
کی طرف میدان ہموار ہے یہان سے سڑک کشادہ ہے کول سیر کے

کی طرف سڑک ریتلی ہے خیمہ گاہ کے نزدیک زراعت تھی۔ بلندی جمرود کی ۱۶۷۰ فیٹ ہے۔ مقیاس الحرارت آٹھ بجے شام کو چھیاسی درجہ پر تھا۔

۲۰۔ پشاور سے ۸ میل۔ ۱۹۱ میل ۷ فرلانگ سڑک کا رخ مشرق کی طرف راستہ مین ہے۔ دو نہرین ملین جنپر پل تھا کئی نالے بھی ملے۔ پشاور کی بلندی ۱۶۸ فیٹ ہے یعنی ۷۶ فیٹ مین ایک پستی ہوتی آئی ہے فقط

کوہاٹ سے کابل و غزنین تک کا راستہ
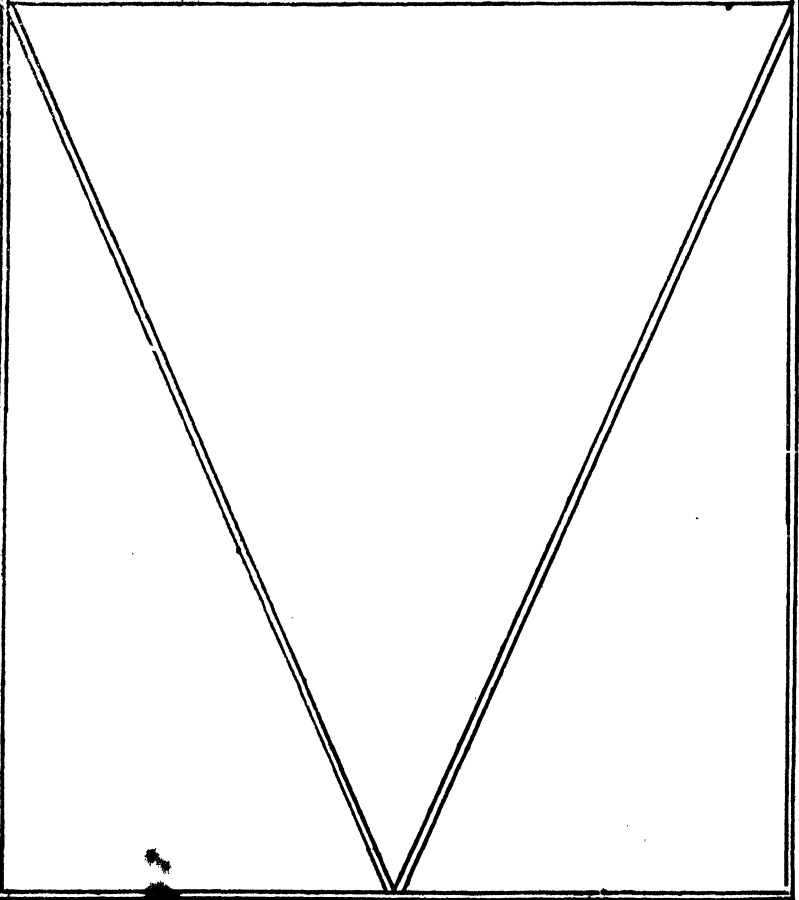
(۱) نصرات خیل - ۶ میل بعد تین میل کے دہ محمد زئی ملتا ہے اسکے
پاس درۂ بلان بھی ہے یہہ دیہہ ڈیڑ میل سے دو میل تک عرض میں ہوگا
شمالی کی طرف جو پہاڑ ہیں وہ خیول بزدلی و فیروز خیل کے قبضہ تصرف میں
ہیں یہ پہاڑ خشک اور پہلوان ہیں بلندی انکی سطح میدان سے
قریب ۱۵۰۰ فیٹ کے ہوگی لیکن اپنر سے سڑک کی زد کسی مقام پر نہیں ہے
(۲) رائل ۱۱ میل ۱۷ میل - تین میل تک سڑک کل کے کوچ کے موافق ہے
اسکے بعد فتح شاہ کی زیارت ملتی ہے یہان شہتوت کے اشجار بہت
ہیں اسکے قریب ایک چشمہ بھی ہے یہان سے شال زئی کے ملک کو سڑک
گئی ہے اس ملک کی دوسری سڑک اوستار زئی کے دیہہ کے قریب
جاتی ہے اور شال زئی کے پہاڑون کے نیچے جا کر نکلتی ہے یہہ پہاڑ
یار محمد خیل اور شیخان اور ک زئی کے قبضہ میں ہیں اوستار زئی کے دیہات
کے قریب سے سڑک گذرتی ہے اور کوہاٹ سے ۹ میل پر پہاڑ بہت
تنگ ہو جاتے ہیں اس مقام کو خواجہ خضر کہتے ہیں اور یہان سے
دریا سے پار اگذرتا ہے اسکے دست چپ کے کنارے پر نئی سڑک تیار
ہوئی ہے ساڑھے دس میل پر کوہاٹ سے سڑک دریا سے پار اپر سے
گذرتی ہے یہہ دریا مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے اور اورک زئی کی سرحد
بلند پہاڑوں مین سے نکلتا ہے رائل سے چھہ میل کے فاصلہ پر شاہو خیل کے دیہہ کے نزدیک یہہ دریا
ہماری سرحد مین داخل ہوتا ہے دریا یکایک بڑھ جاتا ہے اور اوس حالت مین پار ہونا دشوار ہے

اس مقام پر خیمہ گاہ کے لیئے کوئی اچھا موقع نہیں ہی کیونکہ وہ گھاٹی تنگ ہے اور گرد کے پہاڑون کی زد میں ہی پہاڑونپر پیلو کا جنگل ہے اور جنگی کاروبار کے لائق نہیں ہی جوکسی قدر ہموار میدان ہے اوسمیں بھی کہیت کم ہیں اور چھوٹی چھوٹی جھاڑیونسے بھرا ہوا ہی۔

(۳) ہانگو ۸ میل - ۲۵ میل تمام راستہ سڑک اچھی ہے کل کی خیمہ گاہ سے دو میل پر دریاے توئی کے کنارے پر دیہہ ابراہیم زئی ملتا ہی یہی مقام عموماً خیمہ گاہ کا ہے لیکن چونکہ تمام زمین پر گیہوں کھڑا ہوا تھا اس سبب سے کل لشکر بالی اور ابراہیم زئی کے درمیان میں مقیم ہو گیا چھہ میل کے فاصلہ پر گھاٹی زیادہ کشادہ ہی اور اسکو ہانگو کالس کہتے ہیں یہان گھاٹی دو تین میل چوڑی ہی اور اسکے وسط میں میدان مزروعہ پر بہار سے خیمہ گاہ برپا ہوسکے دیہہ ہانگو ایک میدان میں واقع ہے اور نزدیک اسکے پہاڑ واقع ہین انپر جنگل ہی کوہاٹ سے ابراہیم زئی تک سیدھی سڑک ہی اور دیہات جالیا اور بارین سے ہوکر گذرتی ہی اور تیر بانس کا یہی راستہ ہے لیکن اس راہ سے اس لیئے ہم روانہ ہوئے ہیں - کہ یہہ سڑک ضلع کوہاٹ کی سبب سے بڑے بڑے گانون مین سے ہوکر گذرتی ہے -

(۴) توری ۸ میل ۳۳ میل آج کی منزل میں سڑک دریاے توری کے کنارے چپ کے آدہ میل سے ایک میل تک برابر جاتی ہی اور ہانگو کی گھاٹی پر چڑھتی ہے سڑک کی دست راست کی طرف پست پہاڑیان ہیں اور انکے درمیان میں کہیں کہیں زراعت بھی ہوتی ہی کئی نالہ راہ میں پڑتے ہین شمال کی [illegible] جانب چوٹی کے نزدیک سماناپہاڑونپر جنکی بلندی ڈہائی ہزار فیٹ

سطح میدان سے ہی دیہات وبروج رابیاخیل اور اورک زئی خیل کے
ہین اوراوسطرف انکی سرحد میرک زئی کے بنگشون کی سرحد سے
جاکر ملتی ہی ہرچند ٹہاگو سے کوئی سڑک نہیں ہی لیکن زمین سخت ہے
اور گاڑیان بآسانی تمام گذر سکتی ہیں راہ میں دیہات بگالوکوتارزئی اور
بارلمی ٹہاگو کے نزدیک گھاٹی کشادہ ہوتی جاتی ہے اور قریب
تین میل کے چوڑی ہو جاتی ہے توری سے ایک میل اوپر خیمہ گاہ اچھے موقع
برپا ہوئی اور توری میں پانی بھی اچھا ملا ٹہاگو کے جنوب سے ایک تنگ
درہ دیہہ امیرخان شالتم خیل دیہہ اور مامون خیل دیہہ سے ہوکر داتشاہ
کی باندیمین جاکر نکلتا ہی اور کوہاٹ سے نالون کو جو شاہ راہ جاتی ہے اوس سے
جاکر ملجاتا ہے۔

(۵) کالی ۰۔میل ۱۴ میل کل کی منزل کے موافق سڑک آج بھی ہے
توری سے پانچ میل پر دریاے توری ملتا ہے یہان یہہ دریا پتلی نالی ہی
اور بعض مقامات پر بالکل پانی نہیں ہے دیہہ کالی بہت مضبوط موقع پر واقع
ہے خیمہ گاہ ایک چشمہ کے نزدیک برپا ہوئی یہہ چشمہ میرازئی میں بھکر
جاتا ہے کالی کا ملک دریاے قرم اور دریاے بارہ کی درمیان میں
واقع ہے اس گھاٹی کے پہاڑ جنکو جنگ کی پہاڑ کہتے ہیں جنگل سے بھرے
ہوئے ہین اور اونپر بآسانی چڑہا جاسکتا ہی آج کی منزل مین سڑک
کے دست چپ کے جانب دیہہ محمد خوجہ ملا تھا۔

(۶) تاریاب چھہ میل ۴۷ میل کالی سے تاریاب سیدہی سڑک کی راہ
چار میل سے زیادہ فاصلہ نہیں ہوسکتا ہے اور اسی وجہہ سے چکر کرنا پڑتا ہے
منزل آسان ہے اول میں تو ایک پہاڑی کے نیچے نیچے چکر کرنا پڑتا ہے

اس پہاڑی کی زد دونوں سڑکوں پر ہے جو اسکے دونوں طرف سے جاتی ہیں تاریاب تک باقی سڑک کے کنارہ پر پست پہاڑیاں ہیں اور دست راست کی جانب کی پہاڑیوں پر جنگل ہے اور دست چپ کی طرف میران زئی کی گھاٹی واقع ہے یہہ گھاٹی کشادہ اور مزروعہ ہے تاریاب دیہہ کے نزدیک تاریاب ندی ہے یہہ چشمہ گردنواح کے پہاڑوں سے نکلا ہے اگر کوئی لشکر فرم کو جاتا ہے تو تاریاب دست راست کی طرف چھوڑا جاتا ہے اور دارسامند کو جانا پڑتا ہے دارسامند کالی سے ۲۲ میل ہے۔

(۷) دارسامند ۹ میل - ۵۶ میل اسباب سیدہی سڑک سے دارسامند کو گیا لشکر توراواری گانون سے ہوکر روانہ ہوا یہہ گانون خیل زئی محنت سے آباد ہے اور انگریزی سرکار کے ماتحت ہے تاریاب اور پوراداری کے بیچ میں تین نالے بڑے اوتر نا پڑتے ہیں اور تمام ملک جنگل سے بھرا ہوا ہے آدہی میل تک کے کنارے سانگر پہاڑ کی شاخ ہے اور سیارد نامی نالہ ملتا ہے دارسامند کے جنوب کی طرف ایک میل پر گاڈیوار ایک دیہہ ویران ہے اسکے نزدیک خیمہ کے لیئے بہترین جگہہ ہے اور اسکے پاس ہی سالیا نالہ بہتا ہے دارسامند کی پشت پر گولی کے ٹپہ پر چھوٹے پہاڑ ہیں اس گانون کے نزدیک چند چشمہ بہی ہیں جسکو باشندے کاروبار روزمرہ میں بہی صرف کرتے ہیں اور اس سے آبپاشی بہی عمل میں لاتے ہین اسکے پاس چنار اور اخروٹ کی درخت بہت ہین۔

(۸) تہل ۱۰ میل - ۶۶ میل دارسامند سے ایک میل پر سڑک خشک گانون دالندنامی کو جاتی ہے اور اس سڑک پر سے توپخانہ بخوبی گذرسکتا ہے تہل کی سڑک تین میل تک مزروعہ میدان میں سے گذرتی ہے اور

اوسکے بعد شالی سے پار ہوتے ہی دست راست کی جانب جنگل ہے
اور دست چپ کی جانب میں پہاڑیان ہین اور اونپر بہی جنگل ہی اگر سپاہی
ان پہاڑ پر چڑہ جائین تو کوئی لشکر اس سڑک پر سے نہیں گذر سکتا۔
تا وقتیکہ اون پہاڑیون پر سے دشمن کو نہ ہٹا لیا جائے اسکے بعد چڑہائی ہی
اور یہان سے توپخانہ کی راہ شمال کی طرف مڑ گئی ہے اور چڑہائی کی
چوٹی پر یہہ سڑک پھر آملتی ہے اوتار آسان ہے خیمہ گاہ کے لیئے
یہان وسیع کہلا ہوا میدان نہین ملتا جسقدر کہلا ہوا میدان ہے وہ سب
مزروعہ ہے باقی موقع گرد کے پہاڑونپر اوپر ہین ہماری خیمہ گاہ تہل سے
آدہ میل کے فاصلہ پر تہی اور سامنے کے پہارونپر پہرہ بٹھا دیا گیا تہا۔
(۹) **غلزئی باندہ** ۱میل ۶۷ میل دو میل کے بعد دریاے قرم کو اوترنا
پڑتا ہے اور اس مقام پر دست چپ کی طرف پہاڑ کی زد ہی اور اس پہاڑ پر
ایک ویران دیہہ واقع ہے جنکے مالک قوم بنگش کے یوسف خیل مین
اس موسم مین دریا مین پانی کم ہے لیکن تاہم دو فیٹ گہرا ہے اور بہت
تیز بہتا ہے چار میل کے بعد ایک گڑہی کے آثار ملتے ہین یہہ ایک نہایت
عمدہ گڑہی تہی اور اسکا نام راجہ کا کالا تہا یہان تک سڑک بہت عمدہ
تہی لیکن بعض چڑہائی نالونکی اور انکا اوتار موسم طغیانی مین ہموار ہونا ہوگا
چہہ میل پر تہل سے شالق نالہ ملتا ہے آجکل یہہ خشک ہی اور توپون کی
راہ اسمین سے واقع ہے لیکن پیدل اور رسالہ کی راہ دوسری طرف سے ہی
اور حالت موجودہ مین توپون کے قابل نہین ہی لیکن بہت آسانی سے
توپخانہ کی گذر کے موافق بناے جاسکتی ہی آج خیمہ گاہ دریاے قرم کے
راست کنارہ پر واقع ہے لیکن چارون طرف اسکے سب پہاڑیان ہین

چارا اور گھاس بہت ہی لیکن رسد نہین ملسکتی کیونکہ صرف ایک گانون غلزئی باندہ نام پاس ہی اور اسمین چند گھر ہین -

(۱۰) حضرت پیر کی زیارت ۱۵ میل ½ ۹۱ میل دریا کے راست کنارہ پر توپونکی سڑک نہین ہی دو میل تک دریا مین سے ہوکر توپونکو جانا پڑتا ہے اور بعد ازان چپ کنارہ کی طرف چڑھتی ہیں دونون سڑکین پیدل اور رسالہ کے لئے اچھی ہین لیکن چپ کنارہ کی سڑک بہتر ہے صرف اتنی ہی مشکل ہے اگر دریا مین طغیانی ہوئی تو پار نہین ہوا جاسکتا کنارہ چپ کی سڑک پر دست راست کی طرف چار میل تک پست پہاڑیان ہین باقی سڑک گادی وار پہاڑونکے نیچے نیچے جاتی ہے اور حضرت پیر کی زیارت گاہ کے مقابل پر دریا سے پھر اوترنا پڑتا ہے -

راست کنارہ کی راہ میں بھی سڑک کے کنارہ کنارہ پہاڑیان ہیں دریا کے دونون کنارون پر آدہ میل یا میل سے دو میل تک ملک مزروعہ ہے اور یہان بہت چھوٹے چھوٹے گانون نظر آتے ہین چھوٹی سی فوج کے لئے تہوڑے دن کے واسطے یہان رسد ملسکتی ہی خیمہ گاہ میدان پتھریلا ہے گھاس اور چارہ بکثرت پانی دریای قرم سے ملتا ہی حضرت پیر کی زیارت گاہ سے قلعہ محمد اعظم کو دو سڑکین جاتی ہین ایک تو درہ دروازہ کی راہ دوسری دریا مین سے ہے درہ دروازہ کی راہ بیان ذیل کے موافق ہے -

(۱۱) درہ دروازہ کا دہانہ جنوبی ½ ۱۰ میل ۱۰۲ میل اس راہ سے برگیڈیر چیمبرلین صاحب کا لشکر گیا تھا لیکن بعد ازان معلوم ہوا کہ اگر ہم سانگا لیارہ گہاٹی جو شمال کی جانب سے یہان آکر ملتی ہی جائین تو بہتر ہی

ادہر کا راستہ مختصر تھا دونون راستہ آسان ہین اور توپونکو کوئی مشکل
لیجانے مین نہین ہوتی تمام ملک ایک بیابان ہی جسمین پتھر گہاس
جنگل بھرا ہوا ہے درہ دروازہ مین ایک چشمہ بہتا ہی اوسکے کنارہ قیامگاہ
ہے درہ مین چارہ شترون کے لیئے ملتا ہی گہاس بہت ہی یہہ حصہ
اقوام حاجی کے قبضہ مین ہی یہہ قبایل بڑے رہزن ہین۔

(۱۲) **کوٹ میانجی** ½ ۱۱۴ میل سڑک آدہی دور تک رفتہ رفتہ ایک
چشمہ کے کنارہ کنارہ بتدریج چڑہائی پر چڑہتی ہے اس سڑک کے
دونون طرف پست پہاڑیان ہین لیکن ان پہاڑیون پر باسانی چڑہا جاسکتا ہی
حالت موجودہ مین سڑک توپون کے لیئے بہت خراب ہی لیکن دو تین دن مین
باسانی تمامی سڑک اچھی ہوسکتی ہے اور آدہی سڑک میانجی کی طرف
اچھی ہے اور رفتہ رفتہ اوترتی ہے **کوٹ میانجی** قلعہ قرم سے دو میل کے
جنوب کی جانب واقع ہے ہم یہان پر اسلیئے خیمہ زن ہوئے مستحضے
کہ آگے چلکر لکڑی جلانے کے لیئے نہین ملتی اور گہاس چارہ صرف
درہ ہی مین ملتا ہے۔ دوسری راہ دریا مین سے حضرت پیر کی
زیارت گاہ سے اس طور پر واقع ہے۔

ابراہیم زئی ½ ۱۱ میل ½ ۱۰۲ میل نو میل تک سڑک دریا مین سے ہے
اور راسکو چند مرتبہ پار ہونا پڑتا ہی چھہ میل دیہہ درامی ہی اسمین دو سو گھر ہین
اور صوبہ کا نایب حاکم یہان رہتا ہی اور یہان سے ملک زئی مخت مین سے
ہوکر تو مادادی اور تاریاب کو سیدہی راہ جاتی ہے سادہ پہاڑ تک
مخی زئی کا ملک ہے مخی زئی مین بیس گڈہیان دریا کے کنارہ راست کی
طرف واقع ہین اور کنارہ چپ پر پانچ گانون ہین جنکا عرض قریب ایک میل کے

سادہ پہاڑ پر دریلے قرم مین ایک اور دریا سے قرنانہ آگے شامل ہوتا ہی
یہہ دریا ارک زئی کے پہاڑون سے نکلتا ہے اخیر دو میل مین سڑک
پر خطرہ ہی موسی زئی کے قبایل گرد نواح کے پہاڑونپر رہتے ہین اور
سڑک پر رہزنی کیا کرتے ہین ابراہیم زئی ایک بڑا گانون ہے اور
کل کاشت کاری یہان چانول کی ہوتی ہے اسوجہہ سے اسکے
گرد نواح کے لیئے زمین بمشکل ملتی ہی کنارہ راست پر چارہ اور گہاس
بکثرت ہے۔
کوٹ میانجی ½۱۴ میل ۵؍۱۱۱ میل تونون اور رسالہ کے لیئے سڑک
دریا کی راہ ہے پیدل اس راہ سے بہی جا سکتے ہین اور دریا کنارہ کنارہ
گانون مین سے ہو کر جا سکتے ہین پہاڑ دونون کنارون پر پانی تک ہین
کنارہ راست کی طرف صرف ایک یا دو گانون ملتے ہین کہین کہین وہانکے
کہیت نظر آتے ہین کنارہ چپ کی جانب بہت گانون ہین اور سب مین
بڑا گانون پتاکاک اور تویل ستالی اور داولکوٹ اور آگرہ ہین قلعہ
قرم یہان سے قریب دو میل کے ہی۔
(۱۳) جیب کالا ½۷ میل ۱۳۲ میل سڑک پر تین گانون متصل واقع
ہین انکو گہکانی کہتے ہین اور شالوزان سے چار میل پر ایک بڑا گانون
واقع ہے جسمین میر ابراہیم کا مقبرہ ہے جیب کالا موضع پوار سے
پون میل کے فاصلہ پر ہے اسکے گرد بہت عمدہ زراعت ہی اور رکئے
چشمون سے آبپاشی ہوتی ہے شترون کے لئے چارہ بہت ہے
لیکن گہوڑون کی گہاس کم ملتی ہی وہان کے لوگ اپنے گہوڑونکو
بہوسا کہلاتے ہین تمام ملک قرم کے بہ نسبت یہان زیادہ رسد ملسکتی ہے

اس گانون مین جتنے مسلمان ہین اوسیقدر ہندو باشندے ہین اور
بہت تجارت کیا کرتے ہین۔

(۱۴۱) زبردست کالا - ۱۰ میل ۲ ۱۴۱ میل جیب کالا ہے دو راستہ ہین
ایک تو پوار مین سے ہوکر اور دوسری راہ اسینگادی کوتل مین سے
ہوکر پوار کی راہ قریب ہے دوسری راہ پوار کے گانون مین نہین جاتی
اور دست راست کی طرف ایک نالے مین سے ہوکر نکلجاتی ہی اور یہہ
نالہ سیتارام پہاڑ سے آتا ہے جیب کالا سے تین میل گنڈھی خیل
ایک گانون پہاڑپر واقع ہے اسمین کوئی تیس گھر ہونگے یہان تک
سڑک کے دونون طرف پہاڑ گولی کی زد سے ہین اور یہان سے چڑہائی ہی
یہہ نالہ دست راست پر چھوٹ جاتا ہے اور ایک جنگل مین سے سڑک گذرتی
ہی چڑہائی کچھہ مشکل نہین ہی اور ہاتی توپونکو بخوبی لیجا سکتے ہین اور ہرات کی
طرف اوتار بہت آسان ہے اور سڑک بہت اچھی ہے زبردست کالا
ایک خیل حاجی کا برج ہے یہان پوار کی سڑک آکر ملتی ہی پوار کوتل کی سڑک
مین سے گذر کر کئی نالون کے پار ہوتی ہے اور اس سڑک کی پہاڑونکی
زد سے اہنین پہارونین ایک چھوٹا سا گانون گیرزن نامی واقع ہے
پانچ میل بعد دو چھوٹے گانون جو پہاڑ پر واقع ہین ملتے ہین یہانکے باشندے
مشہور رہزن ہین جیب کالا سے ساٹھہ میل کے بعد کوتل ملتا ہی چڑہائی
اسپر بہیر سے ہے اور بیچ سڑک مین دو تین چٹان واقع ہین اس سبب سے
توپونکے لیئے سڑک درست نہین کیجا سکتی ان پہاڑونپر درخت بہت ہین
چوٹی پر ایک برج بنا ہوا ہے تاکہ سڑک کی حفاظت کرتا رہی یہہ برج منگال
خیل کے تصرف مین ہی یہان سے زبردست کالا انک اوتار بتدریج ہے

زیر دست کالا پر شمال کی جانب گانون کے نزدیک خیمہ گاہ کے
لیئے بہت جگہہ ہے یہان کر یا ندی بہتی ہے صرف اسی سے پانی
دستیاب ہوتا ہے چارہ بہت کم ہے اور رسد بلکل ہنین ملتی۔
۱۵ ا۔علی خیل ۱۰ میل ۲۵۲ میل زیر دست کالا سے علی خیل تک کریا ندی
مین سے راستہ ہے راست کنارہ پر اسکے حاجی کی قوم کے گانون
لہوانی حیدران اور بہرام خیل اور رالو خیل بستے ہین چپ کی جانب پہاڑ
ہین اور ان پہاڑون کی سڑک پر زد ہے خیمہ گاہ کی زمین ایک بلندی پر
واقع ہے جو گانون سے ایک میل آگے ہے اور اس جگہہ کریا ندی
اور ہزار درخت ندی ملتے ہین رسالہ اور پیدل اس جگہہ گانون مین سے
ہوکر پہنچتے ہین اور وہان راستہ مین دو بڑے گہرے نالہ ملتے ہین اور
توپون کو آدہ میل دوسرے طرف جانا پڑتا ہے اور وہان سے ہزار
درخت ندی کی راہ آنا پڑتا ہے ہزار درخت ندی سے خیمہ گاہ پر ایک
سہل ڈہال ہے اوسپر توپون کو چڑہنا پڑتا ہے ہزار درخت
ندی سے پانی ملتا ہے علی خیل ایک بڑا گانون ہے اسمین کوئی
پچاس احاطہ ہین ہر احاطہ مین بجای خود ایک قلعہ ہے گہر دو منزل
ہے منزل بالا مین تو آدمی رہتے ہین اور منزل زیرین مین مویشی
رہتے ہین کسیقدر رسد یہان ملسکتی ہے لیکن اگر لوگونپر تشدد کیا جائے
کیونکہ جسقدر وہ پیدا کرتے ہین اوسیقدر اونکو کافی ہوتا ہے چارہ
گہاس کم ہے جلانے کی لکڑی بہت ہی علی خیل سے ایک سڑک پہاڑ
پر سے وسط ملک بنگال مین جاتی ہے اور فرقہ بنگال اس سڑک پر
بہت رہزنی کرتے ہین۔

(۱۶) **ہزار درخت** ۱۳ میل ۱۶۵ میل سڑک ہزار درخت ندی کے
اندر او ترتی ہے اور برابر اسکے راہ جاتی ہے تمام منزل مین چڑہائی
ہے یہان گھاٹی دو میل چوڑی ہے لیکن چار میل کے بعد رحیان
دہ کے پاس پہونچکر آدہ میل چوڑی راہ جاتی ہے اور دونون طرف
اونچے اونچے پہاڑونکی چوٹیان ہین آگے چار میل تک سڑک شمال کے
جانب جاتی ہے اور تنگ ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ صرف دو سو گز کی
رہجاتی ہے آٹھہ میل کے بعد سڑک مغرب کی طرف مڑتی ہے اور ایک
دوسری سڑک سیدہی کابل کو جاتی یہان اونچے پہاڑونکے سلسلے
ہیں اور بعض پہاڑون کی شاخین ندی تک آجاتی ہین اورانکی چڑہائی
بہی بہت مشکل ہے اپر دیودار کا جنگل ہے یہان کوئی کا نون نہین
ہے وسیع ترین جگہہ پر ایک رجمنٹ کے خیمہ گاہ کی جگہہ ہے اگر کوئی
لشکر یہان خیمہ ڈالے تو مستغرق ہوکر ہٹنا پڑیگا اور لشکر یہان حملہ کیا جاتو
صرف ایک لشکر متصور ہی لیکن اس سے بہت جگہہ بہی نہین ملتی تو یونکہ بہت
مشکل اس منزل مین پڑیگی کیونکہ ندی مین بہت چٹان بہکر آگئی ہیں
کسی قسم کی رسد یا چارہ یہان نہین ملتا۔
۱۷۔ اخمار شاہ ۸ میل ۱۷۳ میل تک سڑک کل کی منزل کی موافق ہے
بعد ازان حاجی تھانہ ملتا ہے یہہ ایک چھوٹا سا قلعہ ہے لیکن اسکے
اردگرد پہاڑیان ہین یہان سے سر خیل کوتل قلعہ تک چڑہائی زیادہ
آسان ہے ایک میل بعد کاٹا سانگ ہے یہان پر ایک برج
بنا ہوا ہے یہہ برج حاجی اور غلزئی کی سرحد پر واقع ہے **ہزار درخت**
سے ساٹھہ میل پر سرخیل کوتل واقع ہے کو تہال کی چڑہائی بہت

پہسلوان ہین) دونون طرف اسکے پہاڑ ہین اور چوٹی پر ایک برج
ہے جو خیل غلزئی کے قبضہ مین ہے اسکے بعد تھوڑا سا اوتار ہے
اور ایک میل کا میدان پڑتا ہے - اوسکے بعد اخمار شاہ ملّا ہے
خیمہ گاہ کی جگہہ یہان اچھی ہے گرد کی بلندیونپر پہرا بٹھانا پڑتا ہے
پانی چشمون سے حاصل ہوتا ہے انہین چشمون سے سہ خیل ندی
نکلی ہے رسد نہین ملسکتی اور چارہ کم ملتا ہے خیمہ گاہ کی بلندی
(۱۳۴۵۰۸) فیٹ سطح سمندر سے بلند واقع ہے اور دسمبر سے اپریل تک
سڑک برف سے بند رہتی ہے -

(۱۰۹) دو منزلہی ۸ میل ۱۸۱ میل خیمہ گاہ سے درہ شتر گردن کی
چوٹی تک سڑک دو میل تک برابر چڑھتی جاتی ہے اور اوسکی دونو
طرف قریب قریب بلند پہاڑ ہین اس درہ کا اوتار لطرف لوگار نہایت
پہسلوان ہے چکر بہت ہین اور بہت طویل ہے سنتے ہین کہ سردار
محمد اعظم خان چہوٹی توپین شترون پر رکہکر یہان سے لیگئے لیکن
پہیہ دار گاڑیون کے لیے راستہ نہین ہے اور بہت محنت و روپیہ خرچ
کیا جائے تو توپخانہ کی گذر کے موافق راستہ ہوسکتا ہے اگر اس
درہ مین مخالفت کیجائے تو لشکر کے لئے یہہ بدترین راستہ ہے اور اسمین
سے گذر کرنا ناممکن ہے قلعہ کو تہال اخوندکالا تک سڑک ایک چہوٹے
نالے مین سے ہے جسکی وسعت سو گز سے زیادہ کہین نہین ہے اور
دونون طرف کئی سو گز اونچے پہاڑ ہین اس گانون سے راستہ تیس
فیٹ کا چوڑا رہجاتا ہے اور تین میل تک یہہ راستہ نہایت پہسلوان
چڑہائی ہے اسکے بعد ایک چشمہ شمال کی جانب سے آکر ملتا ہی یہان

خیمہ گاہ کے لئے جگہہ ہے گانون کے مقابل ایک بڑا ٹھانہ ہے
جو اب کسیقدر ویران ہی چارہ لکڑی رسد بہ صد مشکل حاصل ہوتی ہی -
۱۹ - خوشی ۹ میل - ۱۹ میل دو میل تک اوسی چشمہ مین سے رستہ
ہے لیکن یہان اکثر پانی کہو مین سے نکلتا ہے اور ایک نیچے پہلو
گہاٹی مین گرتا ہے یہان سے سڑک دست راست کی طرف مڑتی
ہے اور ایک پہاڑ پر سے گذرتی ہے جسکا نام **سنگی کوتل** ہے
اور اسکی چوٹی پر ایک برج بنا ہوا ہے یہان کوئی بیس غازی رہتے
ہین اور سڑک کی طرف حفاظت کرتے ہین اسکے بعد سڑک رفتہ رفتہ اوترتی
ہے اور اوسی چشمہ کے کنارہ کنارہ جاتی ہے جسمین سے ہم آئے
تھے یہان یہہ چشمہ سو فیٹ چوڑا ہو گیا ہے اور اسکے کنارہ تین سو فیٹ
اونچی ہین اس گہاٹی مین البتہ کہیت اور باغات ہین ورنہ پہاڑ تو خشک
ہین **خوشی گانون** پر یہہ گہاٹی پون میل چوڑی ہو گئی ہے اس
گانون مین تین سو گہر ہونگے خیمہ گاہ کے لیئے زمین اچھی ہے
پانی اور رسد بہت ملتی ہی لیکن شترون کے لئے چارہ کم ہے **خوشی**
کابل چار منزل ہے **زرکن شہر** بارہ میل **سفید سانگ** بارہ میل
چار اسیاب دس میل یہہ سب بڑے گانون ہین اور لوگار کی گہاٹی
مین واقع ہین یہہ گہاٹی بہت وسیع اور طویل ہے اور چار اسیاب سے
کابل دس میل ہے -
۲۰ - حصارک دس میل ۲۰۰ میل سڑک **خوشی** کے نالے مین سے
ہی ہر دونون طرف ریتیلا اوسر میدان ہے دریا کے کنارہ پر دو میل
تک زراعت ہوتی ہے اور جہان تک آبپاشی دریا سے ہو سکتی ہی

زراعت کیجاتی ہے لوگار ملک مین آبادی دریا کے کنارہ پر بہت ہے
اور جہان کہین موقع ملا ہے زراعت کی گئی ہے حصارک سے قرم کو
جنوب دمشرق کی جانب ایک اور سڑک جاتی ہے جو التیمور دہ سے
ہوکر لوگار و قرم دریا کے پار ہوکر زرمات گہاٹی مین جاتی ہی اور
وہان سے قاسم دہ مین جا نکلتی ہے لیکن سنتے ہین یہہ راستہ
بہت مشکل ہے اور اس راستہ سے آمد و رفت بہت کم ہوتی ہے
کیونکہ لوٹ مار اوس سڑک پر بہت ہے۔

۲۱ - جیب کالا ۹ میل ۲۰۹ میل خیمہ گاہ سے ایک میل دریا سے
لوگار ملتا ہے یہہ دریا ہر جگہہ پایاب ہے سواے اس جگہہ کے اور
اسپر پل بنا ہوا ہو سڑک تنگ ہے کہیتون مین چکر کہاتی ہوئی
گئی ہے اتنی چوڑی نہین ہے کہ دو گہوڑے سوار برابر نکل سکین
اور کئی گانون مین سے گذرتی ہے ان گانون مین سے سینڈا اور بانکی
بارک بڑی گانون ہین اور ان کی فصیل بہت مستحکم ہے جیب کالا پر
کہیتون کے نزدیک خیمہ گاہ کے لئے زمین اچھی ہے پانی لوگار دریا
کے ایک چشمہ سے ملتا ہے رسد بہت کثرت سے مل سکتی ہے
چارہ اور لکڑی کم ملتی ہے۔

(۲۲) امیر کالا ۹ میل ۲۱۸ میل آج بھی ملک ویسا ہی ہے جیسی کل
کے منزل مین تھا لیکن فصیل دار گانون کم ہین۔

(۲۳) حیدر خیل ۱۳ میل ۲۱۸ میل اول حصہ سڑک کا ایک
تنگ گہاٹی مین واقع ہے دونون طرف پہاڑ ہین دو میل کے بعد
ٹانگی وردق ایک بڑا گانون ملتا ہے اسمین تین قلعہ ہین جنکی

فصیلین بہت پختہ پتھر اور مٹی کی بنی ہوئی ہین بندوقین لگانے کے لئے سوراخ فصیلون مین ہین اور توپون کے لئے برج بنے ہوئے ہین چار میل کے بعد دواب گانون ملتا ہے اور یہان پر لوگار اور شیر ندی نکلتی ہین یہان سے سڑک مڑتی ہین اور امیر کالا سے چھ میل پر اوس شاہراہ سے ملجاتی ہے جو کابل و غزنین کے درمیان مین ہے اور سید آباد مین ہوتے گذر کر حیدر خیل پہنچتے ہین۔

(۲۴) ہفت آشیا ۱۱ میل ۲۴۲ میل

(۲۵) ششگانون ½۸ میل ½۲۵۰ میل۔ ۲۶ غزنین ½۱۳ میل ۲۶۴ میل۔

اقوام افغانستان

واضح ہو کہ افغانستان مین مختلف قومین رہتی ہین۔ گو ملک چھوٹا ہے مگر قومین باعتبار رقبہ و وسعت ملک بہت ہین اور اونکی بولی مین بھی خلاف ہے مثلت مثلاً خاص افغان اور عرب پشتو بولتے ہین۔ تاجیک اور قزلباش فارسی۔ ہزارہ اور چنداور اقوام ماوراءالنہر کی فارسی مین گفتگو کرتے ہین خاص ایران کی زبان اور ماوراءالنہر کی زبان مین کچھ یون ہی سا فرق ہے مثلاً ایران مین مشک بکسر میم بولتے ہین اور ماوراالنہر مین بضم میم بس ایسا ہی فرق سمجھئے جیسا لکھنؤ اور حیدر آباد کی اردو مین۔ ہندکی اور جاٹ ایک قسم کی ہندی زبان مین گفتگو کرتے ہین کاشمیر اور اہل ارمینیا بھی اپنے

یہان بود و باش اختیار کی ہے - مگر معدودی چند دامن کوہ ہندوکش
مین اکثر قومین سکونت پذیر ہین مگر یہہ نہین کہلتا کہ کس نسل کی ہین
اور کہان سے آئین - مثلاً دغانی - لغمانی - قا وال - سادو نیمچہ کافر -
بعض علما کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ شاید پہلے یہ لوگ ہندو تھے
مگر اب سب نے مذہب اسلام اختیار کیا - ان سب اقوام مین افغانہ کو
بلحاظ حکومت و باعتبار کثرت ترجیح ہے -

(۱) **تاجیک** - تاجیک ایک مقام کا نام ہے مگر یہان اوس
قوم سے عبارت ہے جو افغانستان کی مغربی حصون مین رہتی ہے
افاغنہ کے بعد اوس ملک مین باعتبار کثرت و طاقت اس قوم کا دوسرا
نمبر شمار کیا جاتا ہے بعض مورخون کا قول ہے کہ یہہ لوگ فارس کی
نسل سے ہین اور پہلے اوسپر ہی قابض تھے فارسیون کی اور اونکی
زبان لب و لہجہ مین بہت فرق نہین ہے - تاجیک خوبصورت اور
خوش رو جوان ہوتے ہین اور نہایت طاقت دار اور قوی الجثہ - انکی
اور افاغنہ کی طرز معاشرت اور لباس وضع چال ڈھال مین کچھ فرق
نہین ہےتا - مگر ایک امر خاص مین البتہ بڑا فرق ہے وہ یہہ کہ تاجیک
زراعت کے عاشق اور تجارت کے ولداوہ اور محنت کے عادی
ہین اور ان اوصاف حمیدہ کی بدولت مرفہ حال اور آسودہ رہتے
ہین مگر افاغنہ تجارت کی نام پر لاحول پڑہتے ہین اور محنت سے ڈرتے
ہین - تاجیک جو پیشہ اختیار کرتے ہین اسمین محو ہو جاتے ہیں اور اہتمام
بلیغ کرتے ہیں کہ اوسمین کامیابی حاصل ہو - ضلع جوئی کفایت
شعاری ریاضت شاقہ انکا خاص ملک ہے مگر انتہا کے ضعیف الاعتقاد

اوران پڑہ جاہل - اس قوم کے اکثر آدمی فوج مین بہی بہرتی ہین -
امیر کابل کی فوج مین بیشتر اور برٹش گورمنٹ کے لشکر مین بہی ہین -
جب زراعت کو چہوڑکر سپاہ گری اختیار کرتے ہین تو ترک کہلاتے
ہین - اس سے کوئی صاحب رومی یعنے باشندگان ٹرکی نہ سمجھ
بیٹھین - بعض اضلاع کابل کی فوج ملیشیا مین یہہ لوگ بکثرت بہرتی
ہین ڈاکٹر بلو صاحب نے لکہا ہے کہ تمام افغانستان ہین ۵ لاکھہ
تاجیک ہونگے یہہ سب سُنّی ہین -
۲ - ہزارہ - یہہ قوم ایک قسم کی فارسی بولتی ہے مگر ترکی الفاظ
کی آمیزش بہت ہے قوم تاجیک سے اور اس سے کوئی تعلق
نہین قوم ہزارہ کی خط و خال چال ڈہال اور پستہ قد ہونے سے
ثابت ہوتا ہے کہ وہ تاتار کی نسل سے ہین افغانستان
مین یہہ قوم بہت ہی تہوڑی ہے - یہہ لوگ ایک جگہہ ملکر بہت کم رہتے
ہین بلکہ کوئی ادہر کوئی ادہر چو طرفہ منتشر ہین - اکثر خدمتگاری کرتے
ہین اور بیشتر کہیتون مین مزدوری - محنت کے اسدرجہ عادی ہین
کہ انسے زیادہ جفاکش افغانستان مین شاید ہی کوئی قوم ہو آزادی
جان دیتے ہین مگر جب نوکری اختیار کی تو وفاداری نمک حلالی
اور اعلی درجہ کی دیانت اطاعت و فرمانبرداری ظاہر کرتے ہین اس
قوم کو ہزارہ اس وجہ سے کہا کہ کوہ ہزارہ کی گہاٹیان اور
درے اسکا خاص مسکن ہے لہذا یہہ خود بہی ہزارہ کہلانے لگے
ایام زمستان مین ہزارون آدمی پہاڑون سے اوتر کر افغانستان کے
مختلف اضلاع یا سرحد پشاور پہ تلاش معاش جاتے ہین یہہ لوگ

نہایت مفلس اور شکستہ حال ہین انکا کفن کو پاس نہین ہان غزنی کے قرب وجوار مین البتہ چند کے پاس اراضی ہے باقی سب قلیون اور نوکرونکا کام دیتے ہین جرأت مین ان لوگون نے افاغنہ کو بہی مات کردیا۔ اور مصیبت کے برداشت کرنے مین مشق بہی پہنچالی کہ سبحان اللہ۔ انکی اکہڑپن مین بہی کلام نہین افاغنہ نے کئے بار چاہا کہ انکے پہاڑون پر قبضہ کرلین مگر بے سود۔ یہہ ہمیشہ شجاعت اور بسالت سے پیش آئے۔ خراج بہی کبہی ندیا۔ افاغنہ سے انہین بڑی عداوت ہے۔ انہین مذہب امامیہ کے پیرو بہت ہین مگر خاص شیعہ اور ان کے مذہب مین تباین ہے۔ یہہ حضرت علی کو خدا سمجہتے ہین اور انکا مذہب علی الٰہی کہلاتا ہے۔ افاغنہ انکو جہود وغیرہ سے بہی بدتر اور ملحد اور منکر سمجھتے ہین۔ ایچ بیلو صاحب کی تحقیقات سے ظاہر ہوا کہ تیرہ صدی عیسوی کے وسط مین یہہ لوگ چنگیز خان کے ساتھ تاتار سے آئے تھے اور تب سے یہان ہی رہتے ہین۔ چنگیز خان نے توڑ کر ہندوستان مین لوٹ مار شروع کی یہہ کوہ ہزارہ ہی مین رہگئے۔ ازبک اور ہزارہ اور تاتار کو ملاکر ساٹھ ہزار سے زیادہ تخمین ہین۔

(۳) **قزلباش** - یہہ لوگ تاجیک کی نسبت بامحاورہ اور فصیح فارسی بولتے ہین۔ ترکی نسل سے ہین۔ اور مذہب اثنا عشری کے پیرو۔ **افغانستان** مین کوئی ڈیڑھ سو برس سے سکونت کرتے ہین ۱۷۳۷ء مین نادر شاہ کے ہمراہ رکاب آئے اور اوسی بادشاہ کے حکم سے کابل مین بسے۔ تب سے جمے ہین اور کابل مین انکی بڑی دہاک ہے

قزلباش جری جیوٹ دار حسین اور زیبا اندام ہوتے ہین۔ سپہ گری مین بہی یہہ مشہور ہین۔ مگر تراش خراش کے از بس شایق اور انتہا کے شریر۔ امیر کابل کے سوارون مین قزلباش بڑی کثرت سے ہین۔ انگریزی فوج مین بہی قزلباش سوار بہت ہین۔ یہہ قوم شہسواری مین طاق اور خوب مشاق ہے۔ افغانستان مین یہہ لوگ عموماً تجارت یا طبابت کرتے ہین اکثر بڑے بڑے قصبون اور مشہور مشہور شہرون مین سکونت کرتے ہین اور اور اقوام کابل کی نسبت زیادہ تربیت یافتہ اور روشن ضمیر سمجہے جاتے ہین۔ قزلباش افاغنہ کے ساتھہ اپنی لڑکیون کی شادی کر دیتے ہین اور افغان بڑی خوشی سے اونکو بیاہ لیتے ہین مگر یہہ ممکن نہین کہ کوئی افغان اپنی بیٹی کی شادی قزلباش کے ساتھہ کر دے۔ وہ قزلباش کو زندیق تصور کرتے ہین۔ وجہ یہہ کہ انکے اور اونکے مذہب مین اختلاف ہے اس قوم کے دو لاکھہ آدمی کابل مین رہتے ہین۔

(۴) ہندکی۔ ہنداون اہل ہنود قوم چہتری سے مراد ہے جو افغانستان مین رہتے ہین۔ یہہ لوگ سوداگری پر اودہار کہائے بیٹھے ہین اور تجارت کو افغانستان مین انہون نے چمکایا اور خوب فروغ دیا شہرون اور قصبون اور بڑے بڑے موضعون مین انکی تعداد بہت ہے اور اعزاز کے ساتھہ رہتے ہین افاغنہ کو انسے فواید کثیر حاصل ہوتے ہین اور انکی اعانت کی بدرجہ غایت محتاج ہین اگر ہندکی کابل کی سکونت سے کنارہ کش ہو جائین تو افاغنہ کو بڑی بڑی دقتین لاحق ہون۔ تاہم چونکہ ہند مین گورنمنٹ کابل

اُنسے خبریہ لیتے ہین اور بقول ڈاکٹر بلو صاحب جو حقوق اہل اسلام کو حاصل ہین وہ کل حقوق انکو حاصل نہین ہین - اور سب صرف یہہ کہ وہ ہندو ہین قطعی ممانعت ہے کہ خبردار کوی مذہبی رسم نہ ادا کرنا اور اگر ادا کرو تو اپنی گھر مین خفیہ طور پر - اور تاکید ہے کہ انکی گواہی کسی مقدمہ مین نلیجاے انکو گھوڑے پر چڑہنے کی اجازت نہین - گھوڑے پر سوار ہوے اور پکڑے گئے فوراً ماخوذ - ہان ننگی پیٹہ ہو تو مضایقہ نہین مگر کاٹھی یا زین پوش نہو ان سب سختیون کو یہہ بیچارے بصد استقلال برداشت کرتے ہین کیونکہ تجارت کے ذریعہ سے روپیہ خوب ملتا ہے - ہندوستان کی شاہان اسلام تربیت یافتہ اہل ہنود کی بڑی خاطر کرتے تھے مگر افاغنہ تو غیر تربیت یافتہ ہین -
فکر معاش مین اس قوم کی مستقل مزاجی اور محنت شاقہ اور تدابیر شائستہ کی جسقدر تعریف کیجئے بجا ہے - چاہے جس حالت مین ہون روپیہ پیدا کرنے سے نہ چوکینگے اسمین انکو ملکہ حاصل ہے - مگر پکے ہندو ہزار طرحکے سختیان جھیلین مگر مذہب نہ بدلین - شاذونادر ہے کوئی ہندکی کسی خاص وجہ سے مسلمان ہوا ہوگا - ہندکی بہی ایک جری قوم ہے -

(۵) جاٹ - جاٹ سنت جماعت ہین انکی نسل کا حال معلوم نہین ہوتا مگر بعض مورخون کی رائے ہے کہ افغانستان پر سب سے پہلے یہی قابض تھی - خط وخال تو اچھے ہوتے ہین لیکن چہرہ سرخ و سفید نہین - جری قوم ہے - جاٹ سب مرکز دائرہ افلاس مین ہین - شاذ ہی کسی کے پاس اراضی ہو - اس قوم کے لوگ عموماً حجام - قوال - خاکروب

یا مزدور ہین - ہند کی اور جاٹ ملا کر ۶ لاکھہ کے قریب ہونگے -
(۶) **مختلف اقوام** - انکے سواے اور بھی بہت سے قومین کابل مین رہتی ہین مگر انکا حال معتبر طور پر ابھی تک معلوم نہین ہوا بعض کھیتی کرتے ہین - بعض نے امراے کابل کی نوکری کرے - بعض فوج مین بھرتی ہین - بعض آدمی پہاڑون پر رہنے لگے - بعض نے مویشی پالے - انکی زبانون مین بھی کچھہ کچھہ اختلاف ہے اور عادات و رسوم مین بھی - ہین تو مسلمان مگر اسلام کے فرایض اور مسایل مذہبی کی خاک نہین سمجھتے - صرف نام کے مسلمان ہین - ورنہ مسلمانی بجز جہل کے سبب سے اصول مذہب سے واقف نہین ہو سکتے - بلکہ اکثر امور مین بالکل خلاف عقاید اسلام برتاو کرتے ہین - انمین سے نیمچہ کافر تھوڑے ہی دن سے مسلمان ہوئے ہین - اور باقی ماندہ اقوام وغانی اور لغانی وغیرہم بھی نو مسلم ہین - بعض سابق مین ہندو تھے اب مسلمان ہو گئے - انمین سے بعض قومین افاغنہ کی عملداری سے پہلے یہان رہتے تھین - جب افغانون کی عملداری ہوئی تو یہہ دبگئے اور وہ غالب آئے - وہ حاکم محکوم ہوئے - اونہون نے حکمرانی شروع کی - یہہ مزدوری یا کھیتی کرنے لگے - ان مختلف اقوام کے ڈیڑہ لاکھہ سے زیادہ نہونگے - قوم کافر کوہ ہندوکش کے حصہ جنوب مین مسکن گزین ہے یہہ لوگ جامہ انسانیت سے خارج اور بالکل وحوش ہوتے ہین - اور بعض اوقات پتھر لڑہکانے لگتے ہین
ع کلوخ انداز را پاداش سنگ است * گو دستور العمل بناسکتے ہین - کئی بار اس قوم شجاع و دلیر نے افاغنہ کے دانت کھٹے کر دیے

اوراس لبالت سے کلہ بکلہ لڑے کہ وہ بہی یادہی کرتے ہونگے ہان کمروزور کے دام مین پہانسکر البتہ افاغنہ نے انکو بعض اوقات گرفتار کرلیا۔ لیکن مقابلہ کی بے لوث لڑائی مین کبہی نیچا نہ دکہاسکے بلکہ زک پر زک پائی۔

۷۔ حاجی۔ یہہ قوم علی خیل کے قریب رہتی ہے۔ علی خیل قسرم کے نسبت سطح بحر سے زیادہ بلند ہے۔ یہہ لوگ وجیہ۔ حسین قوی ہیکل اور جفاکش ہوتے ہین۔ مگر میلے کچیلے اور کثیف رہتی ہین۔ خدا جانے انہین کثافت سے کیا عشق ہے حاجی شیعہ ہین۔ افاغنہ سے انہین نفرت اور افاغنہ کو انکی صورت سے تنفر ہے۔ کیونکہ یہہ شیعہ وہ سنی ہین۔ اونکے جسم کا رنگ بالکل بہورا ہوجاتا ہے کیونکہ یہہ لوگ ایک قسم کی لکڑی جلاتے ہین جسکا کالا کالا دہوان اونکے بدن کو بہورا کردیتا ہے۔ سوائے ازین سرد پانی سے نہانا جانتے ہی نہین۔ ٹہنڈے پانی سے افیونیئو کیطرح بہت ہی خائف رہتے ہین۔ قطع یہہ کہ ٹوپی ہر نوکرٹہ ندارد۔ کرتہ ہے تو ٹوپی غائب افلاس کے ہاتہون تباہ ہین۔ خچر پالنا انکا خاص پیشہ ہے۔ اور انکے خچرون کی کابل مین قدر بہی بہت ہوتی ہے۔ مکانات عجیب قطع کے ہوتے ہین صحن پست اور دیوارین پتہر کی بنی ہوتی ہین۔ عورتین بیٹیان جہانکی بڑی شائق ہین۔ کوٹہے پر بیٹہی ایک دوسرے کے بال سنوارا کرتی ہین پیچہے چوٹا بندہا رہتا ہے۔ دیوارون مین سوراخ اور رندے بکثرت ہوتے ہین تاکہ ہوا صاف آئے۔ وہوا اونکی راہ سے نکلجائے۔ اور اگر غنیم حملہ آور ہو تو بندوقین رکہکر دائین فیر کردین اس فرقہ کی دو قسمین ہین

ایک کو علی خیل جاجی کہتے ہین - دوسرے کو شاموخیل جاجی - ۱۸۵۷ع
مین جب انگریزون نے کابل مین سفارت بہیجی تہی تو اس قوم نے
بڑی شرارت کی تھی -

۸ - **طوری** - یہہ قوم جاجی کے اضلاع متصل رہتی ہے یہہ لوگ
سنت جماعت ہین - لہذا ان سے اور جاجی سے دلی عداوت ہے
اور آئے دن تعصب مذہبی سے جنگ کی ٹہرتی ہے - روز چخ ہوجاتی
ہے - دونون موقع وقت کی منتظر رہتے ہین موقع پایا اور لوٹ لیا -
جاجی اور توری تنہا اور نہتے اپنے اپنے پہاڑون سے نہین نکلتے کہ
مبادا دشمن کمین گاہ مین ہوا ور اکیلا پاکر مارڈالے اگر غنیم کو غافل
پایا تو چڑہ دوڑے - فتحیاب ہوئے تو اونکی عورتون اور مویشی کو پھیر
لائے - گانون کو جلاکر خاک سیاہ کردیا - ذکور کو تہ تیغ کیا انکی بات بات
سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دم چوکنّے رہتے ہین موضع باغزائی مین جو
دریاے قرم کے مغرب مین واقع ہے اسی قوم کے لوگ رہتے
ہین ان مین ایک عجیب وغریب رسم یہہ ہے کہ جہان کسی کے ہان لڑکا
پیدا ہوا اوسکو ہاتہون ہاتہہ دیوار کی ایک بہت بڑی روشندان سے
ادہر سے ادہر اور ادہر سے ادہر کئی بار لیجاتے ہین اور دس بارہ
ضرب توپ کی سلامی سر کرتے ہین ڈاکٹر بلو صاحب نے زیب رقم
فرمایا ہے کہ اس تقریب سعید مین اقربا مدعو ہوتے ہین اور سب
دعا مانگتے ہین کہ یہہ لڑکا چوری چکاری اور چکلے پن مین خوب طاق ہو -
وقت ولادت روشندان سے ادہر سے ادہر لیجانیکے یہہ معنی کہ سیندہ زنی
اور نقب لگانے مین مشاق ہو - ان باتون مین طوری بےشک وشبہہ

اپنی آپ بے نظیر ہین - جرأت مین بہی کم ہفین -
۹ - کاکار - اس قوم کے لوگ داوی بوری اور دہ لون کے پہاڑون پر رہتے ہین - افغانستان حصہ مغربی مین کنکر اور پتھر اور ریت کے میدانون مین ہینگ کے درخت ہوتے ہین - اوراوائل مارچ مین اس پودے کے پتے اور کوپلین نکلتی ہین - اپریل اور مئے مین ہینگ درختون سے بافراط تمام ترملتی ہے - ہزارہا آدمی قندہار سے ہرات تک ہینگ جمع کرتے جاتے ہین - ہینگ لیکر ہندوستان مین آتے ہین اور اس تجارت سے فائدہ کثیر حاصل کرتے ہین کیونکہ ہند مین اسکی خوب بکری ہوتی ہے -
۱۰ - غلزئی - دریاے ترناق اور مومن قلعہ کے قریب قلات غلزئی مین یہہ لوگ بود و باش کرتے ہین - یہہ لوگ خیمون مین رہتے ہین انکے خیمہ ہاے سیاہ نشیب مین نصب ہوتے ہین - خاص پیشہ انکا یہہ ہے کہ بلند مقامات پر جہان سبزہ کثرت سے ہے بکری اور گلہ چرائین دنبے بہی کثرت سے پالتے ہین - سفارت کابل نے جو ۱۸۵۷ء مین بہیجی گئی تہی بڑی حیرت سے دیکہا کہ انکے دنبون اور بکرون کے ساتھ ہرن بھی چر رہے ہین اور ذرا نہین چمکتے - لوگون نے بیان کیا کہ اسی طرح ہرن اکثر اوقات بکرون وغیرہ کے ساتھ بند کر دئے جاتے ہین اور غلزئی اونکو ذبح کرکے بہون بہون کر نوش جان فرماتے ہین - غلزئی بہی جبری اور وحشیہ ہین اور وقت جنگ بڑے خونخوار ہو جاتے ہین -
جن اور یاری اور برقنزئی وغیرہ قومونکا حال مفصل نہین معلوم ہوسکا

جن اقوام کا حال اوپر بیان کیا گیا اونمین وحوش اور جاہل اوران پڑھ بہت بلکہ قریب قریب سب ہین اور سب دلیر جری شجاع جیوٹ فنون سپہ گری مین طاق لڑنے مین مشاق۔ مگر اصول کی لڑائی اور فنون جنگ ومصاف سے ناواقف ہین اس بیان دلچسپ کے معاینہ سے بخوبی ہویدا ہی کہ جو اقوام تجارت کی شائق اور سوداگری پر محو ہین وہ نہایت مرفہ حال اور خوش وخرم ہین۔ کابل مین جہیریون سے زیادہ زردار اور متمول کوئی قوم نہین۔ وجہ یہہ کہ سوداگری عموماً انہین کے ہاتھ ہے۔ تاجیک زراعت کو ترقی دے رہے ہین پس اور اقوام کی نسبت اونکو معاش کی قلت بہی نہین۔ جاٹ تجارت وزراعت دونون سے محروم ہین دیکہہ لیجئے ڈلیا ڈہوتے ہین اور نان شبینہ تک کو محتاج ہین۔

یہہ شہر ایک پرانہ اور قدیم ہی۔ ملک افغانستان کی مغرب مین واقعہ ہے۔ مورخین ایشیا بنائے ہرات کے بابت یون رقمطراز ہین کہ جہان ہرات بستا ہی پہلے اسجگہہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ تہا۔ نامی قوشنج آباد۔ بعض مورخین کا قول ہی کہ قصبہ قوشنج کو پستنگ ابن افراسیاب ابن مزو ابن کنعان نے آباد کیا تھا۔ اور بعض کا قول ہی کہ ہوشنگ کا آباد کیا ہوا ہی۔ ایک ایشیائی مورخ لکھتا ہی کہ شہر ہرات کو زمانہ بخت النصر کے پانچسو سال بعد آباد ہوا ہے۔ شیخ عبدالرحمن جامی نے اپنی خود تصنیف تاریخ ہرات مین وجوہ بتائے۔ ہرات یون لکھتے ہین کہ۔ اوّل وجہہ بنائے ہرات کی یہہ ہی کہ جب جمشید ابن طہمورث ابن ہوشنگ نے دعوے الوہیت کا کیا اور اپنی الوہیت کی تسلیم

کرانیکے واسطے لوگون کو ازبس تکلیف پہنچائے - اور اون کے مال
اور اموال کو غارت کر دیا تو وہ لوگ جان سے تنگ آکر اپنی ولایت
مالوفہ سے غیر ملکون کو چلے گئے - اونین سے قریب پانچہزار آدمی کے
عدد کابل مین جاگزین ہوئے - لیکن اوسجگہہ اون کا بفراغت گذارہ
نہین ہوسکتا تہا - اس واسطے وہان سے کوچ کر ملک غور سے ہوتے
ہوئے ایک غیر آباد جگہہ مین جہان اب قصبہ اوبہ آباد ہے - اقامت
پذیر ہوئے ایک مدت تک وہان بڑے یگانگت اور اتحاد سے رہتے
رہے اور جمشید کے پنجہ ظلم سے رہائی پائی - لیکن چونکہ فلک کہن سال
کسی کو آرام اور راحت مین زندگی بسر کرتے ہوئے - دیکہہ نہین سکتا کہ
چندہی مدت کے بعد اونین باہمی فساد وعناد شروع ہوئے اور ایک
دوسرے کا جانی دشمن ہوگیا اس آتش فتنہ وفساد کو یہان تک
اشتعال ہوا کہ علانیہ معرکہ حرب وضرب قایم ہوا - اس محاربہ اور
معرکہ آرائی مین لاکہون جانین کہیت رہین - اور ہزارون جریح ہوگئے
اور زخمی ہوئے - آخر کار فرقہ ہیاطلہ غالب آیا اور دوسرا فرقہ مغلوب
ہوا - مغلوب فرقہ نے مارے خوف مخالفین اور ہراس غالبین کے
رات ہی رات دشت بردو مالان کے راہ لیئے اور وہان سے موضع کلاستان
علویان کے مضامات مین رہنا شروع کیا جب فرقہ ہیاطلہ کو خبر ہوئی تو
اونہون نے چند عمال بہیجکر فرقہ مغلوب کو کہلا بہیجا کہ اگر تم اس جنگل مین
ہمارے مطیع اور باج گذار ہوکر رہو تو بہتر ورنہ ہم رات کو تمہاری اولاد اور
اخفاد پر شبخون مارا کرینگے - جب قوم مغلوب نے یہہ پیغام سُنا تو اپنی
قوم شیوخ کے ساتہہ ہم مشورہ اور ہم صلاح ہوکر عمال آمدہ کو کہدیا

کہ ہم سال بسال فرقہ ہیاطلہ کہ سرگروہ کی خدمت مین باج مقررہ بہیجدیا کرینگے - اس امر پر ہیاطلہ راضی ہوگئے - اور ہر سال اونسے مراعی و مواشی خراج مین لیتے رہے - اور دشمنی دیرینہ کے باعث سے ہر ایک طرح سے فرقہ مغلوب کو انواع و اقسام کے رنج اور درد پہنچاتے رہے - جب فرقہ مغلوب اعدا کے ہاتون سے از حد تنگ آیا تو سارے قوم نے اکہٹے ہوکر صلاح کی کہ کوئی ایسی تجویز حسنہ کرنی چاہیئے کہ جس سے ہم ان ظالمون کے ہاتہہ سے رہائی پاوین اور آزادانہ طور پر زندگی بسر کرین - فرقہ مغلوب مین ایک عورت بحسن صورت موصوف و بلطف سیرت معروف بزیور دانش آراستہ و بلباس فضایل پیراستہ شمشیرہ نام حکمران تہی - جب اوس نے قوم کے کپٹیون کو اور اون کے آزادانہ خیالات کو دیکہا - تو دانایان قوم کو طلب کرکے کہا کہ اگر تم میری راے کے مطابق چلو اور مجہکو صدق دل سے اپنا مونس اور ہمدرد جانو تو مین تمکو ایک تہوڑی سے مدت مین اپنی تجویز صایئب اور تدبیر غالب سے اس موجودہ مکان خواری سے منزل حکومت اور سرداری تک پہنچا دونگی - اور اگر تم نے اپنی رای کے اوپر چلنا ہے تو مین تمہارے ساتہہ کبہی اسبارہ مین شریک نہونگی - قوم کے لوگون نے اپنی ملکہ کی آزادانہ اور مردانہ خیالات سنکر جواب دیا کہ ہم کسی صورت سے تیری اطاعت اور انقیاد کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتے - اور ہم کو تیرا مدبر اور مجوز ہونا بالراس والعین ہی - جب شمشیرہ نے اپنی قوم کی حالات اپنی راے کے موافق پائے - تو ایک روز سارے قوم نے اعلان اور اعلام کرکے اور دوسرے روز

ایک کمیٹی مقرر ہوئی۔ اور قوم کو کہڑا کر کہا کہ بالفعل تجویز یہہ ہی کہ ہم قوم ہیما طلہ کا ۴ سال کا ایک ہی مرتبہ خراج ادا کر دین۔ جب اکہٹا خراج دیا جاویگا تو وہ لوگ سال بسال وصولی خراج کے واسطے ہمارے علاقہ مین نہین آیا کرینگے۔ اور ہم اس صورت مین بدطمع اپنے رہنے کے واسطے ایک حصن حصین اور قلعہ متین طیار کرینگے۔ پہر جب وہ لوگ بعد انقضاے میعاد معینہ وصول خراج کے واسطے آوینگے تو ہم اپنے حوصلہ کے اوپر اونکو جواب دینگے اور پہر آزادانہ زندگی بسر کرینگے۔ جب قوم نے یہہ تجویز سنی اوسی وقت چار سال کا خراج اکہٹا کر کے ہیما طلہ کو دیدیا۔ اور قوم ہیما طلہ نے بہی ایک رقم معقول دیکہکر اوسکے منظور فرمایا۔ بعد ادائی خراج ۴ سالہ شمشیرہ قوم سے اور روپیہ اکہٹا کر کے ایک خوب مضبوط قلعہ بنالیا اور اوس قلعہ کو آہنی دروازہ لگایا گیا اور اون دروازہ پر مسلح سپاہی مقرر کئے۔ کہ رات دن باری باری دروازہ پر حاضر رہین۔ جب چار سال گذر گئے تو قوم ہیما طلہ کی چند اعمال واسطے وصول خراج کے فرقہ مغلوب کے پاس پہنچی۔ جب اونکے علاقہ مین گئے تو اونہون نے بڑی آزادی اور استقامت سے ادائی خراج کے لئے انکار کیا۔ آخر کار ہیما طلہ نے مایوس ہو کر اس امر سے خاموشی اختیار کی اور پہر وصول خراج کا نام نہ لیا۔ بعد بنانے اس قلعہ کے مدت بعید او زعرصہ مدید تک اوس قوم کے لوگ بفراغت تمام و آسودگی مالا کلام بستے رہے۔ زمانہ سلطنت منوچہر مین جب اون کی اولاد و اخفاد زیادہ ہوئی۔ تو اونہون نے جگہہ کی تنگی کے سبب سے خرنوشس اسیر وقت سے التجا کی اگر ہمکو اجازت

ملجاوے تو اس قلعہ کے نزدیک شہر وسیع اور قلعہ منیع بنا لیوین۔ امیر مذکور نے عرضی کو حضور مین بھیجدیا۔ منوچہر نے شہر بنانے کی اجازت دی۔ اور خزاین شاہی سے بہت سا روپیہ بہی دیا۔ بعد حصول اجازت کے قوم مذکور نے قلعہ شمشیر کے شمال کی طرف قندز بنا لیا۔ جب اس شہر کو بنے ہوے۔ ایک عرصہ گذر گیا۔ اور آبادی بڑہ گئی۔ تو پہر اوس شہر کے رہنے والون نے غاغوش حاکم قہندسے التماس کی کہ شہر بنانے کی اجازت ہو جاوے۔ حاکم نے جواب دیا کہ شہر کے بنانے کی اجازت ہے لیکن بباعث کمی روپیہ کے شاہی خزانہ سے کسیطرح مدد نہین دیجاویگی۔ اگر تم قومی چندہ سے بنا سکتے ہو تو۔ بنالو۔ قوم نے اپنی ضرورتون پر لحاظ کرکے قومی چندہ سے ایک نئے شہر کو بنانا منظور کیا اور چند ہی روز مین اپنے ارادہ کو پورا کر دکہایا۔ اور یہہ شہر بارہ سال کے عرصہ مین اختتام کو پہونچا۔ جن ایام یہہ شہر بن رہا تہا اسوقت مین ان ملک پر ایک عیسائی بادشاہ حکمران تہا اوسکے حکم کے بموجب اس شہر کے ہر ایک برج مین ایک صلیب کی صورت بنا کر رکہی گئی۔ پس یہہ وہی شہر ہے جکواب ہرات کرکے کہتے ہین۔ یہہ ازبس زیبا وخوش منظر تہا۔ چنانچہ ایک شاعر اوسکے صفت مین لکہتا ہے۔ **بیت**

چشم فلک ندیدو نہ گوش جہان شنید

زین خوب تر مکان و پسندیدہ تر مقر

وجہہ دیگر یہہ ہے کہ جو دوسرے مورخ نقل کرتے ہین کہ جہان شہر آباد ہے وہان ایک چہوٹا سا نالہ بہتا تہا - اوسکے گرد و نواح مین سباع اور وحوش کثرت سے رہتے تہے اور سوائے قصبہ اوبہ کے کوئی آبادی نہین تہی اور اوبہ کے باشندگان ازبس فسادی اور متمرد تہے اس فساد باہمی کے باعث ایک فرقہ جلاوطن ہوکر کوشان مین جا رہا - اور بعد چند مدت کے شمیشرہ دختر بہمن سے اجازت لیکر اوسی کے نام پر ایک قلعہ بنایا اور بارہ ۱۲ سال تک وہان رہی - اسکے بعد دارا ابن دارا نے شہر ہرات کو بنایا - ابہی پورے طور بن نہ چکا تہا کہ اسکندر نے اوسکا کام تمام کردیا - بقیہ شہر کو اور اوسکے برج کو اسکندر نے بنایا - وجہہ تیسری - بعض مورخ یون لکہتے ہین کہ بعد از طوفان نوح علیہ السلام پہلے پہل ملک خراسان مین قلعہ شمیشر بنایا گیا - اور ضحاک کی لڑکی نہرات نے قصبہ اوبہ کو آباد کرکے ہرات کا آباد کرنا شروع کیا اور چند روز مین آباد ہوگیا - وجہہ چوتہی - بعض یون بیان کرتے ہین کہ جب اسکندر رومی دارا پر فتحیاب ہوا تو دورہ کرتا ہوا جب اطراف ہرات مین پہونچا - تو وہان اوسوقت بجز قہندر کے اور کوئی آبادی نہین تہی - اور قہندر کے رہنے والے ترکان جفاکار کے ہاتھ سے تنگ تہی - اسکندر نے اوسکی پریشان حالی اور اسکندر کو دیکہکر - ہرات کو آباد کیا تاکہ پنجہ ظالمین سے مطمئن رہین - وجہہ پنجم - یہہ ہے کہ سیفی بردی اپنے تاریخ مین لکہتا ہے کہ ہرات کو ایک پیغمبر نے بہ تعلیم جبرئیل آباد کیا - وجوہ بنائے ہرات کا ذکر ہوگیا - اور مجملاً اوسکے عام حالات کا ذکر کیا جاتا ہے

امیر تیمور نے جب ہرات فتح کیا تو بڑے بیرحمی سے ابنیہ قدیم اور اسکنہ اعظیم کو مسمار کر دیا کچھہ خیال نکیا - کہ ایک قدیم شہر کے مسمار کرنے سے لوگون کے دلونپر کیسا صدمہ پہنچے گا - شہر ہرات دو فصیل پر مشتمل ہے اور اندر اسکے ۱۴۹ برج ہین - اور اسکے گرد اگرد ایک خندق کہودی ہوی ہے - جو مخالف کے واسطے ایک پوری روک ہے - اور عمق اس خندق کا بیس ورع ہے مگر اب عدم مرمت سے خراب ہو گئی ہے - اس شہر مین ایک مسجد جامع کے نہایت عمدہ قریب سب قبچاق کے واقع ہے یہہ بہت پرانی مسجد ہی اور ایسا ہی ایک قلعہ ہی - جو اختیار الدین سے منسوب ہے - یہہ قلعہ اپنے عمارت مین لاثانی ہے اور دونون عمارتون مین دیکھنے سے خدا کی قدرت یاد آتی ہے - ہرات کے گرد اگرد قریب ۶ فرسنخ کے باغات اور بستان و گلستان لگے ہوے ہین - اور ان باغون مین آرام کے لئے بقاع دلپذیر اور منازل بے نظیر بنے ہوے ہین - جو سیدین کے حق مین از بس مفید ہین - واقعی یہہ شہر اپنے ملک کے شہرون مین ہر ایک بات مین فوق لے گیا ہے چنانچہ ایک شاعر ایک نسبت یون لکھتا ہی کہ

ازخرمی چو طبع حریفان ہم نفس + وز نیکوئی چو روے ظریفان دلربائی + ہستند متفق ہمہ عالم کہ ہیچ کس + اینگونہ جا لگاہ ندید ہیچ جائی = یاد رہے کہ یہہ تاریخ پہلے دنون مین ہرات پر صادق آسکتی تہین - اب نہین کیونکہ اب آپس کے فساد اور نفاق کی وجہہ سے ہرات مین بہت فرق آ گیا ہے -

عبد الرحمن خان کے تاریخی حالات

سردار مذکور کا باپ محمد افضل خان تھا - اور یہہ افضل خان دوست محمد خان کا
بڑا لڑکا تھا - اس سردار کو ماکی طرف سے فرقہ پوپل زئی سے تعلق ہے
سنہ ۱۸۶۳ع مین جسوقت کہ دوست محمد خان کی وفات کی باعث تخت کابل
خالی ہوا افضل خان نے اس بنیاد پر کہ وہ بڑا لڑکا ہے امیر شیر علیخان کی جانشینی
دوست محمد خان مین اعتراض کیا اور جلد ملک افغانستانین جنگ ملکی شروع
ہوگئی - سردار افضل خان نے اپنے لڑکے سردار عبد الرحمن خانکو ترکستان
مین تخت بلخ کی حکومت دی اور اس سردار نے وہان سپاہیانہ برتاو کیا لیکن آخر کار
مجبور ہوکر اوسکو یہہ اقبال کرنا پڑا کہ مجھے شیر علیخان کی فوج نے شکست دی -
سردار عبد الرحمن خان نے کلیتاً دل سے اطاعت قبول نہین کی اور چونکہ اس
سردار کی نسبت یہہ شبہ تھا کہ وہ ابھی تک اپنے باپ کے اوسکی بہتری کے
واسطے سازش رکھتا ہے اسواسطے کابل مین طلب کیا گیا - اس حکم کی تعمیل
سے - عبد الرحمن خان نے انکار کیا لیکن اس انکار کے مہیب نتیجہ کا خیال
کرکے یہہ سردار دریاے آکسس کیطرف بخارا کو چلا گیا - اور یہان اور
بھی کئے سردار پناہ گزین ہوئے تھے اوسوقت تک ترکستان مین بد انتظامی
تھی عبد الرحمن خان نے بلخ کی فوجون کو ورغلایا کہ تم امیر شیر علیخان کی ملازمت
سے گریز کرکے بخارا کو جاؤ - امیر بخارا نے عبد الرحمن خان کی کھلا کھلی مدد کی
اور کئے طرح سے اوسکی اعانت کی - تھوڑی فوج کو درست کرکے عبد الرحمن خان
پھر دریاے آکسس عبور کرکے آکچا کی طرف کوچ کیا یہہ مقام اوسوقت

فیض محمد خان کی سپردگی مین تھا اسنے تاب مقاومت نہ لاکر معہ اپنی
فوج کے بخارا کی فوج کی شرکت اختیار کی لیکن گورنر ترکستان فتح محمد خان
جلد اور سہل طور سے قابو مین نہ آیا اور اوسنے ان نئے فوجون کا مقابلہ
کیا لیکن فتح محمد خان کے سپاہی بیوفا نکلے اس سبب سے اس سردار نے
فوج کو اوسکی حالت مین چھوڑکر ترکستان سے راہ فرار اختیار کی اس
طریق سے چند ہفتون کے عرصہ مین عبدالرحمن خان ایک بڑی اور عمدہ
فوج کا مالک ہوگیا اور تخت پل سے آگے بڑھکر کابل طور سے گورنر کا قدیم درجہ
حاصل کیا اسطریق سے سہل طور پر ترکستان عبدالرحمن خان کے قبضہ
مین ہوگیا اور اوسنے ایسی آسانی سے کامیابی حاصل کی کہ کابل پر حملہ
کرنے کا اوسنے قصد کیا اسوقت مین اوسکا چچا اعظم خان جو ایک لائق
آدمی تھا ایک شریک شیرعلیخان کے پاس اتبک قید تھا لیکن
وہ کابل سے بہاگ جانیکی واسطے مجبور ہوا تاریخ ۲۴ فروری کو عبدالرحمن خان
بغیر روک لوٹک کے کابل مین داخل ہوگیا لیکن اتبک شیرعلیخان دکن مین فوج
جمع کر رہے تھے۔ اور سردار عبدالرحمن خان کو اوسکا بندوبست کرنا
ضرور تھا ماہ مئے مین دونو فوجون کا جو شکوہ آباد مین غزنی کی سڑک
پر ہے مقابلہ ہوا اور عبدالرحمن خان کو کامل فتح حاصل ہوئی تو اس
سردار کے باپ کو قیدخانہ سے رہائی ہوئی اور بجائے امیر شیرعلیخان
کے امیر کابل مشتہر ہوا لیکن افضل خان بوجہ شرابی ہونے کے کل کاروبار
سلطنت کا اپنے بہائی اعظم خان کے ہاتھ مین رکھتا تھا عبدالرحمن خان
اپنے کامیابی و دلیری پر نازان ہوکر در پے اس امر کے ہوا کہ اعظم خان
کے خلاف کارروائیان کرے نتیجہ اسکا بہت سخت ہوتا لیکن وجہ یہہ ہوئی

کہ امیر شیر علیخان سے قندہار مین فوج جمع کی اور اس فوج سے دونون
فریق کو خطرہ یکسان تہا لہذا دو شخص دشمن کے فکر مین پڑ گئے
اور آپکی دشمنی موقوف رہی چچا اور بھتیجے دونون نے میدان
جنگ کی تیاری کی اور دکن کی طرف بڑھکر شیر علیخان کی فوج سے
مقابلہ کیا اور قلات غلزئی مین اوسکو شکست دی یہہ واقع ۶ اجنوری
۱۸۶۷ع کا ہے لیکن ابھی تک شیر علیخان سے اندیشہ جنگ کا تھا۔
شیر علیخان کے برادر اعیانی فیض محمد نے ایک اور فوج شیر علیخان کی
مدد کیواسطے مہیا کی - تاریخ ۱۷ استمبر ۱۸۶۷ع کو پہر عبد الرحمن خان نے
فیض محمد کی اس فوج کو قلعہ الہ آباد (یہہ مقام افغانستان مین ہی)
مین شکست دی - اسوقت مین افضل خان نے بمقام کابل وفات
پائی اور عبد الرحمن خان فوج کے ہمراہ بیرونجات مین تھا اور جب عبد الرحمن خان
واپس آیا تو اوسنے اپنے چچا اعظم خان کو تخت کابل پر پایا۔ عبد الرحمن خان
اس بات کا ملال ہوا کہ کوشش و دلیری تو ہینے کی اور افغانستان کی
امیری اعظم خان کو میسر ہوئی چونکہ پہر ترکستان مین معاملات کی پیچیدگی
ظاہر ہوئی اسی سبب سے ان دونون سردارون مین کہلے طور پر جنگ
موقوف رہی اور عبد الرحمن خان صوبجات شمالی افغانستان کو اس
نیت سے روانہ ہوا کہ سرداران ازبک کو زیر کرے لیکن اس معرکہ مین
عبد الرحمن خان کے شمال مین موجود نہونے کے سبب سے
شیر علیخان کو پہر اچہا موقع ملا۔
غزنی افغانستان مین شیر علیخان کو کامیابیان حاصل ہوئین اور جلد
امیر کابل پہر ہوگیا - ترکستان مین عبد الرحمن خان کی حالت ابتر ہوگئی

اور اوسکی فوج نے جب یہہ سنا کہ پہر امیر شیر علیخان کو تخت کابل نصیب
ہوا تو اس فوج نے ہمت ہار دی اور سب فوج بہاگ گئی اور ماہ
جنوری ۱۸۶۹ء مین پہر عبدالرحمن خان مع اعظم خان کے پناہ گزین ہوئے
اعظم خان نے گورنمنٹ ہند سے مدد کی درخواست کی لیکن گورنمنٹ
ہند نے مدد دینے سے انکار کیا اوسوقت یہہ دونون سردار ایران
مین پناہ گزین ہوئے اور بعد اوسکے عملداری خان ہائے آن روئے
دریائے آکسس کو چلے گئے اکتوبر ۱۸۶۹ء مین اعظم خان نے وفات
پائی اور عبدالرحمن خان کو ابتک کابل کی حکومت کا خیال باقی تھا
وہ خیوہ کو چلا گیا یہان اوسنے افغانی ترکستان فتح کرنے کے واسطے
فوج جمع کرنے کی تدبیر کی لیکن کامیابی نصیب نہوئی لہذا وہ بخارا کو
واپس چلا گیا۔ یہان جہاندار شاہ امیر مخروج بدخشان بطریق
پناہ گزین کے مقیم تھا اوسنے ہر طرح عبدالرحمن خان کی تخت نشینی
کے واسطے مدد کی۔ جہاندار شاہ نے رابطہ و محبت بڑہانے کے
واسطے اپنی بہن کی شادی اعظم خان کے ساتھ اور اپنی دختر کی
شادی سردار عبدالرحمن کے ساتھ کر دی تھی۔ ماہ آگسٹ ۱۸۷۹ء میں
شیر علیخان نے سرداران بدخشان کو ترغیب دی اور ان لوگون نے جہاندار شاہ کو خاص اوسکی
دار الحکومت فیض آباد مین قید کر لیا غرضکہ برعایت قدیم رعایا کے جہاندار شاہ قید سے
رہائی پاکر آکسس کے اوس پار کلدب کو روانہ ہوئے اور یہان عبدالرحمن خان سے
ملاقات ہوئی انہون چاہا کہ شمال مین ترکمانون کی فوج جمع کر کے
بدخشان پر قابض ہون۔ اور اسطرف میر میمنہ نے ازبک فوج لیکر
مغرب کی طرف سے بلخ اور زینذر سے انکی مدد کی چونکہ روپیہ کی کمی تہی

اسواسطے کامیابی نہین ہوئی اور عبدالرحمن خان نے روسیون کی
مدد خیال کیا اور جہاندارشاہ چترال کو چلا گیا - کہ اوس ملک کی
سردار امان الملک سے مدد حاصل کرے عبدالرحمن خان بخارا سے
سمرقند کو گیا اور ماہ مئے ۱۸۷۰ء مین بمقام تاشقند داخل ہوا
جنرل کافمین نے اس سردار کو بڑی خاطرداری کے ساتھ لیا
لیکن عبدالرحمن خان کی درخواست پر جو افغانی ترکستان فتح کرنے
کے واسطے تہی ذرا کان نہ دیا - قریب پچاس ہزار روپیہ کے عبدالرحمن کا
وظیفہ مقرر ہو گیا لیکن اوسکی اس درخواست پر انکار کیا گیا کہ وہ
سینٹ پیٹرزبرگ دارالسلطنت روس کو جائے اور وہان اپنی
درخواست بحضور شہنشاہ روس عرض کرے جبکہ شلیر صاحب
سے اوسکی ملاقات ہوئی تو اونہون نے اپنی تعین کے طور پر یہہ کہا
کہ بصرف ۵۰ ہزار پونڈ وہ اسقدر فوج مہیا کر سکتا ہی جو اوسکو یکبار
پہر افغانستان مین حاکم بنانے کے واسطے کافی ہو -
یہہ بات عبدالرحمن خان کے دل مین نقش ہو گئی اور اس
خیال سے وہ اپنی آمدنی وظیفہ کا دسوان حصہ خرچ کرتا اور باقی سب
جمع کرتا رہا اور یہہ بہی اوسکو خیال رہا کہ مناسب حالات مین روس میری
مدد کریگا - جہاندارشاہ نے ۱۸۷۳ء مین پہر بمقام بدخشان تدبیر
فساد کی کی لیکن تقدیر موافق نہ تہی آخر اپنے داماد عبدالرحمن خان کے
پاس ۱۸۷۳ء مین سمرقند کو چلا گیا اور وہین وفات پائی +

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کی تصنیف سے جو غرض ہی اسکو خود مصنف کتاب نے دیباچہ مین بیان فرمایا ہی

چونکہ افغانستان کی جنگ کے متعلق یہ ایک مختصر عمدہ کتاب خیال کیجاتی ہی لہذا باجازت مصنف اسکا ترجمہ زبان انگریزی سے اردو مین کیا گیا اور اس کتاب کے مترجم کاشی ناتھ جیو صاحب کھتری ساکن سرسا ضلع الہ آباد ہین تاہم وقت طبع اسکی درستی اور مقابلہ دوبارہ بھی کیا گیا تب بھی یہ ترجمہ اطمینان بخش نہین ہی سب جانتے ہین کہ ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان مین کس قدر دشوار ہی بہر حال بحیثیت موجودہ اس کتاب کی اشاعت پانا مناسب خیال کرکے چھاپ دیا گیا اور جو ضمیمہ اس کتاب کے ساتھ شامل ہی وہ علاوہ اصل کتاب سے ہی

مرقوم رمضان سنہ ۱۳۰۵ھ

حسن بن عبد اللہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

مقام حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کی تصنیف سے جو غرض ہے اوسکو خود مصنف کتاب نے
دیباچہ مین بیان فرمایا ہے۔

چونکہ افغانستان کی جنگ کے متعلق یہ ایک مختصر عمدہ کتاب خیال
کیجاتی ہے لہذا باجازت مصنف اسکا ترجمہ زبان انگریزی سے اردو
مین کیا گیا اور اس کتاب کے مترجم کاشی ناتھ جیو صاحب
کھتری ساکن سرسا ضلع الہ آباد ہین تاہم وقت طبع
اسکی درستی اور مقابلہ دوبارہ بھی کیا گیا تب بھی یہ ترجمہ اطمینان بخش
نہین ہے سب جانتے ہین کہ ایک زبان کا ترجمہ دوسری
زبان مین کس قدر دشوار ہے بہرحال بحیثیت موجودہ اس
کتاب کا اشاعت پانا مناسب خیال کرکے چھاپ دیا گیا او
جو ضمیمہ اس کتاب کے ساتھ شامل ہے وہ علاوہ اصل کتاب سے ہے

مرقوم [illegible] رمضان ۱۳۰۵ھ

حسن بن عبداللہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

مقام حیدرآباد دکن